بعون خالق انس و جان صانع زمین و مکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال مسمّی باسم تاریخی

خزینۂ خیال

سنہ ۱۳۱۲ھ

بحسن اہتمام و تصحیح تمام جناب داروغہ سید محمد عرف چھدن صاحب

در مطبع احمدی لکھنؤ بکمال آرائش و زیبائش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شعر ۵	ردیف الف	غزل ۱

فگار دل ہی ہر اک حزین کا سخن سنا ہے یہہ کس حسین کا

جگر ہو زخمی ہر اک نگین کا مزا یہہ ہے حرفِ دلنشین کا

ہے سبکو غم تیرے ہمنشین کا اوداس گھر ہے ہر اک مکین کا

نہین ہے مرقد تیرے حزین کا پھٹا ہے غم سے جگر زمین کا

نہ دل ہو کیون شاد چرخ کین کا مکان تیار ہے مکین کا

جو دفن لاشہ ہو مجھہ حزین کا بھر آئے زخمِ جگر زمین کا

نہین سویدا دل حسین کا وہی تو ہے جرم اوس نگین کا

جو داغ ہے یہان دل حزین کا وہ صاف شیشہ ہے ذرہ بین کا

ٹپک رہا ہے عرق جبین کا یہ رنگ گلشن ہے رخ حسین کا

ملال لائے ہو کیا کہین کا بگڑ کے فرمایا ہان وہین کا

سفر جہان سے وہ مجھ حزین کا ہجوم وہ رہزنان دین کا

کیا مسافر نے رخ زمین کا ملا نہ جب راستہ کہین کا

دھوان یہ ہے آہ آتشین کا مکان ہے تاریک ہر مکین کا

بجھا ہے دل جب سے مجھ حزین کا چراغ جلتا نہین کہین کا

نہ پوچھ تو دین زاہدون کے سمجھ لے خود کسکے ہین یہ بندے

کیے ہین از بسکہ زر کو سجدے بنا ہے درہم نشان جبین کا

گنہ سے ہون شل کوہ نادم نہ کیون ہو سیلاب مجھکو لازم
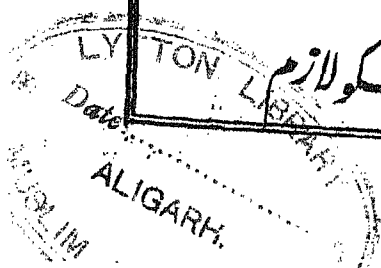
رہی نہ اک کھر جہان مین سالم عرق بہے گرمی جبین کا

نہ کیون ہو سکتا سا مجھپہ طاری گنہ سے طرفہ ہے شرمساری

مثال فوارہ ہائی جاری گیا قدم تک عرق جبین کا

نہ تر ہو کیون اب زبان محشر ہون شرم عصیان سے جان محشر

لپٹ گئے تشنگان محشر عرق جو دیکھا مری جبین کا

ثنا تو اونکی ہو کچھ رقم بھی اوٹھے مگر ہاتھ مین قلم بھی

کہ وہ ہستی بھی ہی عدم بھی محل سے ہے ہان کا نہ کچھ نہین کا

یہان ہوا رخ چمن مین روشن دہان ہوئی صبح شام سوسن

نہ کیون ہو اب سنبلون کو الجھن کھلا ہے بل زلف عنبرین کا

غضب تھے بیدرد اہل دنیا ہر ایک خورشید حشر سمجھا

گیا فلک پر جو اوڑ کے پھاہا مرے کسی داغ آتشین کا

فلک پہ منہ مہر کا پھرا ہے سبب تو دیکھوں کہ اسکا کیا ہے

یقینی پھاہا سرک گیا ہے مرے کسی زخم آتشین کا

تمہارے مستونکی جب بنی تھی سہانی محشر کی روشنی تھی

وہ دھوپ بھی سر پہ چاندنی تھی یہ نشہ تھا جامِ آتشین کا

بنا ہوں میں سوزِ غم سراپا زمین پہ ہر دھوپ تن کا سایا

لقب ہے خورشید حشر جسکا وہ پلپنہ ہے داغ آتشین کا

نہیں ہے محشر کی صبح روشن ہوئی ہے ظاہر حرارتِ تن

اوڑھا ہے کافور بعد مردن یہ مرہم داغ آتشین کا

تو ہی بتا منصفی سے یا دل نہیں حبابوں میں موج کو کل

کبھی مری آنکھ سے بھی اک پل جدا ہوا چاک آستین کا

شبِ جدائی میں وائے قسمت پھٹا گریبان سحر کی صورت

جسے سمجھتے تھے دست وحشت بنا وہی مار آستین کا

کہا جو ساعد کو شمع ہمنے سبب یہی تھا جو کوئی سمجھے

اونھین جو خود حسن شبکو دیکھے جلے کنول کیون نہ آستین کا

نہ میرے آنیسے کیون ہو ہلچل کہ خود دپٹکتا ہون سر کو ہر پل

نکھاؤن افعی کی طرح کیون بل بنا ہون مار اپنی آستین کا

فلک سے کیا یہ دل تو ہولے جو کوئی بگڑا تو ہم نہ بولے

مثالِ تصویر لب نہ کھولے چڑھانا آیا نہ آستین کا

عجب زمانہ ہوا ہے ابتر کہ پست فطرت ہین نام آور

زلال کیونکر نہو مکدر عروج ہے دُردِ تہ نشین کا

فنِ محبت مین تھے جو کامل رہے وہ آتش مین بھی تو شامل

سپند آسا جلا دیا دل اشارہ پایا جو ہمنشین کا

مگر مین تسبیح کا ہون دانا جو اسکو کھونا تو اوسکو پانا

ہزار پھر تار ہا زمانا فراق دیکھا نہ ہم نشین کا

مثالِ دندان پیر بیدم ہمین بھی احباب کا ہے وہ غم

بغیر باندھے نہ تھم سکے ہم فراق دیکھا جو ہمنشین کا

یہہ پیچ تجھے تیرے دل جلون کے کہ جسسے چھوٹے ہین دل ملو نکے

کھلا نہ دیو و دن سے جنگلون کے وہ بل تھا شاخ غزال چین کا

جہان مین وحشی چشم ہین جسم بھر بین نہ زور و نکا ہیچ کیون دم

مرو ڑ سے شاخ جب ہوئی خم نکلگیا بل غزال چین کا

جنھین ہے دست و قلم پہ تکیہ او نھین کچھ کافی ہی بس یہ نکتہ

کیا جہان مین جو نام پیدا سیاہ منھ ہو گیا نگین کا

جہان مین کر دونون باتین پیدا بغیر اسکے نہ نام ہوگا

جو آئے مہرون کا تجھکو اوٹھنا تو بیٹھنا بھی تو ہو نگین کا

بنی نگیون خم ہون مثل خاتم اوٹھائے ہین سر پہ بارِ عالم

نگیون تو اضع سے ہون مکرم نشان ہے پشت پر نگین کا

کسی نے نامی سے ہو مقابل ہمیشہ نقل اصل سے ہر باطل

شرف وہ کاغذ کو ہو نہ حاصل اوتارے چھاپہ بھی گو نگین کا

اگر ہے نام و نشانکا جویا ابھی قوی سے ضعیف ہو جا

بڑھا زمانہ مین نام اوتنا گھٹا بدن جسقدر نگین کا

کمال سے گر تجھے ہے بہرہ جہان مین کر کسرِ نفس شیوہ

نیا ہوا نام اور بیدا اچھا جو کاغذ پہ سر نگین کا

ملے اونھین سے کہ نہ ہمکو مدفن جو خود تھے نام و نشان مسکن

کیا یہ آخر کو نام روشن چراغ جلنے لگا نگین کا

یہ کون شئی تھی جہان مین نامی جسکی تھی خاطر مدام

جو خود بھی تھے خسرو گرامی لیئے تھے دل ہاتھ مین نگین کا

یہ ہنے گھری بھی غضب کا ہے غم ہوا ہے ہر سنگدل بھی بیدم

ہوا جو خانہ خراب خاتم اولٹگیا غم سے دل نگین کا

گنہ کا او ترا ہے ٹھیک جامہ غزل نیکیون ہو عمل کا نامہ

چلا جہان مین مثال خامہ سیاہ طبقہ ہوا زمین کا

جو سوز غم سی نصیب پھوٹے تو نقب اوڑنے سے قبر چھوٹے

پہاڑ اک ایک لڑ کے ٹوٹے جہان سے طبقہ اوڑے زمین کا

کہو کچھ اب حال اپنے دل کا مین ایکدن جو لحد مین تڑپا

جہان مین اک زلزلہ سا آیا کلیجہ ہلنے لگا زمین کا

کب آئی افسوس اپنی پستی بنا کی جب اک مکان کی ہستی

منگا کے دیکھی جو ہمنے دستی نشان ملا کچھ کہین کہین کا

نہ میرا مرنا جو کوئی بھولے فلک کو ایک ایک آہ چھو لے

نمازِ میت پڑھین بگولے اوٹھے جنازہ جو مجھ حزین کا

وہ میرے غم مین ہین محو شیون جلا نہ افسوس قلبِ دشمن

کیا تو ہمنے کہین کا روشن چراغ جلنے لگا کہین کا

بیان وہ اب کچھ ہین ہونے والے کہ جس سے رونین گے رونے والے

لحد مین سوتے ہین سونے والے مکان خالی ہے ہر مکین کا

خیال سے جنکے دل پھکی ہین عدم مین ہمسے وہی رکے ہین

مکان بھی ڈھونڈھنے جھکے ہین نشان ملتا نہین مکین کا

کسیکا لاشہ تو ایسا ہو لے غزالِ صحرا بھی جسکو رو لے

بگولے پیچھے ہین سر کو کھولے جنازہ آگے ہے مجھ حزین کا

نہ پوچھ حالِ وطن مسافر ہون مثلِ گُل بازیون سے آخر

ہے میری سرگشتگی سے ظاہر میں رہنے والا نہین کہین کا

وہ ضعف چلنا وہ منزلون کا بھر آئے کیون دل نہ آبلونکا

یہ پھرنا کہتا ہے قافلون کا کوئی مسافر لُٹا کہین کا

نہین ہے ماھر سا بھی بلاکش پھرے نہ کیون مضطر و مشوش

بنا ہے گردش سے دود و آتش نہ آسمان کا ہے نہ زمین کا

بڑھاپا آتے ہی بیگانہ ہر یگانہ ہوا
سحر طلوع ہوئی قافلہ روانہ ہوا

محلِ خوف ہے آخر سیاہ خانہ ہوا
کہ مثل سایہ دبے پاؤن جن روانہ ہوا

طلسم رحم دلی کا بھی کارخانہ ہوا
کسیکے تیر لگا دل مرا نشانہ ہوا

شبِ وصال سا بھی تیز بادپا نہ ہوا
کہ عکس کاہکشان جسکو تازیانہ ہوا

نگہ پڑی تھی کہ بسمل ترا زمانہ ہوا
اس ایک تیر سے کس کس کا دل نشانہ ہوا

جنازہ جیسے غریبون کا جب روانہ ہوا
یہ چھایا یاس کا عالم کہ شامیانہ ہوا

گذشتگان کا بیان کرکے مین روانہ ہوا
فسانہ گو تھا جو کل آج خود فسانہ ہوا

نہ غم ہوا تو خوشی مین ہر اک روانہ ہوا
ہماری آنسوؤن کو کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا

فروغ مے سے فروغ دل یگانہ ہوا
کہ آفتاب سے روشن چراغ خانہ ہوا

بڑھاپا آتے ہی زور بدن روانہ ہوا
یہ ضعف تن ہوا رستم زمانہ ہوا

سفر کے ہوتے ہی راحت نے ساتھ چھوڑ دیا
قدم کسیکا بڑھا اور کوئی روانہ ہوا

کمیت آخر شب کسطرح تھمے اے وصل
کہ جلوہ خط ابیض کا تازیانہ ہوا

بزنگ بو ہون نہ پوچھو مرے سفر کا حال
ہوا جدھر کی چلی اسطرف روانہ ہوا

دئیے جو سو تو عوض مین ملے ہزار مجھے
ہوا جو صرف تو معمور خزانہ ہوا

نشان ملا نہ کسیکو ہمارے مسکن کا
غریب خانہ بھی عنقا کا آشیانہ ہوا

ہزارون چھٹ گئے صدقے مین پھر تازہ اسیر
ہمین قفس مین تو صیاد اک زمانہ ہوا

ٹپک کے رزق پہونچنے کا مین ہوا قائل
نصیب سبزہ جو شبنم کا آب و دانہ ہوا

زہے نصیب ملی قبر بھی وہ بلبل کو
کہ دامنِ گلِ تر جسپہ شامیانہ ہوا

جنون وہی ہوئی ہن وحشتی کہ جس کا نقش قدم
مثالِ سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

عدم کی راہ سے اکراہ یہ رہا مجکو
قدم سے غیر کے سوئے لحد روانہ ہوا

تلونون سے نہ اک حال پر کبھی دیکھا
مزاجِ یار بھی نیرنگیِ زمانہ ہوا

کچھ اس ادا سے ملی تارِ سنبلِ پیچان
کہ رخشِ حسنِ گلستان کو تازیانہ ہوا

وہی ہے حسرتِ مردہ کی قبر ابدا چاک
کہ جس پہ زخم کی دامن کا شامیانہ ہوا

قفس کی تیلیان سو بار گل چکین صیاد
خیال کر تو مری قید کو زمانہ ہوا

بنا کے گھر خدا عنکبوتِ زار مین دم
نفس کا تار بھی کیا صرف آشیانہ ہوا

نفس کے ساتھ جو آہین نکل گئین دل سے
تو رخشِ عمر کو اک اور تازیانہ ہوا

جنازہ لا کے لحد پر ٹپک دیا سب نے
مین بارِ دوش تھا اک دفن بھی بہانہ ہوا

جہان مین حال ہے بس او نکا قابل گریہ
جنھین جز اشک میسر آب و دانہ ہوا

سیاہ بخت وہ ہون جب اوٹھا مرا تابوت
سواد شام یہ چھپا یا کہ شامیانہ ہوا

ہوائی منزوی خانہ حباب ہون مین
رہیگا گھر بھی نہ باقی جو مین روانہ ہوا

ہزارون کیفیتین دیکھین نشئہ می مین
یہہ دور جام بھی کیا گردش زمانہ ہوا

نہ پوچھو منزل ہستی کی خستگی یارو
تڑپ کے رہگئے ہم قافلہ روانہ ہوا

خلاصہ ساری اسیری کا ہی یہ اے صیاد
تباہ ہم ہوئے برباد آشیانہ ہوا

کسی نے ہم سے نہ اے بیخودی کہا اتنا
کدھر کا قصد کیا تھا کدھر روانہ ہوا

لگن مین تربت پروانہ دیکھکر آخر
جھکا یہ شمع کا شعلہ کہ شامیانہ ہوا

مین عنکبوت سے تار تھا مگر اے ضعف
جدھر کو آہ بڑھی وسطے ترانہ ہوا

بغیر سعی کی کشش کے ہوئی نہ شکل معاش
ہمارا رزق بھی چیونٹی کی منھ کا دانہ ہوا

اب اس سے بڑھکے ستم ہوگا کیا ہم صفیرو
قفس چمن سے مرا جیسے دم روانہ ہوا

مثال ساغر می ہین غنی بھی ای مینا
بھر آیا قلب جو خالی ذرا خزانہ ہوا

نگاہِ دیدۂ کم مین ہین ہیچ وہ سمند
کہ جسکو جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

مثالِ سیل نکی فکر بیخودی مین کبھی
جدہر کو پاؤن بڑھا اوسطرف روانہ ہوا

بتاؤن کونسے ہنگام کو مین اے صیّاد
ہوئی تھی شب کہ جدا مجھسے آشیانہ ہوا

وہ ناتوان ہون ادھر مین بھی پھر پڑا فوراً
جدھر کو سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

رہ وادی یہ نظر آئی کوئی قاتل مین
قدم تہی تھے کہ سر جسم سے روانہ ہوا

جزائی خیر دی حق عنکبوت مرقد کو
بُنے یہ تار کہ تیار شامیانہ ہوا

ہوا یہ حضرتِ قارون کے بخل کا انجام
کہ نقد ذات تلک داخل خزانہ ہوا

اوٹھین مین جا ملو ماہر تو خوب گذریگی
جنھین نہ مانیکو چھوڑے ہوئے زمانہ ہوا

عکسِ لیلی تری نظرون کے مقابل آیا
قیس آنکھون مین ہٹا صاحب محمل آیا

لے وہ پیکان سرِ ناوکِ قاتل آیا
پیشوائی کو بڑھ اے آہ مرا دل آیا

سمجھی لیلی کہ کسیکا شررِ دل آیا — کوئی جگنو جو تڑپکر سوئے محمل آیا

کششِ حسن پہ مجنون کا نہ اک دل آیا — کوئی تارا بھی جو ٹوٹا سوئے محمل آیا

جا کے مژگان پہ سوئے زلفِ رسا دل آیا — قیس چلتا ہوا تنکے سرِ منزل آیا

کہہ تو کچھ قبر مین کسطرح ملے دل آیا — پاؤن غیرون کے بڑھے مین سرِ منزل آیا

شوق مین جب طرف کوچہ قاتل آیا — دل جو اچھا بھی گیا یہان سے تو بسمل آیا

انہین آنکھون سے رہ عشق مین یہ بھی دیکھا — راہزن لٹ گئے رہرو سرِ منزل آیا

دیکھنے حسن کو روحین نکل آئین تن سے — آستین کو جو چڑھاتا ہوا قاتل آیا

وائے بیدردی مردم کہ زبان اوسکو کہا — آہ کے ساتھ اگر منھ کو میرا دل آیا

دور سے آئی نہ جب کان مین لیلی کی صدا — سایہ کترا کے پسِ پردۂ محمل آیا

زخمی اوٹھ بیٹھے تماشے کے لیئے مقتلین — تیغِ ابرو کا تری جب کوئی بسمل آیا

عادتین ہو گئین کچھ اور ادائین کچھ اور — اونکے پہلو سے جو پہلو مین مرے دل آیا

گرہ تار نفس غم نے کھلا کر جو کیا
منہ کو ہر سانس میں سینہ سے مرا دل آیا

موجِ دریائے محبت نے دکھایا دھکا
دست و پا مار کے جب میں لب ساحل آیا

جانے والو سفرِ قبر کی سختی دیکھو
بار جان پھینک کے رہرو سوے منزل آیا

طی رہِ الفتِ محبوب کی یون مجنون نے
گاہ دل گاہ سنبھالے ہوے محمل آیا

زندگی مین تو نہ کچھ حال کھلا الفت کا
جب گئی جان تو سمجھا کہ مرا دل آیا

رکھدئی قیس نے ہاتھ آنکھ اٹھا رہی غیرت
مڑکے ناقہ کا بھی جب سوئے محمل آیا

وائے قسمت کہ وہان مجھ سے غبار رہا
میرے پہلو مین نہ اک دن بھی مرا دل آیا

پردہ گھر اٹھا ہوا منظور جہان لیلی کو
دامن گرد سر پردہ محمل آیا

راہ بھر قیس یونہین دید سے محروم رہا
جب ہٹی گرد نظر پردہ محمل آیا

خاتمہ کا جو مرے جسم پہ اک وار کیا
ہاتھ سے پھینک کے تلوار کو قاتل آیا

کہہ تو مجھ پاؤن کے نیچے تو نہین مل ڈالا
آج روتا ترے کوچہ سے مرا دل آیا

جان اتنی تھی پس مرگ بھی مجھمین اے قبر — رہگئے خضر مگر مین سرِ منزل آیا

تیرے دشمن کبھی تنہائی سی گھبرائے اگر — بیٹھنے کو ترے پہلو مین مرا دل آیا

شورِ نالہ جو سُنا قافلۂ اشک بڑھا — زنگ بجتا ہوا آیا کہ مرا دل آیا

طبع برہم ہوئی گرنیلگی جھکے لیلی — سایۂ قیس جو بڑھکر سوئے محمل آیا

آنکھین پھوٹین کہ جو پہچانی ہو صورت بھی ذرا — بعد برسون کے جو پہلو مین مرا دل آیا

ناقہ اوڑتا ہوا آئے نہ ترا کیون لیلی — پر پرواز ملے جب تہِ محمل آیا

عشق مین کونسا رتبہ ہوا حاصل یارب — درِ تعظیم کو اوٹھا جو مرا دل آیا

دلِ لیلی کے بہلنے کی جو معلوم تھی راہ — قیس اوڑتا ہوا بنکے سوئے محمل آیا

دلبرو ہاتھ سے اسکے مین ڈرا تھا ایسا — رہگیا ہاملکے کلیجہ جو کبھی دل آیا

ہوگئی دل کو خبر سی جھجک اوٹھی لیلی — سایۂ قیس کبھی گر سوئے محمل آیا

کچھ ہنسی آئی تو کچھ آنکھ سی ٹپکے آنسو — ناز کرتا ہوا مجھسے جو مرا دل آیا

تھا جو منظور نہ اُف کی بھی صدا دین بسمل
سرمہ آنکھوں مین لگائے ہوئے قاتل آیا

کہ تو ای موجِ یمِ عشق مین کیا تھا تنکا
اوڑ کے دھارے مین گیا جب لبِ ساحل آیا

مجھمین ہوش اتنے کہان تھے کہ سمجھتا کھو کر
درد اوٹھا تو مین سمجھا کہ مرا دل آیا

قیس سمجھا کہ اشارے سے بلاتا ہے کوئی
نظر اوڑتا ہوا جب پردۂ محمل آیا

سمجھی لیلی کہ دلِ داغی قیس آتا ہے
غولِ صحرا جو کبھی جانبِ محمل آیا

لیلی و قیس مین لڑنے لگین آنکھین جو بہم
صلح کو بیچ مین خود پردۂ محمل آیا

تھے وبالا ہوئی محمل بھڑک اوٹھا ناقہ
کھڑکھڑاتا ہوا مجنون جو سلاسل آیا

غزل ۲

وہ بھی دن آئیگا ماہر کبھی جب دل نہ کہین
جسکو کھوئے ہوئے بیٹھے تھے وہی دل آیا

شعر ۹

ہوس بغیرِ بس مرگ بھی قرار نتھا
جہان ہو تھی وہان کب مرا غبار نتھا

کمالِ جا سے کدورت مین آشکار نتھا
مین کب چراغِ تہِ دامنِ غبار نتھا

جہان مین درد مرا کیون نہ منتشر ہوتا
زمین پہ کسی پہلو مجھے قرار نہ تھا

چھٹی جگہ نہ کبھی مثل مرغ قبلہ نما
تڑپ رہا تھا مگر پھر بھی بیقرار نہ تھا

لحد مین میرے تڑپنے سے یہ ہٹی تھی زمین
مجھے ذرا گلہ تنگی مزار نہ تھا

اوڑا تھا زخم جگر کا مرے کبھی کافور
سفیدۂ سحر حشر آشکار نہ تھا

ذرا سے میرے تڑپنے پہ برق کو نہین چین
بھلا ہوا کہ مین فرقت مین بیقرار نہ تھا

ہماری کیا دل مضطر مین حسرتین تھین
تمہارے ہاتھ کو سینہ پہ جب قرار نہ تھا

ہمارے مرنے پہ پھر وہ بول اٹھے اتنا
ہمین تو تیری محبت کا اعتبار نہ تھا

—

نقاہت مین ہوا مجھکو جو عشق گلرخان پیدا
کیا رنگ پریدہ نے ہوا پر بوستان پیدا

کیا ہی اوس دہن کا ہیچ سے ہمنے نشان پیدا
خدا کی شان ہی بندے ہوے ہین غیبدان پیدا

اگر افشائے راز سوز دل منظور ہو مجھکو
بسان شمع ہر بن مو سے ہو زبان پیدا

وہ شوخِ جنگجو اوٹھائے نقابِ رُخ جو گلشن مین
شکستِ رنگِ گل سے ہو صدائے الامان پیدا

وہ بُلبُل ہون کہ لطفِ وصلِ گل پایا اسیری مین
کیا رنگینیِ خیالی سے قفس مین بوستان پیدا

حسینونکو خدا بھی چشمِ بد سے پوشیدہ رکھتا ہے
حجابِ ظلمتِ تن مین ہوا ہے نورِ جان پیدا

زمین پر بیٹھکر اوٹھنا جو مجکو غیر ممکن ہے
ہوا تھا خاک نقشِ پا سے کیا مین ناتوان پیدا

دکھائی بادہ خواری نے ہمین گردش زمانہ کی
مگر تھا دورِ ساغر مین بھی دورِ آسمان پیدا

سفر بھی سالکانِ راہِ حق کا اک عبادت ہے
مگر ہے کوس کی آواز سے بانگِ اذان پیدا

وجود اپنا جہان مین کالعدم ہے ناتوانی سے
ہمارے خانۂ تن مین ہے طورِ لامکان پیدا

دکھائے ناتوانی نے ہمین سامان اسیری کے
کیے ہے گردن مین تارِ جیب سے طوقِ گران پیدا

حسینونکی محبت دل مین رکھنے سے گنہ کیا ہے
خدا کے گھر سے جیسے ہمکو ہوا عشقِ بتان پیدا

گلونکے زیرِ پا جلجل کو دفن کرتے ہین
کریگی اب نہالِ شمع خاکِ بوستان پیدا

فصاحت اسکو کہتے ہین نہ الکن نام ہو اسکا
گلے سے اوسکے نکلے ہین معنی الفاظِ بیان پیدا

تمہاری چھپکے آئینہ کا جو پوچھوں حال گلشن سے
زبان موج بوی گل سی ہو راز نہان پیدا

سمایا ہے جو عشق اک آئینہ رکو رگ پری مین
لطافت سی کیا ہی جسم نے بھی لطف جان پیدا

غزل ۶

ازل سے دل مین ہما ہر عشق خال روی جانان ہے
کیا ہے ابتدا سے ہمکو حق نے نکتہ دان پیدا

شعر ۲۱

نشان موت کی سختی کا آشکار رہا
بجا ہے نصب جو تیرے سر مزار رہا

ہر ایک موی محاسن خضاب دار رہا
بشر سفید بھی ہو کر سیاہ کار رہا

مدام نشۂ عرفان کردگار رہا
وہ مست ہون کہ جو غفلت مین ہوشیار رہا

ملال رنجش ہر آشنا و یار رہا
صفائی نیکے مرے قلب مین غبار رہا

وہ رحم دل ہون کہ تا حشر غمگسار رہا
کوئی گھڑی جو لحد کا جگر فگار رہا

یوہین عروج سی کارہ مین خاکسار رہا
ہوا پہ گرد کو جسطرح انتشار رہا

تنک مزاجی کیا گذرے با وقار و تمکین
زمین سے دیکھ لے برخواستہ غبار رہا

اثر تھا یہ بھی تڑپتی ہوی جگر کا مری
مرا غبار ہوا پر جو بیقرار رہا

مری اجل کا تو کچھ حسن بڑھ گیا تمسے
مجھے تمہارا تمہین اوسکا انتظار رہا

مین منفعل مین گناہون سے تھا دم گریہ
کہ تر عرق مین مرے آنسوون کا تار رہا

وہ کون تھا کہ نہ پیسا مجھے سدا جسنے
ہراک کے ہاتھ مین گل لطیف عطر فشار رہا

کدورتون کو ترقی ہو کیون دم گریہ
بلند بارش باران مین کب غبار رہا

بکا کو سلسلۂ زندگی نکیون سمجھون
نظر مین رشتۂ جان آنسوون کا تار رہا

ہر ایک فصل مین داغ الم رہے تازہ
مرے چمن مین سدا موسم بہار رہا

مین گڑ گیا یہ ندامت ہوی عزیزون سے
مرا جنازہ کوئی دم جو اونپہ بار رہا

نہ کسطرح سے کھٹکتا اسے یہ جسم نزار
مین زیر آبلۂ چرخ مثل خار رہا

غم و الم رہے بعد فنا مرے ہمدم
لحد مین بھی نہ مین بے آشنا و یار رہا

نہ اشتیاق تھا فرقت مین اک مجھی کو ترا
ہر ایک روزن در چشم انتظار رہا

کسی کی آس نہ اب مجھے زمانے میں — میں یاس سے یہ ہمیشہ امیدوار رہا

رقم جو حالِ تکدر کبھی کیا میں نے — ہر ایک حرف میں رنگِ خطِ غبار رہا

ہوا نہ زخمِ نہان مندمل کبھی ماہر
گھڑی کی طرح ہمیشہ میں دل فگار رہا

حشر تک دل سے نہ سوزِ غمِ پنہان نکلا — ہوں میں وہ شمع کہ بجھنے پہ فروزان نکلا

پردۂ لفظ میں مضمون مرا رخشان نکلا — یہ حسین وہ ہے کہ جامے میں بھی عریان نکلا

اشک ہر ایک مثالِ درِ غلطان نکلا — دل کی ویرانی سے گنجینۂ پنہان نکلا

ہے جہان تابعِ فرمانِ خطِ عارضِ یار — مور سمجھے تھے جسے ہم وہ سلیمان نکلا

جوشِ غم میں بھی تناسب کا میں پابند رہا — جیب میں ہاتھ نہ کب دستِ گریبان نکلا

اسفلوں میں نہیں جاتی گہروں کی خلقت — دیکھ لے چاہ سے کب گوہرِ غلطان نکلا

برقِ آہِ غمِ سوزان جو نکل کر چمکی — دودِ دل بھی صفتِ ابرِ بہاران نکلا

یہ بھری سر مین شہیدونکے زیارت کی ہوا — باغ سے پھول ہر اک چاک گریبان نکلا

دی ہی چشم نے ایک پل مین مریضونکو شفا — خود جو بیمار تھا وہ عیسی دوران نکلا

جو ہے بیتاب اوسے جامے سے باہر پایا — کب شرر دود کے پردے مین عریان نکلا

سیکڑون قتل امیدین ہوئین لاکھون ارمان — میرا ویرانہ دل گنج شہیدان نکلا

فرقت یار مین دل سینہ سے منھ کو آیا — پا بگل سمجھے تھے ہم سرو خرامان نکلا

تن لاغر مین ہوے داغ نمایان کیا کیا — خار سے پھول تو پھولون سے گلستان نکلا

چاک ہونیکا یہ وحشت نے کیا تھا خوگر — ہاتھ سینے تلک آیا کہ گریبان نکلا

کسکو ہوتا نہین ہم جنس کی فرقت کا ملال — آگ سے دود بھی نکلا تو پریشان نکلا

حکمت حق کے بیان مین نہ کھلی ایک زبان — پیر کیا کیا نہ یہان کودک نادان نکلا

زیست سے تنگ تھا مین جو ملا چین مجھے — ملک الموت مرے درد کا درمان نکلا

پاؤن الجھے رہے دامن سے طریق غم مین — ہاتھ طے کرکے رہ چاک گریبان نکلا

خانۂ دہر سے آخر کو ہوئے سب رخصت
میزبان کون یہان تھا جو مہمان نکلا

منزل دوست کا پھر کس سے پتا مجھکو ملے
خضر بھی نابلد کوچۂ جانان نکلا

میرے یوسف سا حسین ایک نہ عالم مین ملا
حسن کو لیکے چراغ رخ تابان نکلا

ہون وہ بلبل کہ مرے دم سی گلو نکی تھی بہار
جب اوڑا ساتھ لیے رنگ گلستان نکلا

غزل

رخ روشن سے نقاب اوسنے اوٹھائی ماہر
پردۂ ابر سے خورشید درخشان نکلا

شعر ۲۱

دل مین کب عشق کے داغونکو نمایان دیکھا
ایک غنچہ مین تماشائی گلستان دیکھا

رنگ صانع کا ہر اک گل سے نمایان دیکھا
سبزۂ باغ کو خضر رہ عرفان دیکھا

جانستان حسن کو پردے مین نہ پنہان دیکھا
تیغ کو چادر جوہر مین بھی عریان دیکھا

باغ سے صنعت صانع کو نمایان دیکھا
ہر رگ گل کو رہ منزل عرفان دیکھا

بحر عالم مین نہ ملتی ہوے کچھ دیر لگی
نقش بر آب خط مہر سلیمان دیکھا

ہون وہ غم دوست کہ غم ہونیکی تھی فکر مجھکو | جمع خاطر ہوئی جب دل کو پریشان دیکھا

منھکو آیا دل پر داغ یہ طرفہ ہے بہار | سیر تو گلستانونکو خزا ان دیکھا

یونہی تو ظاہر نہوا حال شکستہ میرا | آئنہ ہوگیا جسنے مجھے حیران دیکھا

سایہ مین میکے ہو کیونکر تن داغی کی بہار | صرف تصویر مین کب رنگ گلستان دیکھا

جانب وادی عرفان جو کبھی آ نکلے | صورت نقش قدم خضر کو حیران دیکھا

کان رکھکر نہ کبھی مین نے سنی بات اوسکی | آدمیت سے جو خارج کوئی انسان دیکھا

بعد مرنیکے نظر چشم قناعت سے جو کی | خاک کے ذرون سے تربت پہ چراغان دیکھا

دی جلا دلکو تو صورت نظر آئی اوسکی | عکس آئینہ مین قلعی سے نمایان دیکھا

حد کسی نے نہ مرے ذہن رسا کی پائی | ہون وہ دریا کہ نہ جسکا کبھی پایان دیکھا

کچھ خبر اپنی نہین یاد رخ دلبر مین | خود فراموش کو بھی حافظ قرآن دیکھا

چمن دہر مین جمعیت خاطر ہے کسے | بوئی گل کو بھی جو دیکھا تو پریشان دیکھا

منعم وہ بھی سنا دار فنا مین تم نے
مور نے قبر مین جو حال سلیمان دیکھا

سوز غم نے مجھے ہم خصلت پروانہ کیا
بجھ گیا دل نہ اگر شمع کو سوزان دیکھا

کیون نہ گریان صفت شمع ہون ان باتون پر
تجھے جو دلسوز او نھین قبر پہ خندان دیکھا

کیون نہ سوز غم دوری سے ترا قرب ملی
داغ سے سینہ بلبل مین گلستان دیکھا

غزل ۸

دوست جو بچھڑ گئی نے پھول چڑھائے ماہر
کیا چراغ سر مدفن کو گل افشان دیکھا

شعر ۲۴

عاشقی مین مرتبہ معشوق کا مل جائیگا
جسم کانٹا ہو کے پھولون مین مجھے تلوائیگا

رنگ آخر کو یہ رنگ زرد میرا لائیگا
کہربا کیطرح تن کے ایکدن چھوائیگا

شدت کاہیدگی سے ماہ نو بنجائیگا
قد پر خم مجھپہ ایکدن اونگلیان اوٹھوائیگا

چین لیساقی مجھے برسات مین کب آئیگا
ابر باران برق تابان کیطرح تڑپائیگا

بخت اوسے گر قامت موزون ترا دکھلائیگا
صحن گلشن مین صنوبر شرم سے گڑ جائیگا

ابھی دل وحشت مین دشت لامکان دکھلائیگا — ہر فلک اپنے قدم کا آبلہ بنجائیگا

اسقدر بھی احتیاط جسم او خودبین نکر — آئینہ سا تن یہ اکدن خاک مین ملجائیگا

او دل جانباز رہیو باادب شمشیر پر — یہ وہ جادہ ہے جہان سر بھی قدم بنجائیگا

ضعف کی شدت سے قصدا گو نہین جنبش نہو — ہاتھ کا رعشہ جواب خط ترا لکھوائیگا

میرے پرکار قدم سی نقطہ خال سیاہ — دائرہ گشتگی کا دہر مین کھنچوائیگا

جو تجھے دیکھیگا جز میرے پس دیوار سے — چشم روزن کیطرح آنکھون مین جالا چھائیگا

او چراغ حسن عمر غم ترا فرقت کی شب — شمع سان بزم جہان مین مجھسے ڈھونڈوائیگا

دیکھ مٹجائیگا دم مین تو حبابونکی طرح — بحر عالم مین جو سیر ہو سی بھی اوٹھجائیگا

وہ بلا یہ صرصر آہ دل رنجور ہے — جسکی جھونکے سے چراغ زندگی بجھجائیگا

جب دیار دل مین شاہ عشق کا ہوگا عمل — قطعہ — کچھ وزیر خاص ہم رد ہجر سے فرمائیگا

سنتے ہی وہ حکم محکم فرمانروا — اہل کاران فغان ہم آہ تک پہنچائے گا

اونسے پہونچیگا جو نالے کی منادی تک علم
کوچہ لب مین یہی کہتا ہوا وہ آئیگا

جو کریگا اشک سرتابی روانی مین ذرا
دیکھلینا دار مژگان پہ کھینچا جائیگا

منتہم منت کشی سے ضعف کر دیگا مجھے
قد پر خم پاؤن پر سر ایکدن جھکوائیگا

عشق کی پوشیدگی چاہے تو کر لب کو نہ بند
راز یہ بستگی مین اور بھی کھلجائیگا

میری رنگ زرد دیکھے سو وہ ہوگی ذہن مین
زعفران انکو رنگ میرا ایکدن ہنسوائیگا

کیون نہو بعد زوال سوز غم ہر داغ پھول
جب چراغ خانہ بجھ جائیگا گل کھلائیگا

دیکھلینا جان لیگا روز کا رونا مرا
چشم کا پر آب رہنا کیا یہ خالی جائیگا

غزل ۹	ماہر اوس نادانکو دل دیتا تو ہے پر جان لے یہ تن خاکی گھروندے کیطرح مٹ جائیگا	شعر ۱۳

نہین ہے یہ خط مشکین عذار یار سے پیدا
دھوان ہے آتش رنگ گل رخسار سے پیدا

سراپا داغ غم ہین میرے جسم زار سے پیدا
تماشا ہے ہزارون گل ہوے ہین خار سے پیدا

وہ رشکِ آفتابِ حشر ہو گھر میں جو نور افگن
قیامت کی ہو گرمی سایۂ دیوار سے پیدا

کہے کوئی اگر افسانہ میرے سوزشِ دل کا
بسانِ شمع شعلے ہوں لبِ گفتار سے پیدا

وہ دیوانہ ہوں قدموں سے مرے صحرا گلستان ہے
کیا ہے خون پانی رنگِ گل ہر خار سے پیدا

یہ کس دیوانے نے یارب کیا ہی کوچ دنیا سے
صدا ماتم کی ہے زنجیر کی جھنکار سے پیدا

کمر کی کچھ حقیقت سنکے اوس سے یہ کھلا مجھپر
رموزِ غیب ہوتے ہیں دہانِ یار سے پیدا

مریضِ حرص نہ پائینگے اس کسطرح صحت
اثر ہے شربتِ دینار کا دینار سے پیدا

کبھی دیکھا رخِ روشن جو اپنا اوسمیں قاتل نے
ہوا خورشیدِ مشرق مغربی تلوار سے پیدا

مشابہ ہی جو اون دانتوں سے میرے دلکو الفت ہے
نیا رشتہ کیا ہے گوہرِ شہوار سے پیدا

نکلتے گھر سے دیکھا جب اوس لیلی شمائل کو
تو کیں آنکھوں نے راہیں روزنِ دیوار سے پیدا

بجائے اشکِ غم لختِ دل آنکھوں میں کب آئے ہیں
ہوئے ہیں لعلِ درجِ گوہرِ شہوار سے پیدا

غبارِ دل میں ملکر اشک آئے ہیں جو مژگاں سے
نیا ٹاپو ہوا ہی چشمِ دریا بار سے پیدا

نہین ٹپکے ہین آنسو حسرت دندان دلبر مین
ہوئے ہین یہ حباب آب دُرِ شہوار سی پیدا

نشان ظلم خونخوار اونکے دم کے ساتھ رہتا ہے
لہو کا رنگ ہی اب تک لب سوفار سے پیدا

خرام ناز سے اوسنے کیا ہے قتل عالم کو
چلن تلوار کا ہی یار کی رفتار سے پیدا

ذرا جب ضبط کرتا ہون مین سوز آتش غم کو
شرارے جائے مو ہوتے ہین جسم زار سے پیدا

دکھادے وہ مسیحا دم اگر آئینہ زخم کو
صدا ہو طوطی تصویر کی منقار سے پیدا

غزل ۱۰۰

وہ ہون رنگین نوا بلبل اگر چہکون کبھی ماہر
برنگ گل ہون نالے غنچۂ منقار سے پیدا

شعر ۱۰

اوس کمر کی یاد مین ایسا مین لاغر ہو گیا
جسم گھلکر داخل تعریف جوہر ہو گیا

مین یہ کچھ محو درِ دندان دلبر ہو گیا
رشتۂ جان بھی بدن مین سلک گوہر ہو گیا

وقت گریہ آگیا جب رُوی روشن کا خیال
دیدۂ تر چشمۂ خورشید محشر ہو گیا

وحشت دل سے جو آنکلا اُسکے میخانہ مین
مجکو دور چشم آہو دورِ ساغر ہو گیا

آبرو پر پھیرین پانی نہ وہ دندان صاف | گوشہ گیر اسواسطے دریا مین گوہر ہو گیا

وصل کی شب مین قیامت صبح کا آنا ہوا | صور محشر نعرہ اللہ اکبر ہو گیا

یاربی دست حنائی کیوں پونچھے میرے اشک | پنجۂ مرجان غریق آب گوہر ہو گیا

جام بھر بھر کر دئیے کس آتشین رخسار نے | شعلۂ جوالہ ساقی دور ساغر ہو گیا

قتل سے میرے ہوئی اسکی اصالت کی نمود | خون جگر خنجر قاتل مین جوہر ہو گیا

غزل ۱۱

سینہ پر داغ پر ماہر جو ٹپکے اشک چشم
صحن گلشن مین برابر فرش گوہر ہو گیا

شعر ۲۱

ضعف تنہا مجھے پیری کی جفا سے نہوا | ہاتھ خالی مرے سایہ کا عصا سے نہوا

صاف احباب کا دل میری صفا سے نہوا | دور اس آئینہ کا زنگ جلا سے نہوا

دل کشادہ مرا آہونکی ہوا سے نہوا | یہ وہ غنچہ ہے شگفتہ جو صبا سے نہوا

بادۂ روح کا کیون نشہ ہی مجھکو یارب | مست شیشہ تو مے ہوش ربا سے نہوا

یادِ گیسو میں نہ کیونکر دل پر داغ ہو شاد — کون طاؤس ہے جو مست گھٹا سے نہ ہوا

جوشِ چشم میں آنسو ہوں نہ کیوں آہوں سے — شور کس بحر میں تیزیِ ہوا سے نہ ہوا

ہاتھ پکڑا نہ کبھی اوٹھ کے تھکے ماندوں کا — خوش میں پابوسیِ نقشِ کفِ پا سے نہ ہوا

مجھ پہ نازل ہوئی عصیاں کی بدولت رحمت — کم مرا دامنِ تر ابرِ عطا سے نہ ہوا

تو ہی اے شوق بتا ہے کوئی منزل جس میں — داخلہ پہلے مرا بانگِ درا سے نہ ہوا

کشتۂ راہِ رضا ہو وفا زیست کی دیکھ — دم جدا مر کے بھی جسمِ شہدا سے نہ ہوا

خاک آگاہ شکستِ دلِ نازک سے وہ ہوں — آشنا ٹوٹ کے شیشہ یہ صدا سے نہ ہوا

حسنِ کامل کو زمانے میں نہیں حاجتِ زیب — دستِ مرجاں کبھی گلرنگ حنا سے نہ ہوا

بادیوں کی مجھے تکرار سخن کیا ہو گران — قافلہ تنگ کبھی بانگِ درا سے نہ ہوا

باغباں رنگ یہ ہے رحم دلی کا میرے — ہاتھ آلودہ کبھی خونِ حنا سے نہ ہوا

ضعفِ پیری نے یہ سرکش کو جھکایا آخر — آشنا ہاتھ کبھی فرقِ عصا سے نہ ہوا

کیون نہ تڑپا ہین مجھے سوز الم آہین ہین
کون شعلہ ہے جو بیتاب ہوا اسے نہوا

کبھی سالم نہین سختی کا مرض ہے اوسکو
درد جس قلب مین آواز گدا سے نہوا

کثرت نالہ سے آواز مری بند ہوئی
کام کیا شور سے ہوتا جو صدا سے نہوا

چشم مشتاق نے رخ اوسکا ادھر پھیر لیا
جذب کعبہ کا کسے قبلہ نما سے نہوا

ضعف پیری نے یہ پابند کیا آخر کار
شام کی طرح جدا ہاتھ عصا سے نہوا

غزل ۱۲ — شعر ۱۲

انہین باتون پہ ہے ماہر تجھے مطلب کی طلب
منھ سے مانگا تو دل آگاہ دعا سے نہوا

بڑھا ہے حسن سے ہیر عشق صاحب جمالون کا
مرا رنگ پریدہ کیا ہے غازہ گل گالون کا

کھلا مجھ سے نہ کوئی پیچ اونکے سر کے بالون کا
رقیبون کا سیہ دل ہے کہ جوڑا خوش جمالون کا

اگر افشا کرے تو راز ہم وحشت خصالون کا
زبان خار کہدے بیت تو کندہ حال چھالون کا

پڑے سایہ جو نخل باغ پر ہم درد والون کا
چٹک مین غنچہ گل کے اثر ہو دل کے نالون کا

کٹا کر ترم کرتے جو رگ گل کیطرح کانٹے — جنون وہ گرم پانی ہے مرے پاؤن کے چھالونکا

نکیون بیتابیون مین یاد آئے ابرو سے قاتل — بجز شمشیر پرسان کون ہے بسمل کے حالونکا

چمن جب جلوہ گاہ شاہد فصل بہاری ہو — تو پھر فرش شجر کیون نہو سایہ نہالونکا

نہین ہین دُر فشان شبنم سے شاخین موسم گل مین — ٹپکتا ہے یہ جوش حسن سے جوبن نہالونکا

روان ہوتین سوے مقتل اگر شوق شہادت مین — قلم پاؤن کے نقشہ کھینچدین بسمل کی چالونکا

مٹادین جو سیہ گیسو فروغ شام یلدا کو — چراغ آگے بھلا اونکے جلے کسطرح گالونکا

فلک سے تو نہ بشاشی مٹی شمع کی اوما نے — اوتارا تو نے نقشہ کسطرح الٹے بچالونکا

غزل ۱۳	ہوا ہون زار بہر امتحان عصیان سے سو کھاتا ہے مرے تن کو پسینہ انفعالونکا	شعر ۲۶

مگر زینت جہان ہوئی بہا ین جسم بیجان ہو گیا — آئینہ مین شکل ونکا کیون نمایان ہو گیا

آہ دل سے جوش اشک چشم حیران ہو گیا — لو ہوا سے آب آئینہ مین طوفان ہو گیا

وحشت آگین جیب رقم مضمونِ ہجران ہو گیا / شعر مین مصرع ہر اک دستِ گریبان ہو گیا

بعد مردن فصلِ باران کا یہ احسان ہو گیا / جگنوؤن سے قبر پر میری چراغان ہو گیا

کسنے چھوڑا ہاتھ سے لکھکر کہ ہیجان ہو گیا / کلک مردہ ہو گیا مدفن قلمدان ہو گیا

ناتوان ہم سا کوئی وحشی جو گریان ہو گیا / آبجو ہر جادۂ راہِ بیابان ہو گیا

دل مین اپنے کب ہجومِ داغِ ہجران ہو گیا / ایک غنچہ تیری قدرت سے گلستان ہو گیا

مجھپہ جب ہم ترا مرقد مین احسان ہو گیا / اک چراغِ گلفشان رشکِ چراغان ہو گیا

صاف باطن بن بغیر سعی و کوشش کامیاب / پرتوِ انجم سے دریا مین چراغان ہو گیا

کیا ہوا سایہ فقیرونکی جو تربت پر نہین / ہر بگولہ گنبدِ گورِ غریبان ہو گیا

سیرِ گلشن دیکھنے کو جب چلا وہ رشکِ گل / اوڑکے رنگِ رخ مرا رنگِ گلستان ہو گیا

اک جہانکو ہم فقیرون نے مسخر کر لیا / بوریے کا نقش بھی نقشِ سلیمان ہو گیا

منزلِ مقصد نی راہِ عشق مین جب کی کشش / جو نہال سبز تھا خضرِ بیابان ہو گیا

نے ترے برسا جو ابر آ ساقیِ ابرو کمان
مجھکو بارانِ کرم بھی تیر باران ہوگیا

یون در آئے حسنِ کردار خبر دیکھے مین ہم
جیسے عکس آئینہ مین تیرا نمایان ہوگیا

محفل مے مین جب آیا دشتِ وحشت کا خیال
دورِ ساغر گردشِ چشمِ غزالان ہوگیا

پڑ گیا ہے جن فقیرونکو قناعت کا مزا
خوانِ نعمت انکو خالی گردۂ نان ہوگیا

ہون وہ بیخود ٹھیس گر شیشے کو لگتی دیکھلے
جا نکرا اپنا دلِ نازک مین نالان ہوگیا

وہ شکار افگن جو آیا سیرِ گلشن کو کبھی
مرغِ بسمل طائرِ رنگِ گلستان ہوگیا

مجھکو بعدِ مرگ ہوگیا حاجت شمع و چراغ
دل جلی احباب جب آئے چراغان ہوگیا

دیکھ تو سوزش مری زخمونکی اے ناوک فگن
شمع کا شعلہ تری ناوک کا پیکان ہوگیا

کچھ نہ پوچھو ضبطِ دردِ دل میں جو گذری یہان
بجھ گئے آنسو جو تر اشکون سے دامان ہوگیا

انکے قدمون پر قدم پڑتا ہے میرا دشت مین
کیا مین وحشی سایۂ چشمِ غزالان ہوگیا

کچھ تو گوشِ گل مین چپکے کہتا تھا صبا صبحدم
نالۂ بلبل پہ ایک اک گل جو خندان ہوگیا

پوچھتے کیا ہو ہزارون قتل کرکے حسرتین | دل کبھی تھا اب تو اک گنجِ شہیدان ہوگیا

غزل ۱۴

باغ سے گھر کو چلا ماہر جو وہ رشکِ بہار
اوڑگئین سب بلبلین ویران گلستان ہوگیا

شعر ۱۵

اثر سے موقلم کو بھی نہین یارا روانی کا | مصور اب یہ نقشہ ہے ہماری ناتوانی کا

ضعیفی مین نکیون کشتہ ہون زورِ ناتوانی کا | مری پیری ہے اور عالم بڑھاپے پر جوانی کا

ضرر کیا ہم سبک سیرونکو پہونچے ناتوانی کا | مثالِ سایہ یہان عالم ہے گرنے مین روانی کا

دکھا دیتا ہون نقشہ جب مین اپنی ناتوانی کا | اوتر جاتا ہے چہرہ صورتِ تصویرِ مانی کا

خیال آئے جو ساقی چشمِ مستِ یارجانی کا | دل پرخون بنے شیشہ شرابِ ارغوانی کا

مزا ہے مرثیے مین شمع سان آتش زبانی کا | مثالِ شیشہ یہان موقع نہین پنبہ دہانی کا

نہ کیونکر طالبِ دیدار ہوتا یارجانی کا | مجھے تھا دیکھنا منظور اوسکی لن ترانی کا

نہ زائل حسن ہو یارب کبھی اوس یارجانی کا | رہے ممدود سرسبز زلف سان سایہ جوانی کا

حباب آسا ستمگر تن سے دم آیا ہے آنکھون مین
یہ ہین مشتاق سوز دل کی گرمی سے مین پانی کا

خط رخ کو نکیونکر نکتہ دان سمجھا ہین خط مصحف
تری ہینی بتا دیتی ہے قرآن کی نشانی کا

حقیقت مین ہین یہ گرم باتین شعلہ رویونکی
زبانی شمع سان دعوی ہین آتش زبانی کا

پنپجھ ہو گئی مجھ زار کے سیراب کیے نہین
مثال خار ابھی شبنم ہوئی پیاسا بوند پانی کا

نگاہ شوخ موسی نے تو کب کا دیکھ پایا تھا
فروغ حسن گر پردہ رکھے لن ترانی کا

سفیدی دھوپ کے مانند آجاتی ہے بالونپر
بشر کے سر سے اوٹھ جاتا ہے جب سایہ جوانی کا

غزل ۱۵

ہوا ہو جاؤنگا مین بھی مثال رفتگان ماہر
تتق ہے یہ تن خاکی غبار کاروانی کا

شعر ۱۵

ترے نام سے دم فنا ہو گیا
مین ہو کہ کے یارب ہوا ہو گیا

سب عشق زلف دوتا ہو گیا
اسیر کمند بلا ہو گیا

ترا نہین کیا کیا نہ تنکے چنے
تن زرد جب کہربا ہو گیا

بنایا جو قسمت نے دانا مجھے
فلک فرق پر آسیا ہو گیا

تصور سے دیکھا رخِ صافِ یار
نہ آئے اگر وہ تو کیا ہو گیا

ہوا آگ جب گرم اشکون کا آب
بدن خاک اور دم ہوا ہو گیا

مرے جذبِ دل سے چلے آئے وہ
مرض دردِ دل کی دوا ہو گیا

جفا کر کے مشہورِ عالم ہوئے
برائی سے اونکا بھلا ہو گیا

یہ عطر اونکے ملنے سے آفت ہوئی
سے چلے جب تو فتنہ بپا ہو گیا

بھرا خون قاتل کے دامن مین جب
بہارِ ریاضِ ادا ہو گیا

تکدر کی یہانتک کی لوگون نے قدر
غبارِ دلی کیمیا ہو گیا

ہوا عیشِ شاہی کا باعث شباب
جوانی کا سایہ ہما ہو گیا

عبث کب ہے نالان جرس راہ مین
کوئی قافلہ سے جدا ہو گیا

بنا فردِ الفت جو دل عشق مین
ہر اک داغ مہرِ وفا ہو گیا

شعر ۸	کہو تو جو ماہر کو مارا عبث بتو تمسے راضی خدا ہو گیا	غزل ۱۶

تقصیر محتسب نہ مغان کا قصور تھا — شیشہ تو خود شراب کے نشہ مین چور تھا

وابستہ جس سے تھا اوسی دلبر سے دور تھا — یارب مگر مین سایۂ بال طیور تھا

ممکن نہ گر نظارۂ حسن حضور تھا — پردا بنی سے عرش پہ پھر کیا ضرور تھا

کیا خوش ہون جب ہین بزم مین شمعون کا نور تھا — جتنا تھا پاس اوتنا ہی قدمون سے دور تھا

اس بعد پر تو سوز درون نے کیا سیاہ — اچھا ہوا کہ سایہ مرا تن سے دور تھا

معراج کی تو رات ہوا ور بیحجاب ہو — پہلے پہل کی بات تھی پردہ ضرور تھا

آتی تھی کیون نبی کو صدائے انیس حجاب — کوئی ادھر نہ تھا تو ادھر تو ضرور تھا

شعر ۱۶	ماہر کھلا لحد مین کہ تھی زیست دوربین نزدیک دیکھتے تھے جسے ہم وہ دور تھا	غزل ۱۷

آید نہ بعد عمر گر از کوے یار ما
گیرد بہ بر نہ تنگ ہوا ار اغبار ما

ظاہر شود چو سوزِ دل بیقرار ما
آتش زند بہ دامنِ صرصر غبارِ ما

چون نیست ہیچکس بجہان سوگوار ما
جامہ دری کند بہ غمِ ما غبارِ ما

آخر فنا شدہ ہمہ شان و وقارِ ما
بر خود چیان ز رنج نہ پیچد غبارِ ما

چون بادِ تند بود دمِ احتضارِ ما
رفت از ثرا با وجِ ثریا غبارِ ما

آمد بہ سر ز چرخ چہ بر حالِ زار ما
دارد ہوا بدست خطی از غبارِ ما

از پیچ و خم نہ شانہ کند چون غبارِ ما
افتادہ است بر سرِ ما کار و بارِ ما

در جوشِ بحر ہا کفِ دریا شود سحاب
اشکے چکد گر از مژۂ اشکبارِ ما

بینی بہ یک اشارہ زبادِ فنائے دہر
صد بار رخت بست ز ہستی غبارِ ما

گردند صرف ظلمتِ بحر و بر آن سواد
آمد زیاد انچہ ز کنجِ مزارِ ما

حیف است لطمہ ہای ہوا ر اگمان نبید
گر دم زند دمے بغمِ ما غبارِ ما

از تشنگی سپرس کہ دریا فرو برد	چون ابر کر بر آب بر آید غبار ما
آہم خلاف طبع ہوائی جہان رود	گر ساعتی بخاک نشیند غبار ما
آن منتہی بپاشد واین منتہی بحشر	آن زلف تو واین شب تار مزار ما
تا آسمان فضائی جہان پر شود زخاک	مشتی زگرد غم چو فشاند غبار ما

غزل ۱۸	ما ہمرزباد دہر نہ چون صدمہ ہا رسد دا ند غبار را جگر زخم دار ما	شعر ۵۱

مین خود کب آفتون مین تن زار لیگیا	سایہ بھی گر چڑھا تو سر دار لیگیا
یوسف کو کیا سمجھکے خریدار لیگیا	جو حسن تھا وہ صدمۂ بازار لیگیا
تربت مین سیدہی یہ تن زار لیگیا	کیا جان تھی کہ مرکے بھی کچھ بار لیگیا
سایہ بھی راستی قد یار لیگیا	سودا تھا کیا کہ گر کے خریدار لیگیا
یوسف کے حسن نے یہ کیا گاہکون کا حال	جو جسکو ملگیا سر بازار لیگیا

تڑپا لحد مین بھی تو یہ حیران ہوئی اجل
دم مجکو دیکھے کیا ترا بیمار لیگیا

وہ اور ہین جو ڈالتے ہین بوجھ چار پر
مین قبر مین تڑپکے تن زار لے گیا

رہرو زمین پہ رکھکے اوٹھا لیتے ہین قدم
کیا سوز دل حضور کا بیمار لیگیا

کی آئینہ پہ ڈر کے زلیخا نے بھی نظر
یوسف کو حسن جب سر بازار لیگیا

صدمے سے زخم تن بھی لہو ڈالنے لگے
تیری ہنسی اوڑا کے جو سوفار لیگیا

کیا کہتے درد دل ترے پیکان سے بیر زخم
جب منھ کی بات چھین کے سوفار لیگیا

میخانہ مین یہ رات کو زاہد کی گت بنی
شال کمر کوئی کوئی دستار لیگیا

جب پائمال ہونیکو بیٹھے ترے ضعیف
سایہ زمین سے سر دیوار لیگیا

دیوانگان عشق کا جبتک کہ ہو گذر
مین چمن کے خار وادی پرخار لیگیا

بازار عشق مین مرا سودا بکا تو یون
نقصان مجھکو دیکھے خریدار لیگیا

منزل کو آہ ہے صفت سایہ راہ بھر
مین کھنچتا ہوا جسد زار لیگیا

منقار مین اوٹھا کے نجانے کہ کس لیے | افتادہ پر بھی مرغ گرفتار لے گیا

پورے نہ دام مال کے جب دے سکا غریب | کچھ رنج مول لیکے خریدار لے گیا

صیاد مجھ غریب پہ بس ہو چکے ستم | سو بار لایا باغ سے سو بار لیگیا

منعم بھی کیون نہ مر کے جنازہ مین ہون سوار | اگلی ہوائے سر تو ہوادار لیگیا

نقصان ہوا تجارت الفت مین ہر طرح | سودا بکا تو رونق بازار لیگیا

منظور حال زار دکھاتا تھا باغ کو | ٹوٹے بھی پر جو مرغ گرفتار لیگیا

پہونچا اوسیکے زور سے تا منزل عدم | جو دم چرا کے موت سے بیمار لیگیا

دنیا ادھر کی جس سے ہوا کرتی تھی ادھر | وہ کروٹین فقط ترا بیمار لیگیا

چاک لباس قبر بھی تھا بسکہ مجھ پہ شاق | پیوند کے لیے جسد زار لیگیا

نالے اوسیکے گوش گل باغ تک گئے | جو دل دو نیم صورت منقار لیگیا

یون نکلے سیر باغ کے ارمان ضعف مین | جب رنگ رخ اوڑا سوئی گلزار لیگیا

بجھکر چراغ قبر جلا اوٹھتا ہے راتکو
وہ سوزِ دل حضور کا بیمار لیگیا

تربت بلند ہوکے بھی کچھ خاک بچ رہی
حسرت زمین کی یہ زمیندار لیگیا

مین کیا وہ یاد آئینگے تا حشر خلق کو
آخر مین ہچکیان جو ترا زار لیگیا

کیون ہے یہ شکر مین نہ زبان تیر کی ہلال
زخمونکی تھی جو بات وہ سوفار لیگیا

سو بار تیرے عشق مین مرنیکا تھا جو جوش
جب دم دیا کسی نے یہ بیمار لیگیا

ہنستے نہ تیرے تیر پہ کیون زخمِ تن مرے
کھلواکے منھ کو ضبط بھی سوفار لیگیا

وہ سوئے کفر جانے مین مجبور بھی ہوئے
گردن مین ہاتھ ڈال کے زنار لیگیا

کنجِ قفس سے پیشکشِ باغ کے لیئے
تنکے صدا کے مرغ گرفتار لیگیا

سر سے نکلکے پاؤن تک آئے بسانِ زلف
یون خار مین چھو کے مین ہر خار لیگیا

اب رو رہا ہون درد کو یہ سوچ سوچکر
وہ شے تھا یہ کہ جسکو خود آزار لیگیا

اتنی بھی قید تھی جو رہائی یہ ناگوار
سایہ بھی ساتھ مرغ گرفتار لیگیا

یوسف نے بس نگاہ توجہ ادھی پہ کی
دل ہاتھ مین فقط جو خریدار لیگیا

پلکین گواہ ہین انہین دیوانونکے لیئے
آنکھونسے چنکے دشت کے مین خار لیگیا

کیین لاکھ حقکی بندۂ زر نے عبادتین
ماتھا مگر علامت دینار لیگیا

ڈھونڈھین تڑپ تڑپ کے مریض جہان ہزار
جو درد تھا وہ آپ کا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ سے مرے
کس کسکے زخم مرہم زنگار لیگیا

دنیا کی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے
دم یون چڑھا کہ تن کو سر دار لیگیا

کاغذ بھرا اور اوتر گیا چہرہ ضعیف کا
تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی صدا کراہنے کی قلب زار کے
جب منہ بغل مین آپ کا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سر سے پوچھیے
شانہ نکالکر مرے کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا اچھا تمین
آنکھونکو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ جسنی مری قلب کی چمک
ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر بار لیگیا

گوہر سی ٹپکی کون ہی محتاج دہر مین ۔ جو آبرو سی شی سرِ بازار لیگیا

غزل ۱۹

ماہر کچھ اوس سی پوچھئے چشمِ سیہ کا حال
کاجل نگہ سی ہاتھ پہ جو پار لے گیا

شعر ۳

رونقِ تن سی شباب اپنا وفا کیا کرتا ۔ تہم کے سایہ کے لیے مرغِ ہوا کیا کرتا

دل نہ دکھتا تو غریبون سے وفا کیا کرتا ۔ چوٹ پڑتی نہ جگر پر تو ذرا کیا کرتا

باوفائی مین جفاؤن کا گلہ کیا کرتا ۔ اچھّی دل کو مین حسینون سی برا کیا کرتا

مین عزیزون سے بھلا ترکِ وفا کیا کرتا ۔ خون مین حجن ملا تھا تو جدا کیا کرتا

ہوشمین آکے خود اپنے کو فنا کیا کرتا ۔ ہون حبابِ لبِ جو چشم کو وا کیا کرتا

تھی یہ صورت تو اثر کا مین گلہ کیا کرتا ۔ ہاتھ مطلب سے اوٹھاتا تو دعا کیا کرتا

نام مین وصفِ صفائی سی بھلا کیا کرتا ۔ اور رگے خون سی مین نشو و نما کیا کرتا

عکس آئینہ ہو نہین اونسی گلا کیا کرتا ۔ لب ہلاتا بھی تو مطلب کو ادا کیا کرتا

چاند سی شکل کا ہی عکس مری سینہ مین
اور اب آئینہ دل کی جلا کیا کرتا

کروٹین لیکی شب ہجر یہ مین کہتا ہون
دل جو ہوتا تو محبت کا مزا کیا کرتا

راہ چلتون پہ مٹا مین صفتِ نقشِ قدم
اب سلوک اور محبت کا مزا کیا کرتا

استخوان کہائی نہ اس وجہ سی مجہہ وحشی کے
جای پرخار نکلتی تو ہما کیا کرتا

آپ بیٹھا ہوا زخمون پہ چھڑکتا ہون نمک
اور اب مجہسی محبت کا مزا کیا کرتا

اونگلیان بند کھلی جاتی ہین دیکھو تڑپن
دل کو مٹھی مین نہ دیتا تو بھلا کیا کرتا

دیدیا ہی اونھین مٹھی مین مسلنی کے لیئے
اور اب دل کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

راہ مین کون مری ساتھ اوٹھاتا زنجیر
ساتھ سی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

اسپہ تو آنکھونکو کہولی رہا ایک حباب
سر مین پھرتی جو نہ دنیا کی ہوا کیا کرتا

دیکھتا آئینہ سان لیکی نکیون دل مین تجھے
نے تیری سیرِ طلسمات فنا کیا کرتا

سود ہین درد کی لذت نے دیئے اک دل کو
اور اب زخم کے کھانے کا مزا کیا کرتا

اچھی خاموشی تو آواز سے یہ نالے ہین / میری نالون کو جو سنتا تو ڈرا کیا کرتا

عکس آئینہ ہو غمین ہو تو انہین کو ہو گلہ / اونسی مین شکوہ انداز و ادا کیا کرتا

سایہ مرغ ہوا آنکھ کے تو تڑپا چھوڑا / اور اب دل کے تعلق کا مزا کیا کرتا

ڈھونڈھتی پھرتے تھے خانۂ صیقل اپنا / نہ اشارے سے بتاتا تو عصا کیا کرتا

سو جگہ لیتی ہوئی دم اجل آئی مجھتک / اتنی دوری مین ملاقات قضا کیا کرتا

روکی ہین بوجہ ضعیفی کا نگاہین میری / لیکن ہین ضعف کے عالم مین عصا کیا کرتا

لاکھہ چھپتا پہ نہ مٹھی سی نکلنے پایا / شوخی کرتا بھی تو وہان رنگ حنا کیا کرتا

اونکی پرچھائین کی صورت سی نظر آتی ہی / جسم سی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

دین تو خیر آئینہ کا عکس جو ہوتا گویا / آپسی آپکی باتون کا مزا کیا کرتا

دل نکلجانی پر آتا تو نکل ہی جاتا / مجمع غمزہ و انداز و ادا کیا کرتا

شمع کشتہ کی طرح مجکی نہ جلت کیونکر / جو فنا کرکے ملی ہین وہ بقا کیا کرتا

کسی درماندہ بیکس کی صدا آتی تھی
کان پر ہاتھ نہ رکھتا تو ذرا کیا کرتا

جان اجل لیگئی اور ہاتھ نہ پکڑا مین نی
اور اب دم کی نکلنی کا مزا کیا کرتا

چل بسی شام کا سب تاج پہنانیوالے
سر برہنہ جو ہوتا تو عصا کیا کرتا

پیچھی آنے پہ ضعیفون کے تو یہ نالی ہین
بیٹھ جاتے کہین تھک کر تو ذرا کیا کرتا

دل تو خیر ابھی گیا چھوٹی سی مٹھی مین دہان
اب کلیجے کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

دست و پا تک کو تو پھیلا ہی عون دینی کی لئی
اور اب جان کی دینی کا مزا کیا کرتا

غزل ۲ — شعر ۵

ہاتھ کس سے دیکھین بند ہوا دیئی دنکے ماہر
شوخیان اس سے ارنگ حنا کیا کرتا

نہین ہے آج سی ای سوز غم گلہ دل کا
کر آنکھ کھولکی دیکھا ہی آبلہ دل کا

کہو شباب سی وہ کی نہ ولولہ دل کا
نکلتی دی جو نکلتا ہی حوصلہ دل کا

لٹا ہی لاکھ حسینون پہ صلہ دل کا
کہان کہان نہ لٹا ایک قافلہ دل کا

سما سکا جو نہ خود او نہین ولولہ دل کا
سمٹ کی سینے سی نکلا ہی حوصلہ دل کا

شریک درد ہی کیونکر کرون گلہ دل کا
ہنسا جو مجھپہ تو رو یا ہی آبلہ دل کا

بلا سبب نہین کچھ تنگ حوصلہ دل کا
تپک رہا ہی کہین کوئی آبلہ دل کا

چلا ہی آج سوئی چشم حوصلہ دل کا
کھڑی ہین راہزن آتا ہی قافلہ دل کا

خوشی یہی ہی تو اچھا سنو گلہ دل کا
کسیطرح سہی ہو تو فیصلہ دل کا

جلا رہا ہی جگر کو جو حوصلہ دل کا
لئی ہی آب کا چلو ہر آبلہ دل کا

ہی رخ کے آئنہ کا سبزہ حوصلہ دل کا
گرا ہی پیاس مین پانی پہ قافلہ دل کا

وہ دیکھلین تو نہ دل ہو ولولہ دل کا
لڑی نگاہ تو ہو جائی فیصلہ دل کا

کبھی نہ دلگی تو کیونکر ہو گلہ دل کا
کبھی تو منہ سے بھی پھوٹے کچھ آبلہ دل کا

یہ قول تجربہ کاران درد فرقت ہی
نہ آنکھ ہو نہ نظر آئے آبلہ دل کا

کلید سی جو تپک کے بھی کھل نہین سکتا
وہ قفل دل مین لگائی ہے آبلہ دل کا

بلند دیکھیگی سینہ نہ اتنا ہک دک ہو — اسی طرح سر اوٹھاتا ہی جو حوصلہ دل کا

بخیر ہو سفر طفلی و جوانی و شیب — وسط کی چھوڑ دی منزل جو قافلہ دل کا

یہ وقت نزع رگ جانکی بہانسلی بہری ہی — اٹک اٹک کی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

جگر نے چین سا پایا ہی بند ہین آنکھین — ابھی جو پھوٹ بہا ہی کچھہ آبلہ دل کا

چھپائی بیٹھی ہین زلفون کو وہ ڈوپٹی سی — سراکو ڈہونڈھتا آتا ہی قافلہ دل کا

کبھو جو خار رگ جان سے چھیڑ دون اسکو — تمام عمر لہو روئی آبلہ دل کا

اجل کے وقت کا ہون منتظر جو فرقت مین — دکھیا رہا ہی گھڑی مجکو آبلہ دل کا

نہ دیکھی جائیگی صورت بھی مجھسی ماتم کی — کلاہ سر سے اوتاری نہ آبلہ دل کا

مقام خوف جو ہین طفلی و جوانی و شیب — سہ منزلہ کیون آتا ہے قافلہ دل کا

نہ پہنچی پاؤن کے آجائے کچھہ سنبہل کے چلو — ملا ہی گیسوؤن سی ہی سلسلہ دل کا

عجب نہین اسی اشاری سی چلی آنکھین — ٹپک ٹپک کی بہاتا ہی آبلہ دل کا

خبر نہین او نہین وہان کُھل رہی ہین لفت کی بل
ہلا رہا ہون یہان سی جو سلسلہ دل کا

ستائے مجکو یہ فرقتین وصلین وہ اوٹھین
مجھی جگر کا ہی شکوہ نہین گلہ دل کا

بجھا دی آگ وسی سی مری کلیجے کی
بھری ہی آپکی چھاگل جو آبلہ دل کا

نہ آئے وحشت کبھی سان ہین سائین کی آن دا
نکلگیا تھا کبھی ہو کی قافلہ دل کا

خطا بھی سی ہوئی اب جو کچھہ کہون مجرم
چلو سدا ہارو مبارک نہین گلہ دل کا

جو تم کُھلا ہوا مُنہہ دیکھتی ہو مرنے پر
نکلگیا ہی اُنہی سی حوصلہ دل کا

اچانک آکے گری ہین جو رہزنانِ ادا
تتر بتر ہوا جاتا ہی قافلہ دل کا

وہ اک ادا سی جو آ بیٹھے ہین پھر دلین
دھری ہی پیار سی منہ دلپہ آبلہ دل کا

اوسی سی آئی قیامت وسی سی حشر ہوا
ہماری دل سی جو نکلا تھا حوصلہ دل کا

چہار سمت جو ہین رہزنانِ حسن تو ہون
دبا کے راہ نکلجائے قافلہ دل کا

کھڑی ہین لوٹنی جو منھ وہ دیکھتی رہجائین
جو دبے باکے نکلجائے قافلہ دل کا

بہت ہی خوب رہی گیسوؤنکی پیروی مین
جو راتا رات نکلجائی قافلہ دل کا

سرائی زلف کی حجری بہر ہوئی ہین تمام
اوتر رہا ہی برابر جو قافلہ دل کا

صدا یہ دیتی ہی بو ملگجے ڈوپٹے کی
لٹا ہی گرد کے پہیر مین قافلہ دل کا

چلا نہ زور کسی سی کبہی غریبون کا
دبا ہی راہ کو کیونکر نہ قافلہ دل کا

کہو یہ اونسی کہ اب ڈہونڈہنی سی کیا حاصل
نکلگیا کسی جانب کو قافلہ دل کا

یہ بعد مرگ کیا کسنی بند منہہ کو مرے
نکل رہا تہا ابہی دل سی حوصلہ دل کا

وہ ہاتہہ کان پہ کہتی ہین مین ہٹاتا ہون
کبہی وصال مین ہوتا ہی یون گلہ دل کا

وہ اپنی سینی پہ کچہہ حسن کو جو روکے ہین
کہنچا ہوا ہی شکنجی مین حوصلہ دل کا

مسل کے پہینکدین وہ اپنی ہاتہہ سی جو کبہی
تمام قصی ہون ہو جائی فیصلہ دل کا

گواہ اسپہ حباب روان دریا ہین
کہ دم مرا لیی جاتا ہی آبلہ دل کا

کسی نی یہ دم نزع یہ پہلے آنا
ہٹو ہٹو کہ نکلتا ہی حوصلہ دل کا

یہ کس طریق لپٹی ہو رسے گلے گل تکیہ | اوٹھاؤ گال کہ دبتا ہے آبلہ دل کا
ہماری شمع کی ادلجہن سے تم نہ گھبراؤ | اسیطرح سی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

غزل ۲۱

کلیجے دیکھنی والونکی پھٹتی ہین ماہر
جو منہہ کو ڈہانپ کے روتا ہی بلبلہ دل کا

شعر

شمع کیطرح بسر فکر مین بیدم ہو گا | اور بہی جسم گہلی گا سر اگر خم ہو گا
دل بہی اک زخم ہی خوش ہو گا تو بیدم ہو گا | جسقدر اسکو ہنساوگے لہو کم ہو گا
چرخ کسطرح کری خوش کہ نیا غم ہو گا | رنگ نکلیگا جو میرا تو لہو کم ہو گا
ہجر کی شبکی درازی سی نکچھہ غم ہو گا | رنگ اوڑنے سی مری صبح کا عالم ہو گا
صفت شیشہ مے نظم مین عالم ہو گا | لعل و گلگونکا سر فکر اگر خم ہو گا
بی سبب کے نہ یہ دہڑکن نہ عبث غم ہو گا | دل مین ارمان کے مرجانیکا ماتم ہو گا
دیکھینگی وہ لٹی ہوئی آنکہین بہی جہک کے اونہین | نشئہ فصل جوانی مین وہ عالم ہو گا

شعر ۱۷	تیز رکھ اپنی زبان تیغ کی صورت ماہر تجھ مین دم ہوگا تو دشمن ترا بیدم ہوگا	غزل ۲۲

ہمنی تو جان نذر دی دل کو فدا کیا
اب تم بتاؤ چاہنی والون سی کیا کیا

الفت مین سعی مرگ نہ کر بسکے بُرا کیا
مرتے مین ہات پاؤن نہ مارے تو کیا کیا

نہ لاش ہی اوٹھائی نہ دم کو فنا کیا
ای درد تونی اوٹھکی کلیجی مین کیا کیا

خاکی بدن نی روحکو بس یون فنا کیا
جسطرح آب جامِ گلی مین گھٹا کیا

مضطر وہ تھا کہ ایک مری خوفِ دفن سی
برسون زمین کا بھی کلیجہ ہلا کیا

افسوس زلزلہ کہا اوسکو جہان نی
پر دیمین خاک کی جو مرا دل ہلا کیا

رشتہ سی کہہ رہا ہی کہ یہ کافورِ شمعِ بزم
ٹھنڈا کلیجہ جسنی جلایا جلا کیا

سمجھا نا بیخودان محبت کو ہی عبث
خود آپ کہہ رہی ہین کہ ہمنی کیا کیا

مین کہ مطیع عشق ہوا تو عجب ہی کیا
خود دلوِ آب چاہ کا پانی بھرا کیا

دی مین نی جان آنکھون پہ تو کیا کیا قصور | او سکو نہ کچھ کہا کہ جو سرمہ پسا کیا
آوارگان دشت محبت خجستہ نصیب | گرتہک گئی کبھی تو مقدر پھرا کیا
اتنا ہوا وہ آکے مری گہر جو پہر گئے | پتلی سا کوئی آنکہ مین سیجن پھرا کیا
کہتا ہون کروٹو نکہین شب ہجر کی یہ مین | دنتک تو دل تہارا تکو پہلو سی کیا کیا
افسوس شل عضو ہی پہوٹی نہ تو کبھی | اسطرح چپکی چپکی کلیجہ جلا کیا
پر دیمین پر کی توڑ دیئی میری استخوان | وعدہ تو کچھ کیا تہا یہ صیاد کیا کیا
بگڑو جو دل سی تم تو خوشامد کیون کرون | وہ ہی منائی بہی تمہین جسنی خفا کیا

غزل ۲۳

ماہر یہ کس ادا سی وہ شانہ ہلا گئی
یون دل ہلا کہ قبر مین لاشہ ہلا کیا

شعر ٦

شب فرقت جو تڑپا کیا ہوا اے کہکشان میرا | شکنجہ مین کہنچا خود چرخ لیکر امتحان میرا
تماشا ہی کہی وہان بہی مقدر رہیہان جوان میرا | مٹا جاتا ہی گردون پر نہین مٹتا نشان میرا

برنگِ بو ہین ہمراہی لقب ہی ناتوان میرا
صدا ہی رنگِ غنچہ پر روان ہے کاروان میرا

یہ ادنی سا ہی حالِ خوفِ راہ جانستان میرا
پریدہ رنگ پیچھے ہین تو ہم آگے کاروان میرا

لقب ہے سخت جان کیونکہ ہو کوئی رازدان میرا
شرر ہے درسنگ از خود تو کھلی سوزِ نہان میرا

سبکرو ہو مدد آیا ہی وقتِ امتحان میرا
ادھر ہی قافلہ بو کا ادھر ہے کاروان میرا

لقب ہی عندلیبِ زار اتنا ہی نشان میرا
شکستِ رنگ کو کہتی ہین گل شورِ فغان میرا

سمجھلے یہ تو ہوای قہر دشمن آسمان میرا
زمین برباد ہوتی ہی تو ٹوٹتا ہی نشان میرا

ہوا و برق ادھر دشمن ادھر دشمن آسمان میرا
سہارا اب تنکی کا بھی رکھی آشیان میرا

جوانانِ چمن مین جب کئی تہا قدردان میرا
مثالِ حرزِ بازو پر بندھا تہا آشیان میرا

سفر والونکی یارب خیر ہو بیجا گمان میرا
اوڑینگی رنگ چہرون سے لٹیگا کاروان میرا

سفر مین بیٹھکی بو کھتا ہی قلبِ ناتوان میرا
ہمہ ہی کوئی شی تہی جسنبی لوٹا کاروان میرا

سمجھلو یہ تو کہنچو یا تھا اہلِ کاروان میرا
تمہین نے نام رکھا تہا ضعیف و ناتوان میرا

تہی ہمت رسی ہو جاتا مقدر گر جوان میرا — زمین ملتی فلک ملتا نہ مٹتا تو نشان میرا

نظر گلچین کی کیون پڑتی اوجڑتا کیون مکان میرا — چھپا لیتی جو برگ نخل ملکر آشیان میرا

وہین سب ہم زبان ہین ہو رہا ہے کچھہ بیان میرا — چمن مین جسطرف اوجڑا پڑا ہی آشیان میرا

مثال دانہ مین ہون آسیا سان ہے مکان میرا — نہ پوچھو اہل دل حال زمین و آسمان میرا

طلسم عشق ہی مانی کہ روئی ناتوان میرا — اوڑا ہی رنگ تو تصویر مٹجائے نشان میرا

وہ بلبل ہون اوجڑنیکی خبر پائی جو گلشن مین — چھپایا ہم صفیرون نے پہنچی آشیان میرا

مثال ریگ ساعت قسمت میری بھی تماشا ہی — زمین پر گر رہا ہون گو فلک پر ہی مکان میرا

عنایات فلک کا گر کبھی اظہار مین چاہون — بچا نہین گرائی برق پر آشیان میرا

مری دامن کو رنگین اشک خون سی بھی ہونی دین — محبت مین لٹی گا میری ہاتھون کاروان میرا

ٹھہرتی آئینگی رستے مین چلنے کو وہ کیا جانین — کوئی کہدی کہ لاشہ بھی ہی تو تم تھم کر اوٹھا میرا

مثال ریگ ساعت اب اٹھیگی خاکساری کیا — زمین پر تھا قدم جب آسمان پر تھا مکان میرا

لحد ہی خاطرِ نازک مکدر اونکی ہوتی ہے — کوئی اتنا نہیں جو بھی مٹا دیتا نشان میرا

کہا مین نے چلو جھگڑا گیا اب جلنے جلانیکا — عوض خس کے بنا جب بجلیوں سی آشیان میرا

فلک پر کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون قسمت مین — زمین پر مین طپان تہا چرخ پر کیسا نشان میرا

ہوا پر باغ ہو گا بوی گل ترائیگی ایسی — اوڑایا بلبلون نی گر کبھی رنگ بیان میرا

گذر جاتا نہ دم کے ساتھ کیونکر بحرِ ہستی سی — لگا تہا کشتی عمرِ روان پر بادبان میرا

حباب آسا فلک کے دور مین ہٹکر یہ کہتا ہون — کسیکا ذکر کیا ملتا نہیں مجکو نشان میرا

ادب آموزِ شمعِ بزم ہو کیونکر نہ اب گلگیر — زبان مین بڑہ چلا تہا مجھسی کوئی ہمزبان میرا

کوئی پوچھی خبر اس تفرقہ کی تمکو بھی کچھ ہی — کہان دل مر رہا ہی دم نکلتا ہی کہان میرا

حباب بحر ہون پوچھو نہ مجھسی حال قسمت کا — یہ گردش ہی کہ میری ساتھ ہی پہرتا مکان میرا

ہوا پر دیکھکر تنگی قفس مین مین یہ کہتا ہون — کدہر ہو باغ والو لٹ رہا ہی آشیان میرا

ہدف ہون جسپہ زمانیکا تو کیا خوش ہون نمود کے — کریگا تیر باران ہی مجھی نام و نشان میرا

مثال ریگ ساعت ہم نہ دوڑین کسطرح اے گردون
زمین تھا نام جسکا اب ہے وہی آسمان میرا

تھا ایسی ناتوانی کر دیا تصویر ہی بالکل
اوڑی ہے رنگ چہرے سے تو کھینچا نشان میرا

جہان سب گرد شین ہین اے فلک یہ بھی کہا مجھکو
حباب بحر کیسے ہو گری مجھپر مکان میرا

نشان دیکھین شگاف کلک کا حساد حرفون مین
کلیجے چاک کرتا ہے یہین طرز بیان میرا

قفس مین ہین ہوا پہولون پہ شاخین گلستان مین
عوض میری لگائی ہین گلی ہی آشیان میرا

نگین کسطرح مجکو دوست کیون رکہے ہر نامی
کہ تجھسے ہی دل مین نقش ہے نام و نشان میرا

تو ہی دنیا مین کوئی شی نہین ہے ناتوانی سے
پھرا یا سر کو میری کیچ پہ تا ہی مکان میرا

کہان ایسا ہو مثل حباب بحر مٹ جاؤن
نہ چہیڑوا ای جسینو دل بہت ہے ناتوان میرا

فلک نقش نگین تیرے ہمین ہین یو تو کچہ ہوگا
اوڑی طبقہ زمین کا تو ہی شاید نشان میرا

ابہی کسن ہو تمسے شکل وہ دیکہی نہ جائیگی
چلو سر کو کہ دم دیتا ہی قلب ناتوان میرا

محبت ابروونکی خوب ہی سیدہا بنائیگی
نکل جائیگا بل سارا دم زور کمان میرا

کیونکر بند کر دی ضعف میری جان کی آنکھونکو
ڈریگی جانکر وہ زخم قلب خونچکان میرا

نجائی بچ بہی ضعف پر وسعت زمانیکی
کلیجے کی تڑپ بھی کچھ کریگی امتحان میرا

زمین سی ہیٹ اوٹھتی ہی کہتا ہون کہ سب کہین
اوٹھائیگا مری لاشہ کو خود دردِ نہان میرا

نقوش آب کی صورت برائی نام مٹنا ہی
مین دیکھون تو فلک کبتک مٹاتا ہی نشان میرا

اونہین سی پوچھئی صدمہ سہینگی جدائی کا
کلیجے سی لگائی بیٹھی ہین جو آشیان میرا

مٹی کا کیا کہ مثل خامۂ حکاک ہی گردون
قدم کی نقش سی بہی کم ہی کیا نام و نشان میرا

علامت کچھ نہ پائی جب شب فرقت مین بولا
نجانی رہگیا کب مر کی قلب ناتوان میرا

شب فرقت کا جاگا تھا نہ دیکھا آنکہ اوس سی
دکھاتی مجکو آنکھین زخم قلب خونچکان میرا

مثال ریگ ساعت کیون نہ اولٹی سانس لون یارو
زمین آخر اولٹکر بنگئی ہی آسمان میرا

تمہارا ناز پروردہ بھی مثل برمردہ ہی
جگر کی اب خبر لو دل تو تھا ہی نیمجان میرا

مثال کلک جب خود ہون کشتی کیون زبان کھولون
مرا ہی زخم دل بنجائیگا زخم زبان میرا

نکلکر دم شبِ فرقت نکیونکر تخلیہ کر دی — جگر سی کچھ کہیگا حال قلبِ ناتوان میرا

تڑپنی مین رہ رہ کے کیون اوڑتی ہی آن فرقت — یہین کیا دفن ہونگا دم نکلتا ہی جہان میرا

غزل ۲۴

کہونکیا رنگ ساعت جب ہوئے مہر و ماہ گردِ زمین

جو کچھ ہی خوب ہی حالِ زمین و آسمان میرا

شعر ۱۵

طلسم تہا کہ شعاعون مین آفتاب آیا — ہزار ہات پہ اک ساغرِ شراب آیا

کہو مغان سی مبارک خمِ شراب آیا — زمین یہ پاک ہوئی اب کہ آفتاب آیا

نہ شرم آئی شبِ وصل اگر تو خواب آیا — غرض وہنین یوہین نیند آئی یا حجاب آیا

یہ اتحاد تہا قاصد تو کیون عتاب آیا — کہا تہا دل نی جو میری وہی جواب آیا

نزاکتون کی مقابل ہی آب آب آیا — غشی جب آئی وہنین ہوش مین گلاب آیا

مقابلِ رخِ روشن جب آفتاب آیا — چراغِ روز بنا اسقدر حجاب آیا

سبب یہ تہا کہ جو مستون مین انقلاب آیا — جدہر وہ آنکہہ پہری ساغرِ شراب آیا

شراب پیکی جو بیٹھی تو ذکر خواب آیا | ہماری صحبت سی نشہ مین بہی حجاب آیا

ہمین تو اپنا سمجھتی ہوئی حجاب آیا | یہ روشناس کیا انکا تہا جو شباب آیا

چھپی وہ آئینہ مین جا کے بے حجاب آیا | نیا نیا جو وہان عالم شباب آیا

رگون سی سر مین مکرر نشہ شراب آیا | طنابین کھنچ گئین گرد ونچہ آفتاب آیا

اجل کہا اوسی نا واقفان فرقت نی | جب ایک عمر گذرنے پہ مجھکو خواب آیا

نہ مجھسی آپ بہی آکی امید رکھیئے گا | طلب بغیر تو موت آئی یا حجاب آیا

خدا نہ جوہر شمشیر سی نصیب کری | جگر کو جہان دیا وہ میسر آب آیا

مین ہی تھی تہا سبب راحت عالم | مری ہی نیند کی ورز نیسکی خواب آیا

ہماری آنکھ سی تر ہو گئی پسینہ مین | جب آئی شرم تو تمکو نہ کچھ حجاب آیا

بغیر رزق تو تہا ہی زمانہ ای گردون | لگایا قفل کہ پانی پہ پھر حباب آیا

زمانہ تیرہ و تاریک تہا جو زلفون سی | چراغ حسن لیی عالم شباب آیا

جب آئی شرم تو وہ تر ہوئی پسینے مین
پسینہ آیا تو پھر دوسرا حجاب آیا

وہ مست تھا مری آنسی جوش یہہ کھایا
اوتر کے طاق سے خود شیشۂ شراب آیا

خدا کی شان کہ شرم آئی عکس آئینہ سے
وہ چھپنی ہوئی خود بھی جب شباب آیا

نشان تجلی رخ ہی سنے لکھا کاغذ
نہ سمجھی کوئی کہ سادہ سا اک جواب آیا

بھر طرح ہوا عاشقون ہی کا مطلب
وہ سوئی چین سی مجکو اگر نہ خواب آیا

اسی سی اونکی بھی پردہ کی حد سمجھہ لیں سب
حجاب چشم مین آیا اگر حجاب آیا

مریض ہجر ہون شکوہ ہی گر تو اتنا ہی
عیادت کو انکو بھی میری کبھی نہ خواب آیا

دھمک نے پاؤنکی تربت مین یہہ کہا مجھسے
خبر تجھی نہین یہان عالم شباب آیا

کسی سی بات کرین کیا وہ صورت تصویر
جو رخ پہ رنگ بھی آیا تو اک عجاب آیا

تمہاری طرح سی اوسکو نہ دیکھا کوئی
حجاب چشم مین بیکار کو حجاب آیا

یہ کسکی نرگس جادو نے کر دیا ذیقدر
جگہہ دی آنکھونمین لوگون نے تو جب خواب آیا

یہی سمجھکے دکھاتی وہ چاند سی صورت
حجاب سی نہ گیا پردہ جب حجاب آیا

مثالِ ساحلِ دریا ہی بدنصیب ہنو
لبون کو کاٹ دیا وہ میسر آب آیا

پناہ حسن سے ای عکس آئنہ اوسکے
ہٹا جو غیر پہ وہ عالم شباب آیا

کوئی تو ایسا ہی اوسکو کمال حاصل ہی
کہ نیچی آنکھہ ہوئی سبکی گر حجاب آیا

یہ اونکا روز کا ای قبر دوڑنا کیسا
سمجھہ چکا کہ وہان عالمِ شباب آیا

جہان مین تمسی زیادہ حسین شاید ہے
پسینہ آگیا تمکو بھی جب حجاب آیا

جری کی زخم سی بڑھتی ہی اور بھی ہمت
گرا ہی جو دل مین سنان آگ پر کباب آیا

شرار کرینگی عاشقو نپہ کچھہ چشمک
کمر کسے ہے جو جب آگ پر کباب آیا

برنگِ سبزہ تو ضبطِ عطش ہوا ای شبنم
نہ تا بہ آب گیا مین مجھی تک آب آیا

وہ اور لوگ ہین غنچو نکی جو چٹک مین سوئے
ہمین تو سبزہ صفت پر پا بھی خواب آیا

تگرگ بار ہو گردون تو شکر لازم ہے
جہان کے واسطے بن بنکی دانہ آب آیا

وہی اب آنکھین ہین جو نیند کو ترستی ہین — تہِ قدم کبھی مخمل کی طرح خواب آیا

کسیکے آنیکا احسان اب نہین مجھپر — لحد پہ جو مری آیا پئے ثواب آیا

بھرا ہوا تھا نجانے یہ کب کا ای گردون — برس پڑا مری تربت پہ جب سحاب آیا

بھرے تھے کوٹ کے موتی وس آنکھ مین ایسے — کسی بہانے سے جب رو لیے تو خواب آیا

غزل ۲۵ — شعر ۵

عدم مین بھی یہی رونا ہے روز کا ماہر
کہ بھر بھرائی ہوئی آنکھ سے جباب آیا

بس یہی کام اونھون نے سحر و شام کیا — پھر کے آنکھون نہین تھکی قلب مین ابرام کیا

دل کے گھر مین اونھون نے اگر آرام کیا — بھر کے آنکھون مین تماشائی سر بام کیا

جیسے آئی ہی جوانی یہی دیکھا ہمنے — جاگ کر رات کٹی صبحکو آرام کیا

اسکو کیا کہتے ہین یون جاگ کے کاٹین راتین — وصل کی شب جب ہوئی شام سے آرام کیا

عمر بھر ناز اوٹھانا تو کوئی شے نہوا — لاش دم بھر کو اوٹھائی تو بڑا کام کیا

شعر ۴	وله	غزل ۲۱

صلح منظور تھی تو حسن کو لڑنا ہی نتھا	عکس کو آئینہ کے بیچ میں پڑنا ہی نتھا
کبھی کی مجھسی نگھیں ملتی کر لڑنا ہی نتھا	جسکو کہتی ہیں بگڑنا وہ بگڑنا ہی نتھا
اونسی نظروں میں ہوئی صلح تو دل نے یہ سمجھا	آنکھیں لڑنا جسے کہتی ہیں وہ لڑنا ہی نتھا

غزل ۲۰	کیا ہوا لطف ہوا گر جو اشارے سے جھکا سرو کو سامنے وس قد کے اکڑنا ہی نتھا	شعر ۱

جلال حسن اونہیں نشہ شراب ہوا	جو منہ تھا چاند سا آخر کو آفتاب ہوا

شعر ۸۳	وله	غزل ۲

تم نہ تھی جبتک مزاج بزم بھی ناساز تھا	چنگ افتادہ جہاں تھا اک پڑی آواز تھا
عکس آئینہ بھی نا واقف تھا گو دمساز تھا	خود سے بھی بیگانہ تھا جب دلمیں میری ساز تھا
رقص میں رنگینی صدا کے جب چمن سے ساز تھا	پنکھڑی کھلتی کلی کی شعبۂ آواز تھا

حاضری بھی اپنی اپنی روز و شبکو ناز تھا / کیا اشارہ اونکی آنکھونکا زمانہ ساز تھا

عکس آئینہ کو بھی لیکن دعوی انداز تھا / نہین دائین تو چل سکی اور کسیکو ناز تھا

ضعف جب ساری مرا ہنگامہ بزم ساز تھا / چنگ کا نالہ شکست رنگ کی آواز تھا

سوز دل سی جسم مین اعراض کا انداز تھا / جب سینہ آتش پہ تہا آوازہی آواز تھا

کھلتی کلیونکو تو اچہا اک ہنسی سیاز تھا / بو ہوا پر کیون نہی تہی کیا اوسمین بھی رنگ ناز تھا

نے تمہارے کیا مزاج ساز نہی ناساز تھا / چنگ کی نوبت یہ تہی اک بند ہی آواز تھا

ضعف مین جب طائر تصویر سے کچھہ ساز تھا / رنگ کا تھمنا بدن پر مانع پرواز تھا

کچھہ وہی جانین کہ کسکا حسن اب غماز تھا / جام مین بہی تہی اور اونکی آنکھونمین خواب ناز تھا

مثل شہنائی صدا ہونے پہ یا تو ناز تہا / یاد ہی ہین اونکی منہہ سی صاحب آواز تھا

ایک رونے پر تمہاری مجھکو یون روتی تھی لوگ / دوش صرصر پر جنازہ صور آواز تھا

بوی غنچہ نکلیا تہا کیا مین ہنگام گناہ / لاکھہ پردہ مین بہی تہا نہان تو پردہ باز تھا

ہمت مردانگی غم کے شکنجون مین خموش — جنتری مین تار جب کھچتا تہا بے آواز تھا

تیرگی شام فرقت مین یہہ کم تھی روشنی — دست نالہ مین چراغ شعلہ آواز تھا

لاغرونکی دم نکلنی سے ہلتی کیون نہ دہ — ہچکیان مضراب نالہ تار کی آواز تھا

سیری نالون کا تھمین دھوکا تہا زلفونکی اقسم — سائین سائین بات کرتی تہی مین بے آواز تھا

وہ مری شرم گنہ تھی سرنگون تیغ ہی تی جو — سب سے منہ جسنی چھپایا تہا وہ میرا راز تھا

سوز دل سی تنگ وحشت تہا یہہ مرا فرقت شب — منہ کا عالم تہا کہ اک مہتاب آتشباز تھا

سانس دی آخر فلک نے کہکشان کے نام سے — اسقدر عالم مری نالون سے پر آواز تھا

نازاو ٹھانے سے لاشی او ٹھا کا سب سبب یہہ تھا — نازاو ٹھانی پہ ہمین اپنی بہت کچھ ناز تھا

پڑ گئی خود بینون سے اور بھی رخ کی صفا — خود وہ کیا تھا آئینہ جسکا جلا پرداز تھا

پھیل کر آئے پہولون سی گل رخسار پر — اسقدر کاجل اونکی آنکھونکا نظر انداز تھا

ہورہا تھا قتل کرنی کا مری جب مشورہ — منہ تھا ہر سوفار کا اور گوش تیرانداز تھا

ہجر میں سنتا کوئی کیونکر مری فریاد کو
دُود دل ہنگام نالہ سرمۂ آواز تھا

قتل ناحق کا ہوا آخر کو بدلا کچھ نکچھ
خون رنگ تیغ تھا اور دست صیقل ساز تھا

پیش آتا ہے ستی ہی کسطرح گردون دون
جو حسین تھا مجھسے وہ مثل کلہ کجباز تھا

دیکھے دل وابستہ ہو کر اونسی کیونکر نہ پوچھون میں
جان کر انجان تھی کا عجب انداز تھا

دستکاری میں تجھی اظہار کی حاجت نہین
آئینہ شمشیر خونی حال صیقل ساز تھا

چھوٹتی کیونکر برنگ بو نہ آخر بات بھی
غنچۂ گل میں تھی نکہت سیر دلمیں راز تھا

وہ تو وہ اپنے بیخودی مجھ تک نہ آئی کچھ صدا
ٹوٹنا دل کا مری کسطرح بے آواز تھا

اونگلیان کانونمین دیکر پڑ رہتا کسطرح
بولتی راتونکا سناٹا ہمراز دمساز تھا

تیر چل جاتی تھی اولٹی خونکی دھارونکی ساتھ
سخت جانونکا نشانہ خود بھی تیر انداز تھا

شوق کی نظرون نے کام اپنا جو کرنا تھا کیا
بیخبر کیون اونسے آشنا اونکا خواب ناز تھا

اک اشارہ میں قلم کے کھنچگئے کیونکر حضور
آپکو اپنی کشش تحریر بہت کچھ ناز تھا

ایک ادنی تھا یہ زور ابر و باد و دود آہ
خود چراغ زیر دامن شعلہ آواز تھا

دیکھہ تو حسرت مین کیسی ان لگی جاتی تھی پیٹھ
کون تربت پر مری محو خرام ناز تھا

وا ہی بیدردی سے آیا وہ بھی کچھہ مجھہ پہ رحم
قوس سے کتنا گریزان دست تیر انداز تھا

خدمت ظالم لگا دیتی ہی دہبا کچھہ نہ کچھہ
تیغ جب وہ جلی تھی میلا دست صیقل ساز تھا

کیون نہو جاتا فنا طعن زبان سے ضعف مین
مجھکو آوازہ شکست رنگ کا ناساز تھا

اتنی مدت تک تو ہے رکھتی تھی مانت اونکی بات
کچھہ نشان تھی وہ سمجھہ دلمین جہان پر راز تھا

سایہ طائر کی صورت حسرت نالہ رہی
کہل کے رہجاتا نہ کیونکر منہہ کہبی اداز تھا

رہگیا تھا کیا بوہین خیالی پھڑک کر قید مین
تیلیونکی جا قفس مین ہر پر پرواز تھا

آئنہ لیکر مین اونکی ہاتھہ سے نادم ہوئے ن
ایسی ہی کچھ بی اداتھی جیسے اونکو ناز تھا

میرے آگے تیلیان توڑین نہ قیدی قفس
زور بازو پر کبھی مجھکو بھی اپنی ناز تھا

کیونکر اب میرے نشانے مین خطا کرتے خدنگ
گوشمالی کمان مین دست تیر انداز تھا

کس سے پوچھون نہ رہتا دو نو مین کسکا تلخ تر
منھہ مین افعی کے تہا چہالا میرے دلمین راز تہا

دلپہ جو گذری وہ رنگ رخ نی منھہ پر کہدیا
وہ چہپاتا کسطرح جسکا ذرہ ذرہ راز تہا

دیکھتی تہی خود جوانی اولٹی آنکھون سے اوسی
فرق پر اونکی کلاہ کج کا وہ انداز تہا

یاد ابرو مین نہ ٹہری مثل نالہ دوست بہی
آنچ تہی تلوار کی یا شعلہ آواز تہا

ذکر کیا اورونکا خود اپنی ادا پر گر پڑی
جہلکی دکھلا کر پلٹ جانیکا وہ انداز تہا

میری مرجانیکا دہوکا کیون نہوتا ہجر کو
شب بہی سناٹی مین تہی اسطرح بی آواز تہا

بوجہہ اونکا خود اونہین کے سر پڑا انجام کار
وہ اوٹہا سکتے تہے لاشہ اوٹہاتے ناز تہا

طائر تصویر ہون کیونکر چہپاتا درد قید
رنگ کا اوڑنا دلیل حسرت پرواز تہا

بعد بربادی کہلا مجہپر کہ انسان تو نتہا
بوئے گل یا گرد رہ یا دود یا آواز تہا

آتی دیکھا تیر اور اپنی نہ جا سے ہل سکا
یون نظر گاڑی ہوئی مجہپر قدر انداز تہا

مثل نقش پا ہوا آخر وہین پیوند خاک
لوگ اوٹہا سکتے تہے کسطرح کیا مین تمہارا ناز تہا

پہلی اوتا وک فگن تیری نظر ہی تہی ہدف | کچھ خبر اپنی ہی تہی مجہپر جو تیر انداز تہا

زور بازو نے کیا تہا ئے بو غنچہ جب مجہی | سو قفس تہی پر نہ اک ہی بانغ پرواز تہا

پیچھے ہٹنے پیر ظالم کے گمان نیک کر | جو کشیدہ تہا وہی تو ہات تیر انداز تہا

ہات اپنی اٹھتی جاتی ہین گیا ہین سے نزع مین | ہمکو اعضا کی رفاقت پہ کیسا ناز تہا

جاؤ بیجا کچھ نہ دیکھا اسطرح لپٹی ردا | تہا جوانی کا جو سونا قہر کا انداز تہا

بندہ ہو تے بتکدہ کی راہ کیونکر واعظو | جب نظر کی درشنان بات تعجب پہ باز تہا

اٹھ جاتین سے کی سازش گئی ہمت کی حیح | اک بناوٹ کی غشی تہی لیکہ خواب ناز تہا

آفرین دل کو کھو سکی ہی تہی کوئی بساط | ایک عالم نے اوٹھایا جسکو وہ ناز تہا

سخت جانی ہو گئی عیش تیری سے ہی خلق | دم بہلا کیونکر نکلتا روح پرور ناز تہا

حسن کی نیرنگیان دیکھیں مگر سمجھی نہ یہ | شعبدہ تہا سحر تہا جادو تہا یا اعجاز تہا

حال شیشہ کا سر تسبیح سی آخر کہلا | کیون نہ آتا اک زبان سی چڑ دو نمین راز تہا

مورد انتظار مردم ہو کے ڈر انجام سے
بعد ناوک تھا ہدف پہلی نظر انداز تھا

چشم زخم جوہر شمشیر سے آخر ہوا
کتنا ہلکا خون کا تیرا شہید ناز تھا

اونکی چھیڑین کچھ چلی جاتی تھین تیغے مین بہی
چشم کی گردش سے گہوارہ مین خواب ناز تھا

اور تھین باتین جہان اک تہمت نالہ بہی تہی
بولتی تہی رات فرقت کی منہ مین آواز تھا

کاندہا دیکر ضد مری کہلی تو سب کہنے لگے
پاؤن پہیلاتا نکیون آخر شہید ناز تھا

ای معاذاللہ کسکی ہے یہ سنگینی مری
ایک عالم سے اوٹہا جو وہ میرا ناز تھا

کاندہا دینے کی تو چرچے ہو رہی تہی راہ مین
لاش اوٹہانے جسکو جاتی تہی وہ کسکا ناز تھا

گم ہوئے تہی ہاہوش جب غیرون مین تو کوئی نہ تھا
ایک مین تھا دوسرا دل تیسرا غماز تھا

ہہی کہی کشش وہان خلق سے لب دربدر
ناز پرور وہ دل عشاق کا ہمراز تھا

بہولنے والونکو رحمت کی ملی آخر سزا
آسمان ہر قطرۂ باران سے تیر انداز تھا

زخم اپنے دل کی تہی دیکہا اوناوک فگن
مین بہی اپنی پاس کی نظرون سے تیر انداز تھا

پہرا دا تہی آفت جان اپنی اپنی وقت مین | دنکو آنکہونکی اشارہی سبکو خواب ناز تہا
نیم باز آنکہونکا رکہنا ہی مبارک ای ادا | دیکہتی تہی خود جسے کیسا وہ خواب ناز تہا

غزل ۲۹

ای معاذ اللہ یا پہر تہا وہ عاصی دہر مین
رحمت باری کو جسکی مغفرت پر ناز تہا

شعر ۴۳

جب می تہی تو کچہ حسن تہا جلوہ گری کا | شیشہ تو آب و ترا ہوا جامہ پری کا
کیون سبکو گمان ہی مری اشکونکی تری کا | پانی ہی چرایا ہوا زخم جگری کا
یہ بہی ہی نشان چرخ کی بیدادگری کا | داغونمین جو ہی رنگ گل نیلوفری کا
کیون غم نہ سلادی مجہی پیرانہ سری کا | جو آہ ہی جہونکا ہی نسیم سحری کا
قائل ہوئین کیا برق تری جلوہ گری کا | کچہ یاد ہی ہنسنا مجہی زخم جگری کا
غل صبح قیامت کی تہی کیون جلوہ گری کا | کا فورا ڈرا ہی مری زخم جگری کا
خود ان کو بہی دہوکا ہوا اشکونکی تری کا | کچہ دل جو بچا مری درد جگری کا

نشہ مین اثر بھی نہین سوز جگری کا
سنتی تھی مزاج آگ بگولا ہی پری کا

خود رنگ ہی شاہد فلک نیلوفری کا
زنگار اوڑا ہی مری زخم جگری کا

بادہ جو پیا اونکی پسینی کی تری کا
ٹھہرا نہ کبھی پاؤن نسیم سحری کا

بوٹا سی کسی قد کا ہے کیا اشک مین جلوہ
تگ دست مژہ مین ہی عقیق شجری کا

تڑقی تھی تو کسوت سے سرخ کے شیشے
انگور بندھا جب مری زخم جگری کا

اے برق کبھی مین بھی ترے رو دون صفت ابر
مجکو بھی تو کچھ شغل ہی سوز جگری کا

پھولونکی رگون نے بھی دیا خون چمن مین
نشتر جو پڑا موج نسیم سحری کا

کشتی کی طرح ڈوب گئے چرخ پہ تارے
دریا یہ چڑھا صبح کو شبنم کی تری کا

پھولونکی ہی سر شاخ کی زانو پہ جھکی ہین
کچھ غل جو سنا ہے مری بے بال و پری کا

اے وحشت دل کے مرے کیونکر ہون ہوا پر
ہون خاک پہ عالم ہی وہی جامہ دری کا

اولٹین ہین صفین ہوش نہین ایک مین باقی
کی کا تھا یہ جلوہ کہ جھمکڑا تھا پری کا

پھولونکا یہی رنگ کہ خود منھ کو دیتی ہین
پیارا یہ طمانچہ ہے نسیم سحری کا

کیون خون دل اب ہو نہ مے ناب نظر مین
ہر آبلہ انگور ہے زخم جگری کا

لائی وہی آخر کو ہوی حسن رخ گل
کیا قہر طمانچہ تھا نسیم سحری کا

کچھ یہ نہ کھلا میکدۂ دہر مین ہمکو
تھا قلب کہ شیشہ مئی خون جگری کا

صحرائی قیامت جسی کہتا ہی زمانہ
اک وہ بھی ہی دامن مرے زخم جگری کا

جانیسی شب وصل کے کیا دل ہی بجھا ہی
تارونپہ بھی عالم ہی چراغ سحری کا

گر آبلہ کوئی بھی کبھی پھوٹ بہا ہے
دل بیٹھ گیا ہے مری پیرانہ سری کا

ہر چیز نکیون حشر مین ہو آگ کے مول اب
بازار ہے وہ بھی مری سوز جگری کا

نقل سیر کا ہے گھر سے نکل آئی ہین معشوق
جاتا ہے جنازہ مرا یا تخت پری کا

یون لخت جگر روئین کا ہمکو ہو ضایع
دل کوئی جو رکھ لے مری پیرانہ سری کا

پھرتے ہو تو پتلی پہ قدم مثل ثرہ ہون
ارمان ہے آنکھونکو بھی دردِ جگری کا

ہلتا ہے نہ سر ہنس پڑتی ہی جاتی ہیں آنکھیں
ڈہلتا ہے یہ رنگ مری پیرانہ سری کا

سبزہ کو جگہ سینہ پہ کیونکر نہ زمین دے
اوترا ہوا پہاہا ہے یہ زخم جگری کا

پتی کوئی ہلتی ہی جنبان ہے کوئی شاخ
کچھ طرفہ اثر ہے مری بے بال و پری کا

آ بیٹھتے ہیں دل میں مرے ناز سے جب وہ
آنکھوں میں مزا آتا ہی درد جگری کا

ساقی ہی کہو شیشوں سے ہشیار ہوا پنی
انگور پھٹے گا مرے زخم جگری کا

کیون سر کی سفیدی کی گھڑی ہوتے تڑپا ہے
دن ڈہل نہیں چکتا مری پیرانہ سری کا

سنتا ہوں کہتی ہیں شب ہجر کے عاشق
جاتا ہی ہوا اونہیں کہیں تخت پری کا

سر کی ہی ردا جنگلی کوئی اونسی یہ کہدے
سونا ہی جوانی کا اور اس بیخبری کا

برگ گل تر ٹوٹ کے گرتے ہیں زمین پر
اللہ اثر یہ مرے بے بال و پری کا

دل گل کی طرح چاک ہو سبزہ کا چڑے ہر
کانٹا نہ چبھے موج نسیم سحری کا

ملجائیگی یہ صبح بھی محشر کی سحر سے
دن طول کریگا مری پیرانہ سری کا

کیون سینک ندین آبلی ہر بار تپک کے
کافور کی بُو کو تو ہوا آ کے سنبھالی

ضرہ نہ کوئی تہا مری درد جگری کا
ہات ایک نے پکڑے مری پیرانہ سری کا

غزل ۳۰

یہ رنگ شکستہ سی صدا آتی ہی ماہر
ٹوٹا ہوا دل ہی مری پیرانہ سری کا

شعر ۸۱

ردیف با

بی یکرن کیا میرکجان حسن چراغِ آفتاب
کو بلین چھوٹین تو دیکھو سیر باغِ آفتاب

ای فلک مستو نسے کر حفظ چراغِ آفتاب
بال ہی انکی نظر بھرا ایاغِ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ رنگِ حسن باغِ آفتاب
ہین شعاعین موجِ صہبا سی ایاغِ آفتاب

ای ہی صانع رہی صنعِ چراغِ آفتاب
دست کاری ہی کرن کی گل ہین باغِ آفتاب

اسکی نظرین ہین خطِ نورِ چراغِ آفتاب
بال پڑ گیسی رسا آخر ایاغِ آفتاب

صبح مہلت ہی تھمو دیکھو ایاغِ آفتاب
پھول کو پھوٹی کرن کی ہی باغِ آفتاب

یہ سمجھ ٹکری کرن سے جیب میں داغِ آفتاب | خانہ زادون ہی نے لوٹا خانہ باغِ آفتاب

مست کیون ہون اب نہ جو پائی سُراغِ آفتاب | دہوپ پہیلی ہے کہ چھلکا ہے ایاغِ آفتاب

اب کسی سے کیا لئے گردون فراغِ آفتاب | ہین شعاعین اونکی مژگان چشم ایاغِ آفتاب

میکشو بیغل ہو کیا شکل ایاغِ آفتاب | جام جب ہیگا کہ خالی ہو دماغِ آفتاب

کیون نہ شب جاکر ہو ہنگام چراغِ آفتاب | دورِ چشم مست ہے دورِ ایاغِ آفتاب

چشمِ میگون میں ہے وہان عکسِ چراغِ آفتاب | اب کسی سے کیا ملائے آنکھہ ایاغِ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ دریا صبحدم لے آسمان | نیچی نظرین ہی تو دیکھین سیر باغِ آفتاب

یہ سمجھکر ہو شعلِ صبح پر نازان فلک | ہین فتیلے لاکھہ اور اک ہے چراغِ آفتاب

دل ہے آئینہ تو ہو لو ہین شریکِ حالِ غیر | جسطرح ہے سینۂ دریا مین داغِ آفتاب

شوق کی نظرون نے مستونکی بچا اسکو فلک | آنکھون آنکھون مین نہ بیچا مین ایاغِ آفتاب

یاد آیا جب شفق کی سیر مین دریاد نہین | بنگئے خطِ شعاعی نہر باغِ آفتاب

خسرو اقلیم معنی ہوں کہ یہ ادنی سا وقار
سر پہ رہتا ہے مرے تاج ایاغ آفتاب

ساقیا بے نشہ ہے تاریک نظر میں جہاں
کاسۂ سر میں جلا دے اب چراغ آفتاب

میکشوں تک صبح سے آئے تو ہیں تا شعاع
سلسلہ پاکر نہ پہنچا ہیں ایاغ آفتاب

کیوں نہ چھپ جائے نگاہ خلق سے اے میکشو
شیشۂ میخانہ میں جلتا ہے چراغ آفتاب

تیرہ شب ہی تھی حقیقت میں یہ گر ایام دہر
آسمان پر دن کو جلتا کیوں چراغ آفتاب

منہ اونکی نگہ پر کیوں نہو سیر شفق
کچھہ کرن ہی لوٹتی ہے حسن باغ آفتاب

گو دکھے پاؤں کہ رکھہ دیتا ہیں امید شکست
ہی خطوط نور سے پر مو ایاغ آفتاب

کیوں فلک سے بھی اب نہیر عالم میں نہیں
شب کو چھپ جائے جلے دن کو چراغ آفتاب

کس نگہ سے شرم وہ صبح شفق گوں تک گئی
بن گیا اک گل سمٹکر حسن باغ آفتاب

اک تھیں پایا جہاں بھر میں حسین اس عہد میں
جب ہوا جو یا فلک لیکر چراغ آفتاب

کیوں نجابر دل نکالی آتش فرقت نہ چرخ
کھو گیا ہم صورت دینار داغ آفتاب

صبا جہان غم یوں ہیں دیتی ہیں غیر کو بھی غم
جس طرح آئینہ میں ہو عکس داغ آفتاب

انجمن خیل چرخ لینی آئی ہی فرقت کی شام
دفن کر دی صورت دینار داغ آفتاب

ہی غرض اتنی شراب آتشین سی ساقیا
وہ چڑھی نشہ کہ جو سینکے دماغ آفتاب

فیض پاکر سرکشی استاد سے اپنی نہ کر
نور بخش مہ ہی گل ہو کر چراغ آفتاب

میری داغ آتشین سی گر نہ ہوتا خوفناک
تھرتھراتا اسقدر پھر کیوں چراغ آفتاب

غیرت رسوائی سی میری آسمان رسوا ہوا
اک لگا دھبا شفق کا ایک داغ آفتاب

ہو صفائی دل تو غیر ان سے بھی حاصل ہو فروغ
ہی چراغ مسکن دریا چراغ آفتاب

آجتک سرعت چلی آتی ہی نبض برق مین
ابر نے اکدن چھپایا تھا جو داغ آفتاب

مخکدہ ہوتا نہ گر عالم تو ای گردون دون
کوئی تو کہتا کہ ہنستا ہی چراغ آفتاب

طبع نورانی ہین جو یا غیبت ظلمت کا نہو
تیرگی کیسی تہہ پائی چراغ آفتاب

اتنی جلدی مست آئے میکدہ مین صبحدم
تھا ابھی ستہ ہی مین عکس ایاغ آفتاب

نازکی اونکی جو ہوتی تجھمین اے تارِ شعاع
چھوٹ پڑتا ہاتھ سی سو بار ایاغِ آفتاب

حسن اونکا گر لگا دیتا نہ دہبا اے فلک
جا کے شبنم باغ سی ہوتی نہ داغِ آفتاب

گر بہارِ دہر کی کچھہ اصل ہوتی اے فلک
گلفشاں ہوتا کسی دن تو چراغِ آفتاب

جب زرِ انجم بخیلِ چرخ کو اتنے ملین
شبکو خور زدہ کیون ہو دنیا داغِ آفتاب

شامِ فرقت کا اثر ہی یہ فلک کیسا غروب
تیرگی ملتی نہین دیتی سراغِ آفتاب

ہو گئین رندِ آسمان پوچھو نہ گرمی مزاج
میری ہونٹو نکا ہی تنجالہ ایاغِ آفتاب

نام جسکا وہ کرے روشن بجہا ہی اسکو کون
روز دریا مین بھی جلتا ہی چراغِ آفتاب

میری عالی ہمتی سی اے فلک کیا ہے بعید
نشہ گر چڑھکر کری سیرِ دماغِ آفتاب

کی نہ شرکت سوزِ دل مین ایک نی غیر از شعاع
رشتہ دارون ہی کو تھا کچھہ سوزِ داغِ آفتاب

دل جلونکی کب نظر پڑتی ہی حسنِ باغ پر
دل مین لالہ کی چھپا ہی رنگِ داغِ آفتاب

جسمین جو دہبا لگا دیکھا نہ پھر چھٹتی ہوئی
آسمان دہو یا کری دریا مین داغِ آفتاب

ساقیون کا اب گلہ کس سی کرین اے شام ہجر / گر گیا جب چشم پوشی سی خود ایاغ آفتاب

سو رہے دل مین کیون نہ گذرین زندگی کی دن مری / کھولکر آنکھین جو دیکھا تہا تو داغِ آفتاب

مست کیون جامہ سی باہر ہون نہ اپنی تار شعاع / موجِ مے غم دبی ہی بیرون ایاغِ آفتاب

شکوہ زیرِ خاک جانا تہا تو یہ ہوتا فلک / اک اندہیری قبر مین جلتا یہ ایاغ آفتاب

آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا اک حسین نے اے فلک / کیا بنا تھا خاک سی میری ایاغ آفتاب

حیف ہے انسان ہو کر عیب تو لوگے کو نکی کھول / اوڑ کے دامن مین چھپایا ہے خاک داغ آفتاب

ہو زمین سا بہی تہی قسمت سی اے بادہ کشو / گر ملا بہی ہے تو خالی ایاغ آفتاب

کیون جلون گرمی سی مے کی مین مثلِ ذرہ جشر / مین نہون ہو لیجے لب افسی ایاغ آفتاب

ہین شعاعین یا لگا ہو تین پہ چاتی ہی صبح / دستِ نازک پر یہ یکی ہی ایاغِ آفتاب

یہ سمجھکر بزم مین ساغر کو آنے دیجیے / بوسہ لینے لب کا آیا ہی ایاغ آفتاب

گو ضعیفی سی بہی بن اٹھا دن گرا ہی آسمان / دل کا ہی میرا تو بجھ جاتی چراغ آفتاب

دفن زیرِ خاک ہوتی ہی کہلی گیسوی شب
لے کے ہاتھونکا یہ کشتہ تہا چراغِ آفتاب

بیٹھی ہین زیرِ فلک پہیلی سیتی اس شوق مین
صبح ہو بیٹھو لیے شفق چہلکی ایاغ آفتاب

آفرین مستونکی دم بھر نیکو ای تار شعاع
کچھہ تو کھینچ آئی ہی صہبا ای ایاغِ آفتاب

کیا کہون اوجِ کدورت کو مین ای بادہ کشو
گرد خم بیٹھی تو ہو دُردِ ایاغِ آفتاب

روز روشنی کی گردشونکو کیون نہ دو آنکھون جا
دور چشمِ مست سے دورِ ایاغِ آفتاب

دیدی اپنی دستِ نازک سی مجھی ای شعاع
گر نہین ہاتھون سے تھم سکتا ایاغِ آفتاب

ای فلک فی شبِ فرقت کا دیکھا کچھہ اثر
زنگ آلودہ ہوا دینار دُر ایاغِ آفتاب

دیدنی پھر روز و شب ہوتی مزا دیتی شراب
ساتہہ آنکھونکی اگر پھرتا ایاغِ آفتاب

میکشی کیسی فلک وسن چشمِ میگونکی قسم
آنکھہ بھر کر بھی جو دیکھا ہو ایاغِ آفتاب

دردِ انجم تک نچھوڑا جذب سی ہنگامِ صبح
خاک میکش سی نہا تہا کیا ایاغِ آفتاب

چار آنکھین کیجئی ہین میکش تو ہی لطفِ سحر
چار گوشہ مین جہان کی چار یاغِ آفتاب

کچھ صدائی رعد کا مطلب ہی سمجھو میکشو
کان بھرتا ہی فلک وقت ایاغ آفتاب

کیون صدای رعد سی دل پر پڑی مستون کی چوٹ
کیا بجا کر برق نی دیکھا ایاغ آفتاب

کیون شعاعونکو نہ راہِ دل کہون اے میکشو
یہان پلین پلکین وہان چھلکا ایاغ آفتاب

دیکھہ انگشتِ شعاعی چرخ اشارے کو سمجھہ
ہون مین ہی مستون مین فدئ حقِ ایاغ آفتاب

ای شفق مجکو تری ہی خونِ ناحق کی قسم
دل بجھا ہون مین پھونکونگا چراغ آفتاب

دیدۂ ساغر کان اس سُنّی کی بھی مشتاق ہین
آنکھین ہی پھوٹین اگر دیکھی ایاغ آفتاب

کہدی دم توڑتی مستون سے ای تارِ شعاع
بال کی بھر فرق پر اب ہی ایاغ آفتاب

دھوپ مستونکی طرح گھٹ بڑہ رہی ہی کیون ساقیو
آسمان پر کیا چھلکتا ہی ایاغ آفتاب

غزل ۴۴

جا پڑین یا ہر عجب کیا مست بھی مثلِ شعاع
ہاتھ بھر کی فاصلہ پر ہی ایاغ آفتاب

شعر ۹

ردیف بائی فارسی

جب بلند اپنا ہوا نام و نشان آپسے آپ
بنگیا مثل حبابون کے مکان آپسے آپ

کیون نہو سکو تڑپنے کا گمان آپسے آپ
مٹ گیا ہے مری تربت کا نشان آپسے آپ

برہمی کی نہ کوئی بات نہ باعث نہ سبب
بگڑی جاتی ہو کچھ ای جان جہان آپسے آپ

غزل ۳۳ — شعر ۱۵

نام لین پیاس کا کیا زخمی تیغ الفت
منھ سے فوارونکی نکلی ہے زبان آپسے آپ

ردیف تای فوقانی

کون بڑھ سکتا قیامت تھا قد دلجوی دوست
ایڑیون تک آکے آخر رہگئے گیسوی دوست

اس ادا سے قتل ہوتا ہون تہ زانوی دوست
لیتے جاتے ہین بلائین منھکی خود گیسوی دوست

ہی یہ حسرت قتل ہون تو یون تہ زانوی دوست
لوٹتی جاتی ہون منھ پر پیچ ہین گیسوی دوست

یون جھکا و ذبح مین ای سخت جانی روی دوست
حلق پر خنجر ہو اور خنجر پہ ہون ابروی دوست

اف رے جذب دل اوتر آئی شیشہ روی دوست
پھیری نظر دل نے جو آئینہ دیکھا سوی دوست

اُف رے جذبِ دل مری خو بنگئی ہے خوی دو دست
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں اوسکو ہیں مجکو بوی دو دست

کیا خبر کل کی کہ ہوا انجام سر چڑھنی کا کیا
آگئے ہیں ایڑیوں تک آج ہی گیسوی دو دست

مردم آبی پھنسے خود گردشِ گرداب میں
بازوؤں کی مچھلیاں پھر کے آئیں سوی دو دست

انتہا ہے ہوگئی ای سخت جانی رحم کر
پڑگئی خنجر میں بھی بل صورتِ ابروی دو دست

سختِ جانی بھی مزا دیگی ہماری قتل میں
حسن بڑھ جائیگا جب بھر جائینگے بازوی دو دست

دستِ قاتل کو تکان دیدیگی کہتا ہوں یہ خود
ایک رگ ابر وہ ہے اے قوتِ بازوی دو دست

ایک ہی گردش میں گذری حلق سے خنجر کی دہار
چوم لیتا میں بجا ہے کوئی بازوی دو دست

نام سے خط کی نظر آنیلگی رخ پر نگاہ
اسقدر آنکھیں جما کر میں نے دیکھا سوی دو دست

مجھپہ تیغ تیار ہی تھی قتل کرنیکے لیے
حسن یہ ہی پھر گئے خود دست سے بازوی دو دست

شعر ۲۵	حسن اور تابِ کششِ ماہم خلاف عقل ہے شانہ کے کھچنے سے کتنا چڑھ گئے بازوی دو دست	غزل ۳۳

ردیف حاء

تن کو ضرر نہ اشکو نسی پہونچا کسی طرح
گھر سیل سی گرا نہ ہمارا کسی طرح

حل روح کا ہوا نہ معما کسی طرح
آفت کا تہا طلسم نہ ٹوٹا کسی طرح

دل حلم سی بھرا نہ ہمارا کسی طرح
دریا سی بہی یہ جام نہ چھلکا کسی طرح

پہونچا پتون سی دل کو نہ صدمہ کسی طرح
شیشہ یہ سنگ سے بھی نہ ٹوٹا کسی طرح

گر دل گرفتگی مری پاتا کسی طرح
کھلتا بہار مین بھی نہ غنچہ کسی طرح

سن بارِ معصیت پہ نہ ٹھہرا کسی طرح
لنگر سی بہی رکا نہ سفینا کسی طرح

پیجاؤن آنسوؤنکو یہ امرِ محال ہی
اولٹا کبھی بہیگا نہ دریا کسی طرح

ظاہر ہوا نہ داغِ نہان وقت شیب بھی
دن کو بہی آفتاب نہ نکلا کسی طرح

مثل عصا تہا کیا مین گذرگاہ دہر مین
بی دستگیر پاؤن نہ اوٹھا کسی طرح

تا چشم لیکی دل سی ہا آبِ اشکِ غم
اوترا کبھی نہ چڑھکے دریا کسی طرح

چاک اسطرح کرین کہ پھٹی جسطرح غبار
وحشی جو پائین دامنِ صحرا کسی طرح

مجھ سخت جان کو غم نے نچھوڑا تمام عمر
پتھر کا تھا جو نقش نہ بگڑا کسی طرح

کیون فرطِ ضعف سے نہ زمین گیر رہین ہم
اوٹھتا نہین ہی نقشِ کفِ پا کسی طرح

دلمین نہ رہ سکیگا کبھی آبِ اشکِ غم
کوزے مین بند ہو نہ دریا کسی طرح

کم اشک ریزیون سے نہوگی تری چشم
صرفِ حباب ہوگا نہ دریا کسی طرح

حیرت ہی آنسوؤن سی ہوا سوزِ غم نہ کم
آتش کو آب نے نہ بجھایا کسی طرح

مہندی ہین آشنا کے نگیون مین چھپا رہون
دریا نہ دامِ موج سی نکلا کسی طرح

اے بیخودی مژہ کی نہوتی جو مجکو یاد
کانٹا سا دلمین پھر نہ کھٹکتا کسی طرح

چنبر کیطرح سوزِ درون نی کیا جو غم
چہرے پہ کوئی رنگ نہ ٹھہرا کسی طرح

بعدِ فنا بھی نظرونمین صورت رہی مری
وہ نقش ہون جو بنکی نہ بگڑا کسی طرح

گرمِ سخن رقیب سے ہوتی وہ گر نہ وہان
یہان دل کا آبلہ نہ ٹپکتا کسی طرح

ای ضعفِ دردِ دل سے مین کیا نبگیا ہون اب
منہہ برسا آنسوؤنکا جو اوٹھا کسی طرح

چین جبین کو محو کرون کسطرح سی مین
مٹتا بھی ہی نصیب کا لکھا کسی طرح

اچھا ہوا کسیکی جو دل سی ملا نہ دل
بچتا نہ لڑکے شیشہ سے شیشہ کسی طرح

غزل ۳ھ

روتی مین گردِ غم کو تو ماہر اعروج
ورنہ غبار منہہ مین نہ اوٹھا کسی طرح

شعر ۴۲

ہی تکدر کسکی دل مین مجھہ مکدر کیطرح
ہر نفس سی ہی یہان غبار آلودہ صرصر کیطرح

تیز دم کیونکر رہی ہمیر نہ خنجر کیطرح
جان سخت اپنی ہی تیغِ غم کو پتھر کیطرح

سوزِ غم سی ہی جگر بھی دل بھی اخگر کیطرح
سینہ بھی مجمر تو آہین دودِ مجمر کیطرح

ضعف سے کسکو جہان مین مجھسے لاغر کیطرح
چوٹ مجکو پھول سی لگتی ہی پتھر کیطرح

فرشِ خاکی پر ہی تکیہ مسند زر کیطرح
فقر مین اپنی گذرتی ہی تونگر کیطرح

تیز ہی تحریر سی اونکی مین لاغر کٹ گیا
زیرِ تیغِ خامہ تھا کیا خط مسطر کیطرح

سوزشِ غم سی سراپا ہون پھوڑا ہجر مین
ہی ہر اک موئی بدن ہی جسکو نشتر کیطرح

سبزۂ عارض ہی وہ دلچسپ گر دیکھین حضور
آئینہ مین عکسِ خط رہجائی جوہر کیطرح

ہی چمن مین فصلِ گُل اُسکی ہر محفل ہی باغ
شمع کا شعلہ شگفتہ ہی گُلِ تر کیطرح

ابرِ نیسان طبع دریا نظم مین غواص ہون
ذہن ہی مثلِ صدف مضمون ہین گوہر کیطرح

صاف مین ہوگیا قلبِ صفا کو دیکھکر
آئنہ گر ہی یہ آئینہ سکندر کیطرح

فرقتِ جانان مین آئے مجھکو کیونکر دل مرا
پا بگل گردِ الم مین ہے صنوبر کیطرح

موجِ اشکِ غم مین نالی طبل آہن مین عَلم
ہی غبارِ دل ہمارا گردِ لشکر کیطرح

ضبطِ گریہ مین ہی مجکو ضبط جو مدِ نظر
موجزن ہین اشک آنکھون مین سمندر کیطرح

شمعِ داغِ ہجر کی سوزش سی آتش مین اگر
پر سمندر کی جلین پروانے کے پر کیطرح

ناتوانی مین ستم ڈہاتی ہی آہِ سرد اور
گرتی ہین آنکھون سی آنسو جسم کے پتھر کیطرح

تہا وہ لاغر دیر سی رونکی جو کچھ پانی پھرا
تب ہوا مین تارِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

فکر مین باریکیِ مضمون کی ٹپکا ہے یہ سر
کاسہ زانو ہی پر مُو کا سہ سر کیطرح

دل گرفتہ کب ہا افتاد او ٹھا کر مین جز ین
کھل گیا دل بیدِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

رہنما مجھین نہیں مجھ بلاغر کو کیون اہلِ سواد
صفحۂ عالم مین ہون مین خطِ مسطر کیطرح

مین وہ سالک ہون جو چلا ایسی رہِ حسنِ سلوک
لیگئے رہزن مجھی منزل پہ رہبر کیطرح

سختیون کی کوفت نے مشکل سے توڑا دل مرا
یہ وہ شیشہ تھا جو ٹوٹا بھی تو پتھر کیطرح

کون ہی بحرِ جہان مین جو مرا دشمن نہین
تشنۂ خون موجِ دریا ہے مجھی خنجر کیطرح

صاحبِ عزت سمجھکر دیگا گردش آسمان
آبرو غلطان کریگی مجھکو گوہر کیطرح

زندگی سے ہی زغم مین کیون نہ رکھون مین خلش
دلکی پھوڑیکو رگِ جان ہی ہی نشتر کیطرح

ہون وہ بلبل گرفتہ مین عشقِ گل کا دم بھرون
خود کھنچ آئی بوستان سے بوئے گل تر کیطرح

سامنا برباد ہونیکا ہی تھون کیونکر مین نزار
جب خسِ تن کو اوڑائی آہ صرصر کیطرح

ناتوانی نی سکت تابوت یہ میرا کیا
لیچلی بادِ صبا بوئے گلِ تر کیطرح

دلکو اپنی صاف کر تو گر تجھے شکل آئنہ
خلق مین شہرت ہو تیری ہی سکندر کیطرح

خسرو ملکِ جنون ہون تاجِ زر سے کیا غرض
داغِ سودا ہے مری زیبِ سر ہی افسر کیطرح

اضطرابِ دل گیا جب قتل قاتل نے کیا
رہ گئین خنجر نے دین آغوشِ مادر کیطرح

یادِ بحرِ حسن مین رویا جو فرشِ خواب پر
تر ہوا بستر مرا پانی کی چادر کیطرح

خود بخود پہونچیگا اوس تک میری بیتابی کا حال
خطِ شوق اوڑ جائیگا میرا کبوتر کیطرح

دوستون نے بہر کے آہ سر سے میری جان لی
شمع کی پروانے بہی دشمن تہی صرصر کیطرح

خانۂ آباد ہے کیسی نظم کہلا ہی دلا
ہین مکین گویا معانی بیت کے گہر کیطرح

کیون نہ اونکو بزم مین سب اک زبان کشتہ کہین
ہین بغیرِ شعلہ شمعین جسمِ بیسر کیطرح

شور انگیزِ دو عالم کیون نہو میرا کلام
تر زبان ہو نہ کین زبانِ موجِ کوثر کیطرح

ق
کونسی بیکس کا ہی بیڑا یہ خشکی مین تباہ
جسکی غم سے ہی تلاطم بحر مین بر کیطرح

موجین شکلِ ماہیِ بی آب ہین سارے طپان
ہر حبابِ بحر سے ہی دیدۂ تر کیطرح

کشتیِ طوفان رسیدہ فرطِ غم سی ہین شہپر | جوش زن ہو رہ کے دریا ہین سمندر کیطرح

گر دکھاتا باغ بلبل کو کبھی جوشِ بہار | غنچۂ منقار بھی کھِلتا گل تر کیطرح

غزل ۳۵ | پیچھے پیچھے اشک ہین ہمراہ جوشِ کاروان
آگے آگے نالۂ دل بھی ہین رہبر کی طرح | شعر ۳

آئے جائے دم تو اوس لیلی شمایل کیطرح | دل وہ دل ہی جو تہ و بالا ہو محمل کیطرح

خارہای دشت سے کھُد کر لینگی کب خبر | آبلے بھی بیٹھ جاتی ہین مری دل کیطرح

غزل ۳۶ | ردیف الرا | شعر ۴۲

نشان اونمین کے نظر آرہی ہین جو ہر پر | تڑپ کے جان گوان نے جو دی تھی خنجر پر

یہ اونسی آئنہ کہتا ہی جوشِ جوہر پر | نگہ وہی ہی کہ جس سی نشان ہون پتھر پر

ہوئی تھی اور ہی ہو حسن قدِ دلبر پر | کہ فاختہ بھی ہی طرہ سرِ صنوبر پر

عوض کا خوف ہی طاری ہی دستگر پر | ہوئی ہین قطرۂ خون ایکدل عوضِ خنجر پر

مین خوگر عشق سہی مائل ہون قد دلبر پر
نہ دلکو مکوئی نہ قمری کرے صنوبر پر

ہنسی کا نام نہین پر بھی ہے تیور پر
ہم جو لپٹی ہوئی گل پڑی ہین بستر پر

گراسکا بوجھ ہو کچھ گردن ستمگر پر
سمٹ کے خون مرا قطرہ بنی نہ خنجر پر

وہان ہی سینہ مین نظر آب پر نہ جوہر پر
مین ہنس رہا ہون کہ خنجر کھنچی ہین خنجر پر

سزا تو چاہیے تھی مجکو خط کے لکھنے کی
اونھون نے پھیری دی الٹی چھری کبوتر پر

مین اونکی بات کا وصلت مین کہا برا مانون
جو لوٹ لوٹ گئے اب تک بھی ہین بستر پر

مین حدیث کہون کیون نہ نشہ مے کو
گرا بھی اوٹھ کے کوئی مست گر تو ساغر پر

شب فراق ہی گھر سائین سائین کرتا ہے
بغل مین منہ کو مین ڈالی پڑا ہون بستر پر

مضائقہ نہین جھولی صبا کی بھی بھر دو
بلی دلی ہو کچھ گل پڑے ہین بستر پر

گواہ اسپہ بلندی نالہ ہے شاہد
اوٹھا لیا تھا کبھی مین نے آسمان سر پر

کچھ آج اور ہی آرام خاص کی ہے ادا
گلو نمین دل بھی ہی مرا ہو بستر پر

مین ہی نہین شب فرقت اک فقط بیدم — شکن بھی صورت میت پڑی ہی بستر پر

غش آئے کیون نہ اونہین کم سنی مین ذبح کے بعد — مرے ہوؤنکا لہو دوڑتا ہی خنجر پر

ہوا یہ رنگ وہ ساقی بنے جو محفل مین — ہزار ہاتھ پڑے بڑہ کے ایک ساغر پر

اخیر شب کو تو بالکل نہ تاب جسم مین ہی — سنبھل سنبھل کے گری اوس اونکے بستر پر

جو باہین ڈالے اتنا گردن مین اونسے سیکھے تھی — وہ پھول پھول سی لپٹی پڑی ہین بستر پر

شراب چلتی ہی یہ میکدہ مین رنگ ہوا — وہ لڑکھڑا کے سبو پر گرا یہ ساغر پر

ذرا سے سن مین وہ پیچ کسکے گیسو مین — فلک پہ نجم ہین جگنو ہین اونکی بستر پر

سلامتی سے لڑین بہادر سپہ یون سوئین — کہ اپنے فرق ہی مین گر پڑے آ کے بستر پر

لبون سے اونکے جو ملکر پھرا ہی محفل مین — وہ سر سے پاے شیشہ بھی منہ کو ساغر پر

یہ جنکا سن ہی ابھی خط کی ہی طلب اونسے — جو پر ہی پھیرا ہین جیسے کبوتر پر

ہوا ہی سردی مین وہ بام پر جو آ کے لیٹے — بلائین لین مرے بدلے گاؤن نے بستر پر

سلامتی کی طلب ہے تو گھر بنا کے رکھ
فلک گرا ہی شکست صدف سے گوہر پر

کو نسیم سے چھپوا دو انکو اکطرف کر دی
ستارے ہی ٹوٹکے لوٹینگے انکے بستر پر

ستارے ہی سمٹ آتے ہین اوتنی ہی حد مین
بچھائے جاتے ہین جب پھول اونکی بستر پر

نسیم چل رہی ہی بھر رہی ہین ناز دہ سے
بلا رہے ہین اشارے سے پھول بستر پر

غزل ۳

منود دیکی مٹاتی ہین سخت دل ماہر
شہر رگ سا ہوتی ہی اوڑتی ہی خاک تھہ پر

شعر ۴

ردیف اللام

دشمن کا دل جلاکے بڑھا اعتبار دل
جوہر بنا جو تیغ کا نکلا بخار دل

کب قید بند دل مین ہی میر ابخار دل
بگڑی ہی آسمان نے زمین دیار دل

دشمن سمجھکی آئین پے کارزار دل
ہی ہردم دو نیم مراد و الفقار دل

کیون سوز غم مین ہو نہ برا حال زار دل
سر تیج شعلہ ہی نفس تابدار دل

تصویر رنگ دادہ ہون دیکھو قرار دل
رکی ہی دوڑتی ہوی خونکو وقار دل

سمجھو سبک نہ کچھ نکرو اعتبار دل
تم دلمین ہو یہی ہی ذراسا وقار دل

نکلے دھوئین کچھ لیکی ہماری شرار دل
یونہین سہی نکل تو گیا کچھ بخار دل

ہر گام پہ یہی چال سی اونکی فشار دل
ہین نقش پای راہ کہ میری مزار دل

ہین حباب حباب بھری زیب کنار دل
پردہ نہ اوٹھکی چھوڑدے کیونکر غبار دل

کہتا ہون نذر دیکی دم احتضار دل
لے اپنا دل دیا ہوا پروردگار دل

کیون دل کی چال سے نہ سمجھلو نہین اپنا وقت
ہر آبلہ ہی ساعت یک غبار دل

یہ کہکے ہین پھینکدیا اونکی گود مین
دل ہی وہی لی جسکو ہین سب اختیار دل

دل مرگیا ہی جو سینہ مین اکطرف
خون دوڑدہے ہین ہی کا ہار لیے دل

ای زخم قلب اتنی امید ونکو کیا کرون
سوتین ہین ایک ہی مرا مزار دل

مفلوک آبلونکو جگہ دلمین کیون نہین
سمجھے ہین جام نقرۂ کامل عیار دل

منہ کھل گیا رگونکا بھی فریاد کے لیے
تربت مین میرے ساتھ ہوا یون فشار دل

اونکا تو ذکر کیا کہ مجھے بھی خبر نہین
کچھ یون نکل ہی ہی مری جان زار دل

دنیا کی حد کو چھوڑ دین جتنی ہین اہل دل
تڑپونگا مین بھی ساتھ کہ ہی احتضار دل

پیدا ہوا وسی زمین کے بطن تمام
بیٹھا اٹھ ٹھہر کے جو میرا غبار دل

کہتا ہون تارے دیکھ کے فرقت کی شبکو مین
اللہ تا فلک گئی میری شرار دل

مثل نسیم آئے جو وہ وقت سوز جان
تارون کی چھاؤن بنگئی میری شرار دل

ہات اونکی آگیا ہی جگہ مین درد کچھ نہین
دل کی خبر لے لے مری پروردگار دل

ست شبنم لحد تک آکے فلک کو پلٹ گئی
یہ اضطراب خاص ہی کیا قرار دل

دیکھو مژہ پہ آنکیا ہو شکستہ بال
کانٹے کی ہی کھٹک ہی دم احتضار دل

کیونکر نگاہ ناز نہ اب بیچ مین پڑے
افشان ہی لڑ رہی ہین ہماری شرار دل

اے بیخودی نبی ہی مری جان پہ یہ کیون
ہی گئے تو نزع روح ہی اور احتضار دل

مٹی عجب نہین دلِ مردہ کو اب ملے — ایسا ہی کام ہی جو اوٹھا ہی غبارِ دل

نکلی جو مثل شیشۂ ساعت تو خوش ہوون کیا — دل ہی نکل کی آئیگا دل مین غبارِ دل

ناقدریون سی پہیر دی تی تو خوب تہا — کہدی کوئی کہ آیا ہی امیدوارِ دل

یہ بہی خدا کی شان کہ جو چاہو تم کرو — مختار جو ہوا وسکو نہون اختیارِ دل

لے لے کے کروٹین بہی کہتا ہون تجہ بغیر — دلکو ہوا ہی کیا مری پروردگارِ دل

جس رگ کو جانتی تہی رگِ گل سی نرم ہم — کانٹا ہوئی ہی وہ دمِ احتضارِ دل

مالک نکل کہڑا ہوا بگڑی سب انتظام — پہونچی سقر مین کچہہ جو ہماری شرارِ دل

اوس دل کے آبلے درِ غلطان تہی تمام — جس دلکو تہی مری خبرِ انتشارِ دل

جس دل مین غنچہ ہو کہ نزاکت سی پہیر دی — تمپر تمہارا بوجہ بہی ہی ناگوارِ دل

رگ رگ کی اشک بہتی ہین لی بیخودی مری — کیا جانین اضطراب سی یہ یا قرارِ دل

اشکون مین ملکی آنکہون سی آخر نکل گیا — یون دوڑتا تہا خون نہ تہا جب قرارِ دل

دشمن تھی جنکی تم نہ رہیں جسم میں وہ اب
دیکھو لٹا ہوا ابھی کبھی تو دیار دل

فرہاد و قیس ہٹ گئی پیچھی بچا کے جان
کھینچا جو میں نے دائرہ حال زار دل

نکلی دھواں نہ دل سے شب ہجر کسطرح
شیشہ کو توڑتا ہی ہمارا بخار دل

احسنت آفریں دل پر آبلہ تجھے
اتنی دلوں میں اک کو نہیں انتشار دل

باقی رہی نہ فصل زمیں آسمان کا
بیٹھی گئی اتفاق سے میرا غبار دل

جنکا اوتارنے کو جہان سے دبے
وہ دل ہو کسطرح سے کسی دل کا بار دل

خاک اوڑ رہی ہی ہر میں وہ پوش ہیں فلک
کیسا بقدر شیشہ دل تھا غبار دل

پتلی میں آخر آگئی اوسکی شبیہہ سے
اتنا تو تمکو دیکھے کیا انتظار دل

دشمن نے دکھ پہ دکھ جو دئیے خود ہوا ہلاک
دو زخم ملگئے تو ہوئی ذوالفقار دل

پھٹ جائیں دفعتہ تتق گرد کی طرح
شیشو میں بند ہو جو ہمارا بخار دل

لو خوش ہو غم کا سر میں یہی ہونے لگا گذر
جاتی ہی آسمان پہ زمیں غبار دل

مٹجاؤن اپنی جا پہ کیون مثل نقش پا
تابوت جب اوٹھی کہ کسیکا ہو بار دل

مانند نقش پا تو زمین گیر کر دیا
لاشہ بہی اوٹھنی دیگا ہمارا وقار دل

سالک فنا بہی چھوڑ دین اہل فنا تمام
جاہی عدم مین گر مرا خط غبار دل

ہوتی اگر زبان تو یہ کہتا دم ازل
دل تو نہ لونگا ای مری پروردگار دل

اب اور کیا دکھائیگی تیغ نفس برش
ذری ترشح تپش سے کہنچی ہین غبار دل

اس کہنی کو فقط گل بازی بنا وہان
یہان بہی نہین تو ہوگا کہان اب قرار دل

کہتا ہون موج بنکی خدا سی دم ازل
تڑپا لے دل ندی مری پروردگار دل

شعلے زبان بنگئے فریاد کیلیے
دوزخ مین جا گری جو ہمارے شرار دل

کس کس کو کس مین وہ سمجھائین کیا کرین
مجکو ادہر ہی نزع ادہر احتضار دل

سوفار تیر آتی ہین ہنستی ادہر سے پہر
منہ کو کبہی لگا تہا جو خون شکار دل

کس آتشین جمال نے دیکہا تہا حسن کو
جوہر بنی ہین آینہ کے خود شرار دل

مین تو بشر ہون چین مجہے کسطرح نہ آئے
شیشہ بہی سرد ہو جو نکالے بخار دل

مٹہی سے زر کو پہینک کے کہتی ہی ہر کلی
دل ہی نہ منتشر ہون تو کیا انتشار دل

ہوتا ہی عیب بہی کسی جامے مین جا کے حسن
جوہر ہے آئنہ کا یہی انتشار دل

مرتے کے ساتہہ کوئی بہی مرتا ہی دہر مین
مین کیون تڑپ رہا ہون دم احتضار دل

جوہر ہر آئنہ کی پہرین ہین رچونکی طرح
میری طرح اوسی بہی ہو گر انتشار دل

شبنم فلک سے حلق مین ٹپکا رہی ہی آب
اللہ ری تشنگی دم احتضار دل

غلطان گہر ہون کیون نہ کف دست پر مرے
جو دل لون ہاتھ مین وہی ہو انتشار دل

ای بیخودی خیال تو آتا ہی پاس مین
بستی تہی خوب نام تہا جسکا دیار دل

مین اسطرف تپان ہون عرق و جگر ادہر
کس کی جان لیگا مرا احتضار دل

کافی تمام حشر کے مجمع کو ہے وہی
خالی کرے جو گوشۂ دل انتشار دل

کہتا ہون یہ تپاک سے ہر اک آبلی کی مین
دل کتنی دیگا ای مرے پروردگار دل

جبتک ہی صبر و شکر جبھی تک ہے غم نہی شیر
منہ کھولدین ہر گین تو نہین ذو الفقار دل

مجروح دستِ دشمن جان ہی عشق تو سہی
شیشہ ہون میرا سہل نہین ہی فشار دل

کیا حسرتونکا دم تھا خدا مغفرت کرے
کیسی چہل پہل تھی میانِ دیار دل

نکلی برنگِ وحشی شعلہ قید سی
شیشہ مین گر بھرون کبھی رنگ بہار دل

بیدِ رد و ہر حرف ہی یاران کہین او سی
منہ نکلی آسمان سی جو چٹکی بخار دل

ہمت سی مین لہی عرشہ پہ دین ہون ای فلک
اک دل کے لاکھ ہون تو نہو انتشار دل

پہلی نشان داغ پہ تھے اور ہی گمان
اب رو رہا ہون یہ کہ یہین تھا قرار دل

پشونکی طرح اوڑنی لگین جو ہر مسام
فولاد کو ہو گر مرضِ انتشار دل

اب اسجگہ سی دوسرے عالم مین جا پڑو
سینہ سے ہاتھ اوٹھاؤ کہ جائے قرار دل

مینائی نیلگون فلک ہے اوسکا نام
شیشہ چہلے اوڑ اتا ہمارا بخار دل

آٹھون بہشت کی ہو فضا مجتمع وہین
جس جا جھٹکدون دامنِ رنگِ بہار دل

ناخن سی ابرو ونکو خدا ہی جدا کری | کھینچتے ہین پاؤن اور ہی دم اختصار دل
سیماب ہے ضرب غنچہ رفتہ ہو کیون عشق سی غم خوش نہون | اکدل کی لاکھ دل ہین غنچہ شاخ انتشار دل

غزل ۳۶	ماہی نفس کے ساتھ نکلیون ملی ہوا عمر جاتا ہی باگ وکھتا ہوی شہسوار دل	شعر ۱۸

ٹپکی عرق وہ خاک پہ آئے سے بوئے دل | کاش آبلو نمین ڈوب مرے آبروی دل
لی اجتو نام دوست کی ہو آبروی دل | جو آبلہ ہی حوض ہی بہر وضوی دل
آ بیٹھا ہے کوئی تو مری دل ہین ناز سی | خون آج دوڑ دوڑ کے آتا ہی سوی دل
پیچاؤن آنکھون آنکھو نمین کسطرح اونکو مین | حملہ ہی جسطرح مئی جان سی سبوی دل
ترشا ہو جگر کا ہو ٹکڑا ہر ایک لفظ | منہ سی جو آپ کے ہین سخن گفتگوی دل
حسرت نکالکر سی پرایا ہی نہ کیون | نکلی ہے دم کی ساتھ مری آرزوی دل
سینہ مین ہر جگہ ہو رہ رہ کے کیون کھٹک | پھر پھر کے ڈھونڈہتی ہے تمہین آرزوی دل

کیا ساتھ اسکو لیلی کسی شب کو سوئے تھے
ہر عضو نازنین سی جو آتی ہی بوئے دل

اوسوقت کیا عجب نظر آئے جمال دوست
ہو آب آئینہ سی اگر شست و شوئے دل

بی صورت ملال کھلینگے نہ اہل درد
منھ کو بغل مین ڈال کے گن گفتگوئے دل

ای ضعف کیا پسینے کی ہمراہ بہگیا
آتی ہی عضو عضو سے کیون آج بوئے دل

کیون پسلیان نہ ہجر کی راتونمین ٹوٹ جائین
پہلو کو مانگتی ہے تمہاری ہی خوئے دل

سینہ بلند دیکھ کے کہتی ہی آرزو
اللہ اسجگہ ہی کبھی ہوگا روئے دل

یا یوسیونکی عہد مین حسرت یہ ہی مجھی
دم توڑ دیتی ادھر تو ادھر آرزوئے دل

یون ہی تڑپ تڑپ کے نہ نکلی کسیکی جان
جسطرح مر گئی ہی مری آرزوئے دل

آئے تو واہ کب مین مرتا ہوا سطرف
دم اوسطرف کو توڑتی ہی آرزوئے دل

سینہ پہ اپنی اپنی ہی ہاتھونکا پھیرنا
دیکھو اسیطرح سے بگڑتی ہی خوئے دل

کیون بادہ خوار بستین ما ہر مست ہون

خود روح کے بھی منہ سے لگا ہے سبوے دل

غزل ۳۵۹	ردیف المیم	شعر ۲۸

ایسی خلوت مین بھلا کسکو بلائین ہم تم
شرم آئے تو پسینے مین نہائین ہم تم

وصل کا لطف کبھی ان لبی اٹھائین ہم تم
دل مین عشق مین اک ہو کے سمائین ہم تم

عکس آئینہ صفت راز چھپائین ہم تم
منہ بھی کھلوا نہ سکے دل کے دبائین ہم تم

تم ہنسو پھولون سے بلبل کو مین ہاں چھیڑون بات
باغ مین آکے کوئی گل تو کھلائین ہم تم

جاک کے پہلو مین یہ کہتا ہون ہم خود بینی
آئینہ مین ہی تجھے اک جا نظر آئین ہم تم

رشک سے کھینچ ہوتی ہین نگاہین حائل
آج سے غیر کی صحبت مین نجائین ہم تم

رنج مین رنج ہی شاید سبب تسکین ہو
آو روتے ہوے دل کو تو رلائین ہم تم

یا کبھی سونگھتے ہی عطر کے شیشہ کیطرح
یا اوسی دل کو کبھی منہ نہ لگائین ہم تم

شب ہجر آئے بلانیکے نہ دہرین کہین
شمع کو ہاتھ سے اپنی نہ بجہائین ہم تم

آئینہ مین کوئی تم سے بھی بہتر شاید
کوئی ایسا ہو نہ آنکھوں کو لڑائیں ہم تم

تم بھی تو اپنی اداؤں کا مزا کچھ چکھو
ناز کے ظلم کبھی ملکی اوٹھائیں ہم تم

ہمکو بھی خلق خدا ایک نظر سے دیکھے
سُرمہ گر نرگس جادو مین لگائیں ہم تم

دیکھو پھولی ہے شفق وقت سحر ہے یہ
آگ مین آگ چلو اور لگائیں ہم تم

ایک مدت سے اسے چپ سی لگی رہتی ہے
چھیڑ کر آؤ ذرا دلکو ہنسائیں ہم تم

بوجھ اپنا کوئی اٹھا نہ کسی پر ڈالے
ناز کے ناز نہ کیون ملکی اوٹھائیں ہم تم

یون بجھائیں کہ نہ پروانے کبھی منھ دیکھیں
شمع کو آج نئی طرح جلائیں ہم تم

کشتہ سُرمہ کو دکھلا کے یہ وہ کہتے ہین
یون کبھی چھپین سب سے تو آنکھون مین سمائیں ہم تم

لاش اک ایسے ہی بیکس کی ہے آنیوالی
[illegible] ہم تم

جان جانے لگے لوگون کی جو نکلین گھر سے
[illegible] ہم تم

اشک آنکھون سے گلا اپنا پکڑ کے دوڑے
عشق مین اسطرح سے ہی لگو کبھی پائیں ہم تم

ٹھوکر دیتی ہے دل راہرو کے آگے
ناز سے کو دیوین جب کو کہلائین ہم تم

شمع و پروانہ مین ہوتی ہین کہ شمع کیا کیا
دیر سے دیکھ رہے ہین جو ادائین ہم تم

لاش کا بوجھ بھلا کس سے اوٹھیگا میر یجان
پہلے دل رو رو کے سو غم مین جو اوٹھائین ہم تم

در دمین درد کے ہوتی ہے حسرت نہ رہی
آو دکھی ہو دلکو تو دکھائین ہم تم

دل ہی ہاتھون سے گیا ہے یوہین بالا بالا
دوڑ کر کیون گل بازی اوڑھائین ہم تم

جسطرح آئینہ مین شکل ہے داخل خارج
آرزو ہی یوہین جا مین سمائین ہم تم

حق ہی ہم دونونکی گردن پہ گر انصاف کرو
آو روٹھی ہوی اب دلکو منائین ہم تم

دل ماہر تو یوہین راہ مین پامال رہی
گل بازی ہو تو آنکھونسی اوٹھائین ہم تم

غزل ۴	ردیف النون	شعر ۱۶

ناتوانی کب فقط ہے مری جسم زار مین
ہے سخن تکیہ پہ تکیہ بات کو گفتار مین

پرتو رخ سے صفائی ہے یہ قصر یار میں
دیکھ لیجئے آئینہ کی طرح ہر دیوار میں

خلد کیوں ہم کو نظر آئے نہ قصر یار میں
دور بینیں صاف جو روزن ہیں اوس دیوار میں

رو رہا ہوں میں خیال صبح روئے یار میں
خط شبنم کا ہے پرتو آنسوؤں کے تار میں

ذکر حق کی جب جگہ پائی دل کفار میں
بن گئی تسبیح کا دانہ گرہ زنار میں

کفر دنیا میں ہر اک کافر کی دم کے ساتھ ہے
صورت تار نفس پہر کیوں نہو زنار میں

یہ لہو پانی ہوا اک رونے سے ہرا
خون دل آیا ہے ملکر آنسوؤں کے تار میں

رہ گئی ہیں کچھ اولجھ کر یہ نگاہیں خلق کی
کہ ہیں تار عنکبوت اوس روزن دیوار میں

ناتوانی میں بہ رنگ نکہت اوڑتا پھروں
ہے ہوائے برگ گل آہنی مجھے گلزار میں

ہو گئی ہیں زر فدا سے باغ دہر میں اکثر بخیل
بند ہے غنچوں کی مٹھی دیکھ لو گلزار میں

ہو گئیں آتش وہ قدم آیا جو گلگشت جب
شمع کا شعلہ ہر اک غنچہ ہوا گلزار میں

پڑھ نہ لوں باہر سے کیوں میں کتبۂ ایوان یار
صورت عینک ہے جو روزن اوس دیوار میں

عکس اسکا تیغ کو چاندنی کیونکر نہو — شکل ماہ کی ہی قاتل تری تلوار مین

دین سے کیا کام جو ہووے بت پرستی دھن مین — اسقدر خامی نہوتی رشتۂ زنار مین

وحشت جنون سے بٹا یاد ز وہ میرا کبھی — آبلے پا کے نہ چھالے زبان خار مین

غزل ۲۱

کسطرح رونے سے اے ماہر مین دیکھون روئے یار
آنسوؤن کے تار سمجھے ہین نگہ کے تار مین

ستعر ۲۲

سفر کے رنج کو سینہ فگار سمجھے ہین — غبار راہ کو دل کا غبار سمجھے ہین

عدم وجود کو عبرت شعار سمجھے ہین — خط جبین خط لوح مزار سمجھے ہین

جہانکو قبر تری خواستگار سمجھے ہین — فراغتوں کو بہانکی فشار سمجھے ہین

چمن اپنا دل داغدار سمجھے ہین — نفس کو موج نسیم بہار سمجھے ہین

خزان جو ہوئی جب عالم کدورت مین — غبار آئنہ روزگار سمجھے ہین

وہ ناتوان چمن روزگار مین ہم ہین — جو تن پہ سایۂ اشجار بار سمجھے ہین

امید نیستی کی آلام مین ہو گیا ہمکو
ہر ایک آہ کو دم کا شمار سمجھے ہین

نگاہ جوہر آئینی بھی ہی فسردہ اونکی
جو اشک کو گہر آبدار سمجھے ہین

عدم سے آئے ہین جائینگے پھر عدم اکدن
اس ابتدا کو ہم انجام کار سمجھے ہین

ریاض دہر مین حال جنہین ہے رنگ سواد
خزانکو فصل کتاب بہار سمجھے ہین

جو دیکھتے ہین پامال سی ہر برگ تن کو
وہ راہ معرفت کردگار سمجھے ہین

مکان دوست ہے دل حال دل ہے ہمپہ عیان
نہان جو ہی وسی ہم آشکار سمجھے ہین

ریاض دہر مین جو دل گرفتہ ہین بلبل
وہ ایک رنگ خزان و بہار سمجھے ہین

جہان قیام نہین گھر سمجھتی ہین اوسکو
مکان اصل کو نادان مزار سمجھے ہین

وطن سے دور رہون ہم مجال ہے گردون
کہ دود دل کو سواد دیار سمجھے ہین

کیا ہے ضعف نے باریک مین ہمین ایسا
کہ آبلونکو کف پا کا خار سمجھے ہین

بڑھی ہی جاتی ہین آگی یہ قافلی والے
تھکے ہوؤنکا بھی کچھ حال زار سمجھے ہین

وسیع جنکی نگاہیں ہیں بحرِ عالم میں
ہر اشک کو وہ یم بیکنار سمجھے ہیں

یہ بھول ہی کہیں دیکھی نہیں عدم والو
تمہاری ہستی کو ہم یادگار سمجھے ہیں

یہاں ہو ہستی بنیادِ قصرِ تن کیا خاک
حباب بھی ہیں جو اُستوار سمجھے ہیں

نہاں وہ نظروں سے سمجھے ہیں جو کہ بینا ہیں
وہ کور ہیں جو تجھے آشکار سمجھے ہیں

وہ ناتوان ہون کہ جیسے ٹوٹا نہ اشک کا تار
نظر جو رکھتی ہیں وہ حالِ زار سمجھے ہیں

جہان میں غور سے دیکھا تو ہیں وہی ہی لوگ
جو ایک تنکے کی چھانکو بار سمجھے ہیں

غزل ۴۲

عنایتیں ہیں یہ احباب کی فقط ماہر
کہ خام فکر کو بھی پختہ کار سمجھے ہیں

شعر ۱۶

بیخودی سا بھی کوئی وہ ہمدم و ساز نہیں
نغمۂ بلبل ہیں نہیں سوز نہیں ساز نہیں

سوزِ دل کہتے ہیں جسے فریاد کا دمساز نہیں
شعلہ بھی وہ نہیں جس میں کچھ آواز نہیں

گردشیں چشم کی کہتی ہیں کہیں سب جاگے ہو
سوتے ہو الفت کی تو آنکھوں کا یہ انداز نہیں

دل کو برباد کیا آرزوؤن کو نے گھر
تم سا عالم مین کوئی خانہ برانداز نہین

کیون نہ غنچون کی چٹک شوق سی گلشن مین سنو
ٹوٹتی قلب کی آواز تو آواز نہین

کب کے چپ ہو گئے محفل کی یہ کیسی نوبت
دم نہین چنگ مین طنبور مین آواز نہین

ہان اسطرح چل اوراہ کے چلنے والے
دل پہ گر پاؤن نہین چال مین انداز نہین

دلبر و جان کے تو مجھسے نہ پوچھو کوئی بات
دل ہی سینہ مین نہین جیب تو کوئی راز نہین

کان پر ہات رکھین لوگ کیون نالون سے
یہ صدائین ہین مری آپکی آواز نہین

آپکی حدِ خوشی کو کوئی کیونکر سمجھے
شکر انہین صدا ہنسنے مین آواز نہین

چاک پردہ کی نہ کسطرح آنکھین چھپ جائین
سبکو دیکھا ہی مگر تم سا نظرباز نہین

عکس آئینہ پہ بھی طعن ہی اوف رے دیدے
اسپہ یہ بات کہ صورت پہ ہمین ناز نہین

کوئی تو باغ مین دیتی مری نالون کا جواب
منہ مین کھلتی ہوئی کلیون کی آواز نہین

باغ مین آکے اسیرانِ قفس کیا ہلین
سب ہوائین ہین ہوا پر پرِ پرواز نہین

ہی یہی تازہ اسیری مین پھڑکنا جو مرا
یا قفس آج نہین یا پر پرواز نہین

غزل ۴۲

مدح احباب جو کرتے ہین عنایت ہی فقط
نظم ماہر کی ہی جادو نہین اعجاز نہین

شعر ۱۴

کب دل سی داغہای غم مری تن مین نہین
ہون وہ گلچین ناگہ حادثہ جسکی گلشن مین نہین

لوث صحبت سے بری ہین جنکے دامن پاک ہین
چھینٹ بھی بلبل کے خونکی گل کے دامن مین نہین

گر طلب ہے آبرو کی تو نکل بہر سفر
دیکھ قدر گوہر نایاب معدن مین نہین

خود بخود آراستہ رہتا ہی داغون کا چمن
باغبانکا کام ہرگز میرے گلشن مین نہین

ہی تعدد بھی بتونکا اوسکی وحدت کی دلیل
کب خدائی کا سمان دیر برہمن مین نہین

آہ سوزان کے حفاظت مین ہین دل کے آبلے
برق بھی دہقان کے کچھ کم میرے خرمن مین نہین

قتل ہونیکو مراد دل سمجھتی ہین شہید
طوق منت کے ہین خط تیغ گردن مین نہین

ابتلای رنج کا باعث ہی یہان ترک وطن
دلفگاری کا الم گوہر کو معدن مین نہین

کیون غم دنیا مین رو کہ ہی گنہ آلودہ تو
دیکھیے اشکون سے تری کب تیری دامن مین نہین

کیون نہ حاصل ہو برنگ گل مجھی نشو و نما
طائر رنگ چمن ہی خون کے مری تن مین نہین

صبح صادق کی کہان کاذب ہون اے خورشید حسن
چھاون ہی چہرے کی تیری روز روشن مین نہین

قتل ہو کر تیری کشتہ کی بر آئی ہی مراد
ہین گل امید خون کی داغ دامن مین نہین

گرمی سوز درون سے شمع الجھی کس طرح
سوئی آتش دیدہ تار نفس سے تن مین نہین

غزل ۴۴

ہی عجب سرگشتگی سی اپنی ماہر بعد مرگ
گردش سنگ فلاخن لوح مدفن مین نہین

شعر ۲۲

شمع وحدت کا مین بہم دہر مین دیوانہ ہون
ہی جنون مین خرد جسکا مین دیوانہ ہون

ہی مجھی پستی سی نفرت اوج کا دیوانہ ہون
خوشہ ہی عقد ثریا جسکا مین دانہ ہون

شمع قد گلرخان دہر کا دیوانہ ہون
جسکو کہہ سکتے ہین بلبل بھی مین پروانہ ہون

روح باعث ہے کسی کی زیستی کا میری ہرین
شمع سی جس گھر مین ہی اندھیر مین خانہ ہون

کیسی ہی الجھی مضامین ہون سلجھ جاتی ہین صاف
زلف پیچان سخن کیو اسطی مین شانہ ہون

در ہوئی مین داغ کی قلب بلند کا ہی قفل
گنج پنہان کیا جسکو مین وہ ویرانہ ہون

پشک مژگان اشک آلودہ سے پروین سے ہی
خاک بہی مجھمین نہین مین خستہ پروانہ ہون

حسن قدرت کا تری جلوہ گر تن مین مری
ہون ترا عاشق جو اپنا آپ ہی دیوانہ ہون

قابض ارواح کیا آئین تن پہ سوز تک
پر فرشتی سے جہان جلتے ہین شمع خانہ ہون

سوز غم مین مرکے نکلا مین لحد سے تا حشر
بعد جلنی کے ہوا پیدا جو مین شمعدانہ ہون

وہ مرا سینہ ہی دار العلم کہتی ہین جسے
قفل ابجد قفل ہی جسکا مین وہ کاشانہ ہون

زیست کے دن پورے کرکے نکلی میرے تن سے روح
جسکو بہرنے نے کیا خالی مین وہ پیمانہ ہون

ناتوانی سے قوی ہی سرگشتگی پر مین رہا
آسیا کو پیس ڈالا جسنے مین وہ دانہ ہون

ہین دل سے میری گل بن جا اشک آب روان
سیل سے جسکی بنا قایم ہی مین وہ خانہ ہون

تشنہ ہین بہی دل ہی دولت سے توکل کے غنی
گنج ہون باطن مین ظاہر مین گو ویرانہ ہون

الفتِ دندانِ دلبر سی بھرا ہی دل مرا
آبِ گوہر جسمین مملو ہی ہین وہ پیمانہ ہون

سنگِ اسود ہی سویدا دل جگہ اصنام کی
شانِ کعبہ کی ہی پیدا جس سی وہ بتخانہ ہون

داغِ عشقِ ساقیِ کوثر کا ایسا ہے یہی
دستِ دل سی جو نہین چھٹتا مین وہ پیمانہ ہون

عشق ہی اک رکن ہی میری مکانِ تنگ کا
جو ستونِ آہ پر ٹھہرا ہی مین وہ خانہ ہون

منعقد ہو کیونکر عشقِ ساقیِ کوثر پہ دال
قدِ خم گشتہ سی مفہومِ خطِ پیمانہ ہون

گھر سی میری قابضِ ارواح کیونکر خوش نہ جائین
جان دیدی جسنی مہمانکو وہ صاحبخانہ ہون

غزل ۴۵

سنکی یا ہو تجکو جاگ اوٹھتے ہین اہلِ بزم سب
جس سی نیند آئی ہوئی اُڑتی ہی وہ افسانہ ہون

شعر ۱۲

کب تقاضا اپنی زبان رکھتی ہین
گرد ہٹجاتی ہے ہم پاؤن جہان رکھتی ہین

پی سبب قبر پہ کب سنگِ گران رکھتی ہین
سختیِ راہِ عدم کا یہ نشان رکھتی ہین

کیا کسی ڈھب کی جب سوزِ نہان رکھتی ہین
اشکریزی کی لیے دل کا دہوان رکھتی ہین

بس وہی شستہ و رفتہ بھی بیان کہتی ہین
موج کی طرح جو پاکیزہ زبان کہتی ہین

بعد مردن بھی یہی ہی کہ سمجھ جاتا ہون
بات تربت پہ اگر فاتحہ خوان کہتی ہین

کام ہر ایک کا یہ خوبی تقریر نہین
جوہر حسن بیان سیف زبان کہتی ہین

ہین جو محتاط وہ کہتی نہین خارن کو بھی خار
ڈر یہ رہتا ہے کہ وہ بھی تو زبان کہتی ہین

کثرت ضعف مین کرتی ہین اشارت سے کلام
بات کر نہین ہی ہم بند زبان کہتی ہین

مرجع آتش غم کیون نہ کہین سینے کو
گرہ نار کا ہم دل پہ گمان رکھتی ہین

چپ ہین جبتک کہ نہین اہل سخن کو کچھ کد
بات آپسے تو کب بند زبان کہتی ہین

نقد دل بیچکی مجھی ملتی ہین ذیاغ حسرت
پھول کیسی ہین یہ قیمت جو گران کہتی ہین

غزل ۴۶

نظم اشعار مین ہی حسن بیان ہی ناظم
جسکو کہتے ہین زبان ہم وہ زبان کہتی ہین

شعر ۱۳

گری ہین ضعف سے پہ گرم ہین روانی مین
چلی ہین سیاپکی ہم چال ناتوانی مین

ضعیف و زار ہین یہ ہم جہان فانی مین
بنی ہین تار نظر چشم ناتوانی مین

پھنسے ہین ضعف سے زندان دار فانی مین
عدم بھی جا نہین سکتی ہین ناتوانی مین

دہان یار کی ہستی کے جو ہوے قائل
کمال تھا وہ نہین لوگونکو غیب دانی مین

پے عرق شرم ہین یا اسکی دہان و دندان سے
نہان ہی در تو صدف مین صدف ہی پانی مین

خزان نصیبی ایسی کوئی بہار نہین
لکھا ہے ہر ورق برگ بوستانی مین

شفق نہین ہی نمایان نظر مین مستونکی
شراب سرخ ہی مینا ے آسمانی مین

کبھی نہ آتش گل قطرہ ہای شبنم سی
خدا کی شان ہی روشن ہی آگ پانی مین

ہے جسطرح جسمکے زیور سے عروس کی زینت
بیان کی حسن سے یون حسن ہی معانی مین

ضعیف وہ ہون یقین ہی خیال منزل سی
اوٹھین نہ پائی تصور بھی ناتوانی مین

سفر ضرور ہی چاہیے جو قدر اہل صفا
ہزارون در ہین کہ بی آبرو ہین پانی مین

وہ ناتوان تھی اگر ساتھ قافلے کے چلے
تو دب کے رہ گئے ہم گرد کاروانی مین

غزل ۴۷	نہ دل لگائیے ماہر یہان کسی گل سے وفا کی بو نہیں باغِ جہانِ فانی مین	شعر ۹

مرنے پہ ہے جو وصل تو ہو کچھ مزا نہین
پایا تو کب تجھے کہ جب اپنا پتا نہین

جو آئینہ ہے وہ ترا صورت نما نہین
یکتا وہ تو ہے جسکا کہین دوسرا نہین

فصلِ بہار آئی ہے صیاد رحم کر
قیدی کو کچھ قفس مین بہار و ہوا نہین

ہٹ بیٹھی آپ کیون مرے پہلو سے کیا ہوا
سینے سے سانس آتی نہین دل ہلا نہین

نافونکی بو دماغ مین آتی ہے زلف سے
اب شمہ سی کہین ان مشک تو میری خطا نہین

پیری مین کیون فلک نے دیے مجھکو داغِ دل
گھر مین چراغ ڈھلکے جلا نہین

صیاد نے قفس مرا رکھا ہے باغ مین
وہ عندلیب ہون کہ چمن مین رہا نہین

غالب نہ کیون ہو ضعف زمانہ نہین یہ فرصت
پیری ہی کچھ نیا ہی جوان جو جیا نہین

ماہر ہزار کچھ ہو مگر دل ہے اسکی پاس

غزل ۴۸	فرقت مین بھی مین دوست سے اپنے جدا نہین	شعر

مری صفائی باطن کا ہی جواب کہین | خبر مجھی ہو جو ٹوٹے دل حباب کہین

فریب گاہ جہان کا بھی ہی جواب کہین | کسی جگہ پہ یہ دریا ہی اور سراب کہین

فلک نے اشک فشانی کر ہو ترا خراب کہین | روان ہوئی تو رکی ہی سیل آب کہین

یقین ہی جوش تحیر سی سنگ شیشہ بھی | جو دیکھے دل نازک مرا حباب کہین

بس فنا بھی ہین وقت پہ یہ ذرہ بھی | برس پڑی مری خاک پر سحاب کہین

دل شکستہ کو نا پاکیون مین سمجھو مت | کسی نے دیکھا ہی ٹوٹا ہوا حباب کہین

مقابل آکے تو ہوتا ہے دیدہ تر سے | گناہ سے ہو تر دامن سحاب کہین

غزل ۴۹	یہ ابر رونے کی کہتی ہی ولی ای ماہر تڑپ ہی تھی ی غم مین موج آب کہین	شعر

کمی وقت جوشش کا چاہتے ہین | نگاہون سے آنسو گرا چاہتے ہین

مژہ سی کا یہ وشش کیا چاہتے ہین
اب اشکون سے عقدے کھلا چاہتے ہین

نہین ہوتے ہین ہمو مجرمون کی
جو بوئے تہے کانٹے اوگا چاہتے ہین

اُمنڈ آئے ہین میری آنکھون مین آنسو
حبابون سی دریا بہا چاہتے ہین

ڈہل آئے ہین آنکھون سے مژگانپہ آنسو
جہازون کے لنگر بڑا چاہتے ہین

نظر شمع پر ہے دمِ فکر میری
مضامین روشن ڈہلا چاہتے ہین

غزل ۵۰	سمندر مین طوفان ہے آہون سے ماہر جہازون کے بیڑے گرا چاہتے ہین	شعر ۱۳

آہ کی مضمون سراسر ہین مری تحریر مین
کسنے باندہی ہی سو امیر ہوا زنجیر مین

حال ہی ضعف کا او سدم مصور پر کھلا
عکس بہی جب گر گئے بہو بجا کاغذ تصویر مین

تجکو دینے کو دیا تہا ورنہ تو کیا مال تہا
غیر کی قسمت تہی او منعم تری تقدیر مین

ہی زمین جہ سبکی جوئی اختیار انہ رجوع
سرمہ تسخیر کیا خاک ہی تاثیر مین

کس کو عالم مین تلاش منزل مقصد نہین
گرد اوڑتی ہی ہوا کی دامن رہگیر مین

دست گلچین مین ہوا پژمردہ یون ایک ایک پھول
شمع کا گل جسطرح افسردہ ہو گلگیر مین

شغل نالہ جبکو ہے ویرانے مین آباد ہین
بیکلی رہتا ہی غل پرخانہ زنجیر مین

اہل غفلت کا گذر کب ہوشیارون مین ہوا
نیند آتی کسنی دیکھی دیدۂ تصویر مین

ہین جو آہن دل اثر صحبت اونہین کرتی نہین
آگئی کسدن گدازی شمع کی گلگیر مین

قید مین بھی فیض بخشی کی رہی پابند ہم
نیل پاؤنکا ہی سرمہ دیدۂ زنجیر مین

سرکشی کا عیب بے اصلون ہی مین ہوتا نہین
کب بگولے اوٹھتے دیکھے وادی تصویر مین

رہنمائی جنون سے طے ہوئی دشت کی بلا
تہی ہزارون پیچ ورنہ کوچۂ زنجیر مین

ہی اسیری آبرو داران عالم کی محال
موج دریا کب پھنسی ہی دام ماہی گیر مین

قبر مین پہونچی تو میت آئیے جو دزد کفن
گھر پہونچنے پر تہا لٹنا قسمت رہگیر مین

گنبد افلاک سی گذری ہماری آہ دل
کس ستم کا زور تہا یارب ہماری تیر مین

ناتوانی مین ہوئی ہین اپنی آنکھین کب پر آب
ڈبڈبا آئے ہین آنسو دیدۂ تصویر مین

کشت داغ دل ہری ہوتی ہی رونے سے مرے
ابر باراں سے نہین کم اشک ہی تاثیر مین

ہین جو برگشتہ ہی قسمت نکیون گردش مین رہین
ہی سوا گردش کے کیا گرداب کی تقدیر مین

روشنی شمع ہی محفل مین یار ناگوار
پھول ہی منقار بلبل مین لگی گل گلگیر مین

شیب مین ہوتا نہ اتنا انکو جوانی کا جو غم
آہ کیو صورت نہ ہوتی پھر عصائے پیر مین

سخت ہے راہ جنون کی ولیل اسیر ہے
نقش پا ہوتی نہین ہین کوچۂ زنجیر مین

ضعف ہے میرا ترقی پر جو دنیا ہے تو ہے
تاب باہر رنگ ہی ہانی ابھی تصویر مین

وہ زمانا اور تھا قبضہ مین جب تھا ملک دل
اب ہی خبر دو گز زمین کیا ملک عالمگیر مین

خاکساروں کے روابط کا نہین ہے اعتبار
گرد کب جمکر رہی ہی دامن رہگیر مین

بی سہارے غیر کے چلتی نہین ہین خاکسار
خود بخود کب ہی روانی سایۂ رہگیر مین

راہ چلتو نکو نہ ساتھی جانیو اپنا دلا
راہزن ہوتے ہین اکثر پردۂ رہگیر مین

بی سکونون سی جہانمین خاک ہوا امید فیض — چین پایا کسنی تہکر سایۂ رہگیر مین

خاکسارونکا سلوک اعجاز سی خالی نہین — پی چلی جادہ رہا ہمراہی رہگیر مین

جان ڈالے قالب بیجانمین گر قدرت تری — رنگ دوڑی خون بنکر پیکر تصویر مین

شکل کھنچوا کر ہوا بدشکل نادم اسقدر — روغن تازہ پسینہ بنگیا تصویر مین

غزل ۱۵

فیض رحمت نی کیا ماہر عذاب دوزخ حرام
تھی جو داخل مجرمان واجب التعزیر مین

شعر ۱۹

مرد غیرونکی لبی دل کو جلا دیتے ہین — صاف آئینہ پہ آتش پہ صفا دیتے ہین

داغ دل نزع مین کیون سیر ضیا دیتے ہین — شمع کیوقت تو شمعونکو بجھا دیتے ہین

نالی آواز کب شکوہ نہین سنا دیتے ہین — قافلہ جاتا ہی جاؤ جرس صدا دیتے ہین

قبر پر داغ دل آوارہ دکھا دیتے ہین — غول صحرا ابھی منزل کا پتا دیتے ہین

نالے کب خواب جوانی سی جگا دیتے ہین — شب ڈہاتی ہی نگہبان صدا دیتے ہین

پردہ رکھلی یوہین ستار گنہ کا اسکے
چادر اسواسطی میت کو اُڑھا دیتے ہین

قافلہ خیر سے پہونچیگا گنہگارونکا
زنگ اشکونکی یہی صاف صدا دیتے ہین

راہ لیتی ہین وہی راہرو ملک عدم
چار ملکر اونہین جس راہ لگا دیتے ہین

ساتھ آہونکے ملے کیون مجھے داغ سوزان
آندھی آتی ہی تو آتش کو بجھا دیتے ہین

کب عبث دیتی ہین آواز گداکوچون مین
خیر جس گھر مین ہی اوس گھر کو دعا دیتے ہین

ہان چلی آؤ یوہین پیاسنی وہ منزل ہی
پا شکستونکو یہی تنگ صدا دیتے ہین

قلت سوز جگر مین نکرون کیون آہین
بجھنی لگتی ہی جب آتش تو ہوا دیتے ہین

دوستو ربح کی وسعت کو نہ مجھسے پوچھو
زخم دل دامن محشر کا پتا دیتے ہین

قطع ہوگا یوہین اک روز کفن بھی میرا
چاک ہونیمین یہی رخت صدا دیتے ہین

ہچکیان نزع مین آتی ہین تصور ہی ترا
تو سنے یا نہ سنے ہمتو صدا دیتے ہین

سرکشی چھوڑ سمجھکر یہی تو پیری مین
صاحب جرم وخطا سر کو جھکا دیتے ہین

زنگ کیطرح بہی دیتا نہین آواز کوئی
لاکھہ ہم قافلہ والونکو صدا دیتی ہین

فاتحہ خوانون سی کیا قبر مین نالان ہون
نیند جب آتی ہی یہ لوگ جگا دیتی ہین

غزل ۵۲ — شعر

نظر دوست بہی حفظ کر اپنا ماہر
کبھی پروانے بھی شمعونکو بجہا دیتے ہین

رحمت کا قبر مین بہی تو پیدا نشان نہین
جور زمین ہی گر ستم آسمان نہین

اللہ خیر کیجیو دل کی شباب مین
تاریک شب ہے اور کوئی پاسبان نہین

سوئی عدم ہی قافلۂ بوئی گل رواں
بانگ جرس ہی نالۂ برگ خزان نہین

غزل ۵۳ — شعر

اک رنگ کی سخن ہے نہ ماہر کو کیون ہنوز
یہان غنچہ سان زبان کے نیچے زبان نہین

ہوتی ہین خوش ضعیف جو فرصی شباب مین
ہنستی ہین کھل کی موئی محاسن خضاب مین

ہو قدر عاشقون کی جہان خراب مین
اونکا بہی دل جو آئے کسی انقلاب مین

گردش نہین حباب مئی لعل تاب مین — پھرتی ہین آسمان بھی دورِ شراب مین

انسان کا اُڑ گئے کر بُراقِ شباب مین — تھمتا نہین ہی ریش پہ رنگ اضطراب مین

دو اشک ملگئی مری جیب اضطراب مین — بیٹھے ہوئے جہاز او بھر آئے آب مین

بندش نہین ہی ریش پہ فصلِ خضاب مین — پیری چھپی ہی ظلمتِ بشری حجاب مین

حیران ہون جا کے دور پھر آیا شباب مین — نکلی ہوئی شمیم در آئی گلاب مین

ٹپکے جو دل کے آبلے کیفِ شراب مین — انگور پک گئی طپشِ آفتاب مین

کب محوِ دل کے داغ ہین کیف شراب مین — تارے غروب ہو رہی ہین آفتاب مین

بدلا نہ رنگ حسن کسی انقلاب مین — موجین ہی صورتِ رگِ گل ہین گلاب مین

کب سرخ می ہی ساغر آئینہ تاب مین — روشن ہی آگ جادوِ ساقی کے آب مین

آخر کو ریش کھلگئی فصلِ خضاب مین — کھل ملکی بھی نہ شیب کی گذری شباب مین

جاگی ہین رات بھر اسی اضطراب مین — وہ دیکھتا ہنو مری صورت کو خواب مین

سچ ہے کہ اشکِ شور غضب تھے شباب مین
مٹی ہوی ملا جو نمک کچھ شراب مین

شیشے کا عکس صاف ہے پیدا شراب مین
شانِ خدا فلک سے عیان آفتاب مین

پیرونکی بال کھلگئی ہین جب خضاب مین
بجلی تڑپ تڑپ کے ہنسی ہے سحاب مین

ساقی بھلا ہو ڈالدے انگور آب مین
شیشونمین ہے جو شراب تو شیشی شراب مین

کب کچھ کھلی ہین ہم کو محاسن خضاب مین
سرگوشیان سفر کی ہین شیب و شباب مین

یہ فلک کے طلسمِ جہانِ خراب مین
باقی رہا نہ مغز بھی فرقِ حباب مین

پرسش سے بیگناہ پڑے ہین عذاب مین
کیا جانی کیا کہا ترے رحمت کے باب مین

رہتی ہین کیون حسینو عشاق منتظر
کم ہین عنایتین کہ یہ آتی ہین خواب مین

اپنونکی یون ہے جمع ہی ونسی دمِ کشش
کھنچنی سے بو پھر آتی ہی جیسی گلاب مین

مضمون تپے کے دیکھکے قاصد سے یہ کہا
کہنا ہم آتے ہین خط کے جواب مین

کیون آئین جوشِ می سے نہ شیشونکو ہچکیان
بیٹھے ہین مست دیر سے یادِ شراب مین

کیا ہوگا آگے پاک جو کر دینگی محتسب
کچھ فرق پڑ گیا ہے مغانکے حساب مین

قاصد کے انتظار مین آخر ہوا یہ تنگ
لکھنے لگا مین آپ خط اپنی جواب مین

پھر کے پھر آپ سونگھ رہا ہونگین اپنی بو
بازو پہ شعر لکھکی جو لپٹی تھی خواب مین

تر ہتین جو سوال کے ہونے ہون ہو چکین
اولجھن سی ہے طبیعت حاضر جواب مین

محبوب کس گناہ سے یارب ہون اسقدر
رحمت کو دیکھتا ہون ترقی اضطراب مین

کھائے کمر نہ جھونک جو کہین تو روک لون
بل کھا رہی ہے زلف سے پیچ و تاب مین

تشریف آوری کی بس آس سے تو ہے امید
کچھ آج کل سی فرق ہے سا اضطراب مین

قاصد یہ بیچتا ہے یہی بات کا نباہ
ہمزہ لکھا نہ وصل کا سارے جواب مین

مستونکی بزم گرم ہوئی میکدہ مین جب
شیشے تڑق تڑق گئی جوش شراب مین

پورا ملا ہی سہم کسی باغِ دہر مین
بوتک تو منقسم ہے دماغ و گلاب مین

وہ دن خدا دکھائی کہ قاصد دے خبر
لیجیے وہ آتے ہین خط کی جواب مین

جب کچھ کھلا نہ حال طلسمات دہر کا
موجین کلید بنگئین قفل حباب مین

مضمون نے کے لکھکے مجھے خوب بن پڑی
غصہ نکالنی وہ خود آگئے جواب مین

غش کے بہانے نے مجھے مارا وصل مین
جی جاؤن گر زبان ہلا دین جواب مین

رکھے رہین ہات وہ جو سینہ پہ کسطرح
عادت ہی پیار کی کسی خانہ خراب مین

دنیائی منقلب کا مین قائل ہون کسطرح
سیدھا ہوا افلاک نہ کسی انقلاب مین

مستی نکلی دلکو سینہ مین کیونکر نہو تکان
طاقو نہ پہ شیشی ہلگئی جوش شراب مین

کہتی ہین میری لاش سی بچپن تو دیکھئے
کیا ہوگا گر زبان ہلیگی جواب مین

آنکھین تھین خوب چیز مگر صاحبان عشق
اشکونکی لڑ لگا گئی چشم پر آب مین

تا حشر اہل قبر نے منھ سے نہ بات کی
اتنا مزا ملا تھا سوال و جواب مین

آہی چکے ہین لحد مین مری منکر و نکیر
مین ایک ہون وہ دو ہین سوال و جواب مین

بیخوف اسلیئے مین چلا ہون سوئے جحیم
رحمت تیری دیکھ سکیگی عذاب مین

بیدرد اوسکی کون ہی ٹہرکر جو دیکھین | بلبل کے خون کی چھینٹ نہین ہی گلاب مین

اللہ ری شرم آئی جو تصویر بھی مری | آنکھون پہ ہاتھ رکھدیئی فرطِ حجاب مین

کشتہ ہوئی ہی کوئی تو ایسی ہی آرزو | آنسو ٹپکتی آتی ہین چشمِ پُر آب مین

بوسہ مین جھپکی لیا جب تو یہ کہا | عادت ہے یہ فقط اوسی خانہ خراب مین

شانے مین بال لیتی ہین جھک جھک کے بار بار | عالم ہے کسکی نیند کا سبزے کے خواب مین

کیونکر سنبھل سنبھل کے نہ گریان ہون قبر مین | ہوتا ہے کسکا ذکر سوال و جواب مین

یہ ہم تو سیر سی دیکھے ہین آپ کے چھپنا | آنکھون پہ اپنی ہاتھ رکھی ہین حجاب مین

اوٹھی وہ یون کہ مڑ کے بھی دیکھا نہ میری سمت | کیا جانے مین نے کہدیا کیا اضطراب مین

رو رو کے فرطِ شرم سی آنکھین سوج آئی ہین | اک بد نظر نے دیکھ لیا ہی جو خواب مین

خانہ نشینیون کی منافی نہین ہے سیر | عزلت گزین نکلی ہی بو ہی گلاب مین

دیوانہ وار پھرتی ہین غواص بحر مین | کشتی صدف کی بیٹھ گئی ہی جو آب مین

سوتی مین بہی خیال جو رہتا ہے آپکا
آنکھین مری کھلی ہوئی رہتی ہین خواب مین

تڑپون مین قیس و شمع نکیون لیکی ہچکیان
گھٹ گھٹ کے رو رہے ہین وہ مجھے حجاب مین

رخصتی ہون دیکھ میرا اثر پنا جسم مین
رحمت تری جو دیکھ سکے اضطراب مین

ہر صبح شام وصل وہ بیٹھی ہین اسطرح
نیچی نگہ ہے فرق جھکا ہی حجاب مین

قاصد نہ پہنچا ہی یہ بہت ہے یہ عذر وصل
سب حرف مفردات لکھی ہین جواب مین

رحمت سے گر نہ مے کو تعلق ہو واعظو
بارش نہی نہ لفظ شراب انقلاب مین

بخشے گئی جو لوگ تو بولا مین پرگناہ
پروردگار حکم ہے کیا میری باب مین

مٹی چلو کسیکو اگر دی تو کیا ہوا
تم بھی شریک ہوگئے کار ثواب مین

قاصد کے ٹالنے کا و نہین بسکہ ہی خیال
خط لکھکے رکھدیے ہین بہت سے جواب مین

عالم مین کوئی درد سے خالی نہین کہین
ہی منتشر جو درد مرا اضطراب مین

لے قصد گھومے جاتے ہین اللہ ری نازکی
بل کھا رہی لٹ جو اک پیچ و تاب مین

لکھتی نہ مجھکو سخت نہوتی نمودِ خط — بھیجا خدائی خط مرے بدلے جواب مین

رحمت کو اضطراب ہی نالان ہین اہل حشر — یون سر کو خم کئے ہین کھڑا ہون حجاب مین

شیشی ہی کیون نہ جام پہ اب قہقہے کرین — رہتی نہین ہی چپ یہ ہائی جواب مین

مستونکے یاد کرنیسے جب آئین ہچکیان — شیشے اوبل اوبل گئی جوش شراب مین

کیون گردش جہانمین ہون مست مضطر — شیشی ہی خون الٹتی ہین انقلاب مین

جب مے پیون تو کیون ہو نہ زخم جگر رفو — سوزن ہی میرے زخم کا کانٹا شراب مین

مستون نے میکدہ مین جو پھینکی کلاہ سر — شیشونکی ڈانٹ اڑ گئی جوش شراب مین

کہتے ہین پھر کے دانہ تسبیح وقت فکر — کچھ ہوش نکلے ہاتھ سے دل انقلاب مین

دعوے مین فرق آئیگا شرمائینگے حضور — کچھ پوچھئے نہ مجھسے جو دیکھا ہی خواب مین

قطع امید عفو نہ اب ہوگی ای کریم — مجرم جو کچھ کہون ترے رحمت کے باب مین

عارض کے پاس لائے جو وہ سونگھنی کو بو — ساری چمن کی بو سمٹ آئی گلاب مین

غزل ۴۵	مجمع ہی اک خدائی کا ماہر کے دفن مین تم بھی چلو شریک ہو کارِ ثواب مین	شعر ۷۵

پرتوِ حسن ہو عاشق مین بھی تو دور نہین
روئی پروانہ پہ کس شمع کا کچھ نور نہین

بصر آنکھون مین نہین نورِ سرِ طور نہین
کون شی ہو مریجان پاس نہین دور نہین

کیون مصور کی طلب ہے جو دہ مغرور نہین
آپ اپنے ہی کھنچ جائین تو کچھ دور نہین

جذبہ بیکار کے ہین قیصر تو کچھ دور نہین
لاش اوٹھانا ہی مریجان تمھین منظور نہین

جلوہ اونکا سا ہی تابندگیِ نور نہین
آپ اپنے پہ گرے برق تو کچھ دور نہین

جذبۂ دل دانتِ موثر ہو یہ مقدور نہین
نازکی ہی تو مری قبر پڑی دور نہین

قطعِ رہ مین دمِ ضعف ہی معذور نہین
گر کے رہ جا کہین سایہ کا دستور نہین

مے پرستی کب ہے گر افسردہ انگور نہین
اتنی آنکھین ترسیلی ہون تو کچھ چور نہین

کس کا دل سوزِ غمِ دوست سے رنجور نہین
شمع جلتی ہی تو ٹھنڈا دلِ کافور نہین

اتنی جا نہیں پی مے کون مجھے بھی منظور نہیں
خون دل انکا ہے یہ افسردہ انگور نہیں

وصل کی صبح کا یہ قول ہو تو دو نہیں
باتوں باتوں میں اوڑ جاؤں تو کافور نہیں

سچ ہی کم کرکے مری لکنتیں ہوں غافل
کھونا معمول تھا اور ڈھونڈھنا دستور نہیں

لاکھ کوئی کہی پتلی کی ادائیں ہیں گواہ
نشہ آنکھوں میں جوانی کا ہی مخمور نہیں

چلتی تلوار وہیں چار ابرو ونکی تھمتا ہے
مرد میدان کو آتو منہ کو گر شور نہیں

کیا وہ نادان ہیں حیا کرے صفت اک کہو نہیں
آنکھیں اولٹی ہوئی نیچی ہیں تو مغرور نہیں

جور گردون ستم دہر گوارا ہے سب
ناز یاروں کے اوٹھانا مجھے منظور نہیں

سر لگیں اشک نے ڈالا ہی غضب کا لنگر
نیچی آنکھیں ہوں اب اولٹی ہوئی تم دور نہیں

محتسب کیوں ہیں مست عبث یہی بدنام
کونسا شیشہ ہے نشہ میں جو خود چور نہیں

دیکھیے اسکو سمجھ بوجھ کے دیجیے گا فشار
دل پر آبلہ ہے خوشہ انگور نہیں

درد خود اونکی اوٹھاتا مری میت کو
بار احباب جو ہوتا مجھے منظور نہیں

منہدی پاؤنکی نہ چھٹ جائیگی چلیئے دو دم | آپ بھی پاس ہین حسرت ہی مری دور نہین

دیکھکر ساقیونکا تجمل یہ مین کہتا ہون | شیشہ مے ہی یہ کچھہ دانہ انگور نہین

گرتے پڑتے صفت عکس آہی جاؤ کبھی | قبر بھی کاغذ تصویر ہے کچھ دور نہین

آپ اپنے ہی سے لپٹو گے نہین تنکو کر شب ہجر | آنکھ سے دور ہوں دل سے تو مگر دور نہین

کوئی ہی دل مین ہے آگ لگانے والا | آپ سے آپ جلی شمع یہ دستور نہین

نازکی نے وہی کی اک حرکت گر پڑکے | عکس رہجاتا ہے آئینہ مین تو دور نہین

جس سے دن وصل کا ہجاتی ہے مر ہجر کی شب | سحر وہ نرگس جادو کو بھی منظور نہین

کیا مزا کہئے مین جو درد کی لذت نہین | کیا وہ انگور کہ جو زخم کے انگور نہین

دیکھکر سالک گمرہ کیونکہ ہو تسکین مجکو | کونسا قلب ہے جس قلب مین ناسور نہین

نامرادونکی مراد آئی تو کیونکر شب وصل | غش بھی نزدیک ہی اور نیند بھی کچھ دور نہین

پتلیان گردش سے بمقصد یہ کہتی ہین | آنکھ مین حسن ہے بھر گیا جو مخمور نہین

بادہ نوشی ہی بھرون زخمِ جگر مین کیونکر | خود ہی ناسور سی خالی دلِ انگور نہین

لاشِ مفلس سی کہتی ہی ہوا عالم | بوی کافور تو موجود ہی کافور نہین

درد کہتا ہے کہ تڑپا کے تجھے مین چھوڑونگا | مین یہ کہتا ہون کہ کروٹ بھی تو منظور نہین

کوئی خوددار مصور سی کہنچا بیٹھا ہے | اپنے کاغذ پہ گری عکس تو کچھ دور نہین

اوسکی تصویر کو یہ چھیڑ کے کہتا ہی قلم | بیٹھنا چین سی یہین کا دستور نہین

پاؤن ماردجو زمین پر نکل آئے پانی | ہم تو ہین قبر مین اور قبر بھی کچھ دور نہین

گر خطا ہو گئی ہو کوئی تو بخشو اسکو | ناز پروردۂ غم ہے دلِ رنجور نہین

لن ترانی ہی ہی کچھ دیکھنے والونکی لئی | ارنی گو نہین جب طور نہین نور نہین

چپکی چپکی بھی جلا عود تو یہ بو پھوٹی | دل ہوا خاک کیسطرح کہ مشہور نہین

یونہتو کچھ نام کو سینے مین ہے لیکن اک حجر | کھو سی بیٹھا ہون جسے وہ دلِ رنجور نہین

رحم دل کہتی ہین مفلس کو اوٹھائینگی ضرور | لاش مچلی ہی کہ اوٹھنا مجھے منظور نہین

اڑ گئی تصویر کا کیوں رنگ رہ رہ کر اور رہا ۔ سچ کہا بیٹھیں کہیں بیچین یہ دستور نہیں

استخوانوں کو مری پیکاں کے کہتی ہی مجھے ۔ ایسے نا اہل کا رکھنا مجھے منظور نہیں

ہم شکستہ تھے کہ دل ایسے کر گئے چھالے ۔ کھو دیا یوں کہ نشان دل رنجور نہیں

برق تھی یہ ہی مرے ضعف میں لب تک تو نہیں جوش ۔ ورنہ دشمن کو بھی گرنا مرا منظور نہیں

ہر جگہ ڈھونڈھ چکا دل کو میں اب تم تو اٹھو ۔ زیر زانو ہی نکل آئے تو کچھ دور نہیں

ضعف سے ہوں ہمہ تن صورت تصویر حنا ۔ رنگ کے ساتھ خود اڑ جاؤں تو کچھ دور نہیں

نازبرداریوں کا بوجھ وہ اٹھا رہا کیا ۔ یہ کو لاش اٹھانا تمہیں منظور نہیں

کثرت جرم سے کفر و نگیں ہی صورت میری ۔ پنہ الفت سے بھی چھپا ہوں تو مستور نہیں

مجھ کو تصویر جو کھینچی تو یہ میں چپکی ذرا ۔ وصل تو ناحق تھا اب ہجر بھی منظور نہیں

جنکی تصویر مرا ہیں کے کہ شا اٹھنے ۔ آپ ہی اپنی سی تم دور رہو ہم دور نہیں

زخم میں کر کہیں کبھی ہوئی تھی دیکھی ۔ میں پکارا کہ مری قلب میں ناسور نہیں

دیکھئے اب گل بازی ہو یہ دل یا کیا ہو
پھیر لینا تجھے رکھنا او نہیں منظور نہیں

لوگ غیرونکی لیے رہین تو خوش ہون اونسے
اپنی ہی چال یہ ہین رہ رون تو منظور نہیں

عام ہوتی ہی خبر خلق مین جو مرتا ہے
مر گیا دل مرا کس طرح کہ مشہور نہیں

غزل

لپٹ گئے خاک مین قارون کو فلوس یا ہی
یہ بھی مضمون ہو جو ماہر کا تو کچھ دور نہیں

۲۲ شعر

نظر کی بسکہ جھک جھک کر خم آیا پشت ابرو مین
تماشا کس غضب کا تھا طلسم چشم جادو مین

یہ تڑپی ہین جب آئے ہین تڑ وحشی کی قابو مین
کہ سم چھٹ چھٹ گئے ہین لب پہ آ شاخ آہو مین

تھا اتنا سلیقہ مردمک کو ظلم کی خو مین
ستمگر کوئی تھا ہی طلسم چشم جادو مین

اشارہ انکا اثر پہونچا ہوا فلک کی جب اک ہو مین
چلی نیمچی اک جنبش شمشیر ابرو مین

سمجھکر کھینچے شانہ زراز لف سیہ تو مین
دکھا دل بھی کوئی الجھا ہوا موئے گیسو مین

کوئی تو سر چڑھا دل تری زلف سیہ مو مین
کہ شانہ خندۂ دندان کا کرتا ہے گیسو مین

بسایا تھا جنھی صلت نے اونکی بوی گیسو مین
وہی تکیہ ہی سینہ پر وہی تکیہ ہی پہلو مین

خوشی و غش مین سچ ہے تو فلک اک سبحہ ٹھہرین
ادہر دل بیٹھتا ہے درد و ادہر اوٹھتا ہے پہلو مین

دلِ جانباز کو کیونکر نہ اشتیاقِ شہادت ہو
نہین ہین پسلیان تیغین کھنچی ہین دونو پہلو مین

تمہاری مردمک کی گردشون سے صاف پیدا ہے
پری کوئی ٹہلتی ہی طلسم چشم جادو مین

نکالین کیون تکلف سے نہ وہ سرمے کا دنبالہ
نیا اک پیپلہ کیونکر نئے شمشیر ابرو مین

نہین ہے مردمک دیکھی جو ہین آئینہ مین سیمین
وہ خود جا بیٹھتے ہین اپنی طلسم چشم جادو مین

وہی نکلی ہین بنکر اشک ماہی سرمہ آلودہ
بھری تھی گوٹکر سوتی جو اونکی چشم جادو مین

ہر اک زخم نہان دامن کو منہ پر رکھکی روتا ہے
پڑی ہی لاش لعل میر جگر کی ڈالکی پہلو مین

تری مژگان نے کچھ ڈہلکا کی اشک سرمہ آلودہ
لگایا قفل طرفہ ہی طلسم چشم جادو مین

سنا ہے آئینہ مین بیٹھکر دیکھینگے وہ سیمین
تماشا پتلیونکا ہی طلسم چشم جادو مین

نگاہ مردمک تک اونکی جاتا دیکھکر ایسا
ظفر تکیہ لیے بیٹھا ہی کوئی چشم جادو مین

خدا ہی رکھے اس سے دیکھیے کس پہ اُن کیا ہو
اولجھتا ہی یہان دل وہان گرہ پڑتی ہی گیسو مین

یہان مقصود اُٹھکر ہاتھ دلبر سے کے آتا ہے
وہان چلنے مین رُکتا ہے جو شانہ اونکی گیسو مین

معاذ اللہ اب ہین کسطرح زلفین چھوون اونکی
بلا ہین شانہ لیتا ہے تو دل پھنستے ہین گیسو مین

ذرا دیکھے کوئی اس ضعف کو دیدے کی صفائی کو
اگاتا ہون نگین جیب سے بہا دیتی ہین آنسو مین

غزل ۵۶

خدا بخشے کہا اور دل کا اپنے خاتمہ سمجھا
لہو سا کچھہ نظر آیا جو ہا ہم مجھکو آنسو مین

شعر ۴

کی نظر باز تھی شب وصلت کی راہین لگ گئین
لگ گئے دل ہی جو دم بھر کو نگاہین لگ گئین

تیری نظارہ مین عالم کی نگاہین لگ گئین
یون الگ تھین جانب منزل لیے راہین لگ گئین

غزل — ولہ — شعر ۱۷

جنبش ہی شہر اشک سے عرش آہ مین
سچ ہی بڑا اثر ہی یتیمونکی آہ مین

بیکل ہے جان دل جو ہی راہ گناہ مین
مضطر ہی ناخدا بھی جہاز تباہ مین

کیونکر پھراؤن آنکھ محبت کی راہ مین | برچھی گڑی ہی اونکی نظر کی نگاہ مین

آتا ہے مجھ نازکو ہی سیر گاہ مین | آنکھین بچھائین نقش قدم کیون نہ راہ مین

اُف ری تباہیان مری الفت مین چاہ مین | صورت جو دل کی تھی وہی ہی دود آہ مین

کوئی مسافرون نہ آسکے کوئی ادھر | رہزن بھی لٹ چکی ہین محبت کی راہ مین

کافی ہی مجھکو ضعف ہی قطع طریق کو | اوٹھتے ہین پاؤن گر کے اوٹھنے سی راہ مین

ہی کون مجھ غریب کی لے آگے جو خبر | پھیلا پاؤن سوتے ہین جا دی بھی راہ مین

دیکھو نگاہ خلق پڑی ہی سفید و | دنیا اولٹ ہی جائیگی تیری بھی نگاہ مین

کیون جان بھی پائین نکلتی ہی حسن سے | پامال ہین ہوا اتنا حسینونکی راہ مین

پلکین بلا مین لیتی ہین کیا چاہ یار سے | صورت وہ پھر رہی ہی جو میری نگاہ مین

سیراب بلون سے کس طرح مین کہون | جا دے زبان خشک دکھاتی ہین راہ مین

آئینہ دیکھنی ہی ہو خود بھی سبزہ رنگ | زہر اسقدر بھرا اتنا بتونکی نگاہ مین

گر حسن ہو تو آئین خریدار غیب سے
یوسف کو ایک رات بھی گزرے نہ چاہ مین

ہر روز سرفراز تو کرنا محال ہے
اوسکو بھی کہیں عذر جو ہوگا نگاہ مین

تھکتے ہین جب قریب وطن جا کے ناتوان
آتی ہی بوے یار کی لپٹی کو راہ مین

غزل ۵۸ — شعر ۱۵

ماہر وہ تیرہ بخت نہین خوش نصیب ہی
سرمہ نظر سی جسکی ہی چشم سیاہ مین

تاثیر درد ہجر سے پچھلا پہر نہین
دل کی مری چمک ہی طلوع سحر نہین

کتنی شب فراق کٹی ہی خبر نہین
بگڑی ہوئی گھڑی ہی فلک کی قمر نہین

وہ نازکی نہین کہ جو غفلت اثر نہین
کیا ہوش مین وہ آئین کہ اوُن کمر نہین

جوہر کا وصف جسمین نہین نیشتر نہین
کس کی زبان پہ قصۂ درد جگر نہین

تاثیر اشک شور سے پچھلا پہر نہین
کچھ رنگ شب گیا ہے بیاض سحر نہین

بیدار آنکھین کھول کے دیکھین تو کچھ کھلے
فرقت مین رنگ اوڑا ہی طلوع سحر نہین

آ کر سیاہ خانہ مین میرے ڈرا نہ کون
شب کا بھی رنگ اوڑا ہے طلوع سحر نہین

معشوق مین کمی کسی شی کی محال ہے
کیا جھک کے زلف دیکھتی ہی کمر نہین

اُف ری درازیان کہ جوانی گذار کے
آئی ہی شام ہجر کی پیری سحر نہین

ہون شکل مرغ قبلہ نما قید ہی جہان
ٹکراؤن کیون نہ سر کہ مری گھر مین در نہین

زلفین لٹک کے دوش پہ کیون پھر لپٹتی ہین
جس سی کھی یہ جھونک وہ نازک کمر نہین

دنیا طلسم حسن حسینان دہر ہی
گردش ہی چشم مست کی شام و سحر نہین

ہی گھر مرا اک آئینہ کسکا نہین گذر
مسدود ہی نہین ہی اگر باز در نہین

نادم وہ گر نہین ستم ہجر پر نہون
کیا بھیگتی کبھی رات پسینہ مین تر نہین

غزل ۵۹

شعر

رہ رہ کے دل مین اوٹھتی ہی ماہر کے کیون چمک
بجلی تڑپنے مین دل مضطر اگر نہین

ہی غول راہ دہر قمر بھی قمر نہین
اک مکر چاندنی ہی طلوع سحر نہین

بچپن کی ہی چھچال ردا پر نظر نہین | کسکی خبر اوٹھین ہو جب اپنی خبر نہین

سمجھا نکوئی دہر مین برق و شرر نہین | پیچ ہے تڑپتے دلکی کسیکو خبر نہین

پھیلائے پاؤن سوتے ہین تکیہ پہ سر نہین | کیا کر رہی ہی کسکی نظر کچھ خبر نہین

سینہ کھلا ہوا ہے ردا پر نظر نہین | کیا جانے دل پہ کسکی ہین چھنکی خبر نہین

سانس اولٹی پاؤن پھرتی تاب نظر نہین | کیا ہے جو غیر حالت قلب و جگر نہین

وہان اپنی اپنی کام مین کسکی نظر نہین | وہ سو رہی ہین یون کہ کچھ اپنی خبر نہین

اپنی تو ہی یہ رائی تمہاری خبر نہین | انگڑائیون مین تم نہ کھنچی وہ جگر نہین

آنکھون مین پھر رہے ہو جو دل مین گذر نہین | کس سمت ہو کہان ہو کدہر ہو کدہر نہین

مژگان پہ اشک چشم بھی ہین لخت دل بھی ہین | انکی نصیب ہم ہین کہ زانو پہ سر نہین

تصویر کو بھی اہل دل دیکھتے نہین | کتنا کھنچے ہین خلق سی اتنی خبر نہین

کہتے ہین رو رہے ہو دل شام ہجر کی | میلی سی چاندنی ہی ضیائی قمر نہین

مژگان کی صف مین دل ہی لڑائی ہی جس نے
افسر بلا ہوا ہے امید ظفر نہین

جلتا ہے خود اگر کا بھی دل میرے حال پر
کھولے ہے بال قبر پہ کوئی جورو نہین

جاگے ہوونکی چشم کا ہی عکس چرخ پر
آنکھیں جھپکتے ہی ہین نجوم سحر نہین

پلکونکی بھی بلا سے وہ آتی نہین کبھی
جس نیند کا حضور کی آنکھون مین گذر نہین

تصویر کھنچ رہی ہی نزاکت سے مست ہین
کھنچکر چلے کمان سے کہان کچھ خبر نہین

کیون نیند بند کہین کرتی ہی اہتمام
وہ چشم نیم باز اگر باب شہر نہین

کرتا ہون چین پا کے جو آنکھونکو بند مین
کہتی ہے موت اب تو وہ درد جگر نہین

کیونکر تڑپ کے نہ رہجاؤن تجھ بن مین
جسکو ہین ڈھونڈھتا ہون وہ درد جگر نہین

کی دشمنی بھی نہ آکے عیادت مری کبھی
کیا نیند کو بھی تیرے مرض کی خبر نہین

کانٹا سا چبھتی آتی ہین آنسو بھی سوئے چشم
جاتی ہی لاش قبر مین لخت جگر نہین

مثل حباب شیشہ دون کبھی تو رو دون اب
آنسو ٹھہر گئے ہین مگر چشم تر نہین

حرفون مین بھی نشان ہے کیون نشگاف کا
زخم زبان کلک ہے زخم جگر نہین

کیون چھپین نہ دیکھکے دونونکے رو نہین
دو لاشین دونون سمت ہین قلب و جگر نہین

عکس یہان آئینہ کیون سبزہ رنگ ہی
گر زہر کا تمھاری نگہ مین اثر نہین

معدوم ہی دہن کی تو تھا ایک بات تھی
کس پر کھڑی ہین ہات رکھے گر کمر نہین

ہی آج مجھسی وصف مژگان سے سامنا
انجام کیا ہو دیکھیے دل بھی ادھر نہین

کیا کس سی پوچھون ایک سے سو عدم کو گئے
سب تھکے ہین کسیکو کسیکی خبر نہین

لب بند کیون کیے ہین گلہ کیون نہین مجھے
کچھ بیٹھے بیٹھے درد مین لذت اگر نہین

دل جلکی جلکی جان جو دیتا ہے پھر ہین
یون دم نکل رہا ہی کہ مجھکو خبر نہین

کچھ حال چھپائی تھے ہین لیتے ہی رغم مین
نیچی نگہ جو کہتی ہے اوسکی خبر نہین

کیون ٹھہری تن ہی ان سی نکل آئی ہین مرے
ٹوٹی ہوئی رگین مین اگر نیشتر نہین

کیون سانس چڑھتی ہی عرق آیا ہے کسلیے
بھاری جو رات آپکے بیمار پر نہین

جراح بھی چھوے تو مین کیونکر تڑپ نجاؤن
اونکی امانتین ہین یہ زخم جگر نہین

آئی ہی ڈھونڈھتی ہوئی اب تک اونکی تلوار
سچ کہتی ہین کہ جسم مین اونکی کمر نہین

مٹیا و چھینپی چھٹپتی چھپٹینگی وہ عادتین
کے دن ابھی ہوے کہ مرے بال و پر نہین

وہ محو خواب ناز ہین نکلا ہی آفتاب
دکھلا رہا ہے آئنہ گردون سحر نہین

اچھا نہ آئے تھے تو سمجھتے ہی میری قدر
کیا آپ مین ہی آنیکو اذن کمر نہین

نازک رگین تڑپ رہی ہین برق کیطرح
تعویذ کا تو آپکے بازو پہ سر نہین

سچ ہی کہ سب ہین صاحب خانہ کے دم تلک
گر دل نہین تو جان نہین ہی جگر نہین

کچھ ایسا پڑ گیا ہے محبت مین تفرقہ
دلکی ہمین تو دلکو ہماری خبر نہین

کچھ حسن اتفاق سے یون لگ گئی ہی آنکھ
آئینہ منھ پہ منھ کو رکھے ہے خبر نہین

سنکر صدا گدا کی نرکھ ہاتھ کان پر
سو در کھلے ہین باز اگر ایک در نہین

زلفین دبانے سے آئی ہین کیون اتنی دور سے
گر دشمنون کو آپکے درد کمر نہین

معشوق بیحجاب کو آڑاتی ہی بہت — یہ شمع کیسے ہین اوڑتا پتنگو نکے پر نہین

پیدا دلون سے ہی پتنگی ہو کیون اوتار کے — ہیکل کی تختیان ہین یہ لختِ جگر نہین

شکلین مٹی ہوئی ہین دوپٹہ مین کیون وہان — کھنچتی ہوئی رگو نمین مری گر اثر نہین

اک آئنہ مین عکس ہی اک چشم صاف مین — حیران بیٹھی ہین کہ کدھر ہین کدھر نہین

اپنی جھبڑکا کو دلکی غریبی کو دیکھیے — دعوہ بھیڑ اوسسے کہ مین بیداد گر نہین

ایڑی کی بجلی لاتی ہین چلنے مین کس لیے — گر ہو نہین آنچلو نکی جو لختِ جگر نہین

تربت پہ بیکسو نکی شب وصل یا شب ہی — اب تم پکارتے ہو ہمین کچھ خبر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین غیرو نسے پوچھتے ہی — خود گر پڑی جو حسن پہ اوسکی خبر نہین

نازک جو تیرے قلم کے اشارے مین کھنچ گئے — تصویر کا تو نام ہے اپنی خبر نہین

لڑ بھڑ کے کس سے سو گئی ہین گیسو بگاڑ ہی — کون اونکی لے رہا ہے بلائین خبر نہین

مجھ سے بگڑتے دل کی ہو تم چرچے ہین نام ہے — بن ٹھن کے لٹنے کی کسیکو خبر نہین

وفا پروانوں کی دیکھو عبث کب لپٹی جاتے ہیں / سیاہی صبح والی شمع کے منہ کی چھڑاتے ہیں

دہن میں وہ زبان دیتی ہی یہ پاس آتے ہیں / سمجھانے کیا پتنگے شمع سی باتیں بناتے ہیں

قیامت ہے غضب ہے بیٹھے آنچل سے مٹاتے ہیں / نشان آئینہ میں کس کی نفس کے پائے جاتے ہیں

رہیں آباد و شاد ان کو جو شمعوں پہ کھاتے ہیں / وہی ٹھنڈا ابھی کر دیتی ہیں آخر جو جلاتے ہیں

نہیں معلوم جلنی میں وفا کیسی دکھاتے ہیں / زبان شمع پر کچھ نام پروانوں کی آتے ہیں

جلانیوالے تو پھر ہی ذکر اونکا جا بجا دیدہ / دل اونکی موم کب ہیں شمع روشن جو بجھاتے ہیں

نزاکت اونکی کام آتی ہی میرے مثل آئینہ / ذرا ہی جب کشش ہوتی ہی وہ دل میں دبے آتے ہیں

نگاہوں کو بچا کر شمع بھی لیتی ہی بوسہ / پتنگے جلنے میں کچھ منہ پہ یون کو ملاتے ہیں

ہماری اضطراب دلکی اب حالت یہ پہونچی ہے / نہیں جمتی ذرا اپنی قدم آنسو بہاتے ہیں

رگیں کیونکر نہ مثل موئے آئینہ مری دکھیں / کہ جوہر جگر ٹوٹے ہوئے نشتر دکھاتے ہیں

مثال عکس آئینہ تمہاری ساتھ ہم بھی ہیں / چلو تم جاتے ہو گھر سے ہم بھی نکلی جاتے ہیں

ہماری ناتوانی کام آتی ہی تو منزل مین
غبار دشت اوٹھ اوٹھکر قدم اپنے اوٹھاتے ہین

بہ رنگ بوے غنچہ کیون نقاہت مین نہ ہوش اوڑتے
نسیم صبح کی جھونکے مری گلکو ہلاتے ہین

ذرا آنسو مژہ سے چھٹتے ہین کچھ تسکین سی ہوتی
تڑپکر جب تپش غم سے گلکو ہلاتے ہین

قیامت کے جب آنکھین نظر آتی ہی دیدار کو
زمین سے چلنے مین کھنچتا ہوا دامن اوٹھاتے ہین

گلہ ہو کسیکی بیرخی کا شمع مین کیونکر
ہماری ہاتھ پاؤن جب ہمین سے اٹھتے جاتے ہین

ٹپکتے صدا آتی ہین اشک شمع کافوری
جلین دل اپنے جو ٹھنڈا کلیجہ کو جلاتے ہین

غزل ۱۶

سلیقہ مثل ماہی بات کرنیکا نہین جنکو
مثال عکس آئینہ وہ خالی لب ہلاتے ہین

شعر ۹

یہ حباب آکے سر آب خبر دیتے ہین
دم جو لیتی ہین زبانین نہین وہ سر دیتے ہین

سچ ہے سخی سے غنی خلق مین زر دیتے ہین
چوٹ جب کھاتی ہین تب سنگ شرر دیتے ہین

شمع کہتی ہی کہ پروانونکا احسان کیا ہے
جان لیتی ہین تو ہم خود بھی تو سر دیتے ہین

اونکو گلہای سپر جانکی منظور کرو
ہاتھ پر رکھکے تمہین نذر جو سر دیتے ہین

ہین ہنسیلان جہان بہی کوئی غنچہ شاید
ٹکڑے دل ہوتے ہین مٹھی نہی جو زر دیتے ہین

زخم کیطرح کبھی ہنس کے کبھی رو دھو کر
ہم خوشی آپکی ہر طرح سے کر دیتے ہین

وہ سلامت رہین یا رب کہ اگر کیصورت
دفن جو مجکو مری خاک مین کر دیتے ہین

کوئی تو نکتہ ہے جانباز یو تمہین جاہو نکی
لوگ لکھ لیتی ہین جسوقت یہ سر دیتے ہین

غزل ۶۲	شور شلو نکا مین کیونکر یہ سنون آماہر کچھ خبر دلکی نہ مجھے دیتے تر دیتے ہین	۲۹ شعر

ہم اون گلون کا قفس مین خیال کرتے ہین
ہوائی نرم سی جو منھ کو لال کرتے ہین

قدم کے نقش پہ کیون اپنا حال کرتے ہین
وہ ترتبین بہی جو ہین پائمال کرتے ہین

چھری کو روک کے بیجا ملال کرتے ہین
یہ مینی ذبح کے ہین یعنی حلال کرتے ہین

اونہین کے عشق مین ہم انتقال کرتے ہین
ہٹا ہٹا کے جو زلفین جلال کرتے ہین

نہ خوش ہون وہ کہ جو دید ہلال کرتے ہین
فلک سیکو چھری سے حلال کرتے ہین

ہر اک سی رنج ہر اک سی ملال کرتے ہین
وہ اپنی شان کا کچھ بھی خیال کرتے ہین

عدم نہ منہ کو کہو تو ملال کرتے ہین
کہاں کی بات کہاں کا خیال کرتے ہین

لباس خون کی چھینٹون سی لال کرتے ہین
حلال کر نہین آتا حلال کرتے ہین

کسی طریق تعصبی بی سخن ہون وہ مشہور
زبان پان ہی کھا کھا کے لال کرتے ہین

اب آفتاب بھی پانی مین کیون نہ ڈوب مرے
وہ آج آئنہ مین دیکھ بھال کرتے ہین

بلائین لیتی ہی ہی بار زلف چہرے کی
کچھ اس ادا سے وہ مجکو حلال کرتے ہین

کو بسی چاہے درہوئی لوگو نسی کہدنے کے وقت
یہی چھپاتے ہے تو پھر کیون حلال کرتے ہین

قفس کی خیر منا مثل غنچہ اے صیاد
اسیر صحن چمن کا خیال کرتے ہین

کیسی لوگ ہین یارب فرشتگان لحد
کہ جانکر ہمین بیجان سوال کرتے ہین

زبان نکلی ہزارون دعائین دیتا ہے
کچھ اس ادا سے وہ دل پائمال کرتے ہین

ہماری قبر میں منہ کا بھی پھیرنا تھا ضرور
جہاں نہیں یوں ہی کسیکو حلال کرتے ہیں

فرشتگان لحد چھیڑنے سے کیا حاصل
جوابدہ وہ نہیں ہم بھی سوال کرتے ہیں

کشیدہ کون ہو تیر افگنان عالم سے
کھنچی کمانکی یہ گوشمال کرتے ہیں

خیال خاطر نازک تھا عفو ہو تقصیر
جگر کو تھام کے اب عرض حال کرتے ہیں

غمزہ کی ہاتھ ہی کہتی ہیں اوٹھکے اوسکی طرف
فقیر اوسکے آسے وہی سوال کرتے ہیں

وہ لوگ ہی ہیں جو ہیں در چشم کے کشتہ
چھری سی ہمکو تو ڈورے حلال کرتے ہیں

کسے نہ تم نظر آئے پناہ موسی سے
کہ دیکھکر ارنی کا سوال کرتے ہیں

جو شامت آتی ہی پھولونکی اونکی ہاتھوں نہیں
وہی ہمارے کلیجے کا حال کرتے ہیں

عوض جواب کے دیتے ہی تجکو بنتا ہے
ترے فقیر غضب کا سوال کرتے ہیں

ہوئی ہی باغ کی پھولوں سے جب سے کچھ چشمک
وہ جاگ جاگ کی آنکھونکو لال کرتے ہیں

نہ جا صدا کے فقیران اسیا خو پر
یہ جتنا سیر ہو اونتنا سوال کرتے ہیں

جناب موسیٰ عمران پناہ دید سے — یہ جس کی دید کا حضرت سوال کرتے ہین

غزل ۶۳

اونہین کے عشق مین ماہر کی جان جاتی ہے
بچے ہوئے جو لہو سے حلال کرتے ہین

شعر ۴۴

جراح درد زخم سے رودون خو یہ نہین — دل ہنس رہا ہے بخیہ تار رفو نہین

اب کیون ہے ترک گدا کا سفر مثل بو نہین — حسرت نہین مراد نہین آرزو نہین

اب کیا کہون کسی سے کوئی آرزو نہین — حسرت ٹپک رہی ہے جگر کا لہو نہین

نا قدر درد غم کے ستونیسے شاد ہین — مین یہ تڑپ رہا ہون کہ دل کیون لہو نہین

یون حبس دم کئے ہین قفس مین اسیر باغ — شاخون مین پھول اک نہین پھولون مین بو نہین

پروانونکو جلاکے دکھا شمع کا نہ دل — اب بھی کہو سفید جہان کا لہو نہین

سینہ پہ ہاتھ رکھکے کبھی پڑھ دو فاتحہ — میت ہے یہ بھی ایک مری آرزو نہین

دھبا لگایا آپ مین کس احتیاط پر — اتنا بھی ہو نہ شوخ تو دل کا لہو نہین

آرام پا کے سُستے ہین دل سی مری وہ ہیہ
ناحق گلہ تھا ہمین بُری کوئی خو نہین

مستون بغیر بزم مین کیا دل لگی مرا
شیشہ نہین ہی جام نہین ہی سبو نہین

رُوٹھی جو دل مرا تو کوئی اُوسنی یہ کہے
پھر کیون خفا کرو جو منانیکی خو نہین

کہتے ہین نگا وڑا کے حنائی کسیکے ہاتھ
جو چُلّو ون نہ روز گھٹے وہ لہو نہین

ذرّہ ہے میری خاک کا دامن پہ جا پڑی
ای دوست میری اور کوئی آرزو نہین

شاید کہ مر گیا دلِ نالان مرا کہین
چپ چپ سی شہر مین ہے وہ غل وہ بکو نہین

مجھ تک تو عادتین تہین جگانیکی رات بھر
سونے نہ دی اوس نہین یہ مرے دلکی خو نہین

پر تو پڑا ہے دلکی چمک کا مرے ضرور
بجلی مین بے سبب تڑپنے کی خو نہین

کمسن ہین گیسو نہ چال مین الجھین تو کیا کرین
گرنیکی عادتین ہین سنبھلنے کی خو نہین

اب کس امید پر مجھے ناوک لگائین وہ
رنگت پکارتی ہی کہ دل مین لہو نہین

کہتے ہین دل مین ڈال کے روزن مرا وہ دل
اس وسکی جو فقیر نہین آرزو نہین

دہارونکا زور دیکھ کے ناوک لگائیے | اولٹی پھرے نہ تیر تو دل کا لہو نہین

کہتا ہون تجھسے تیر دیکھ کے حسرت زدونکو مین | سُن رکھین سب کہ مجھکو کوئی آرزو نہین

دم ہو خفا تو ہجر مین دل ہی تنگ ہو | معشوق کب ہے جسمین بگڑنیکی خو نہین

کیون مست خونِ دلکو نہ سمجھین شراب سُرخ | مے کی نہ چھینٹ ہو تو لہو بھی لہو نہین

کہتا ہے دل جلا کے مرے درد کا مزا | وہ دل نہین کباب کی کچھ جسمین بو نہین

دل ہی بساط ہو تو ڈرو اور ظلم سے | پُھٹکی سا ہو جو خون وہ لہو کیا لہو نہین

مستونکو کیون نہ درد ہو ٹوٹین ایسے جو دل | ہی کون جسمین شرکتِ خونِ سبو نہین

خنجر کا منھ بھی ننگ کے پردہ مین ہے نہان | دیکھو سمجھکے تم بھی تماشا لہو نہین

دل مین ہی سمجھکے وہ رہتنے دین سب اپنے تیر | غیرونکی آرزو ہی مری آرزو نہین

پیکانمین زنگ پاکے مکدر نہ اتنے ہو | جو خشک ہے گیا وہ لہو کیا لہو نہین

وہ تیر پر لگا رہے ہین تیر اسلیئے | کہتا ہے جوشِ خون کہ ابھی دل لہو نہین

دنیا مین اتنی عمر پہ ہی ای شفق یہ حال
مین بھی تو ایک ہو نگی مرا دل لہو نہین

گر دردِ زخمِ دل کا سنو گے تو ہو گا کیا
چھوٹی سی منھ کی بات بڑی گفتگو نہین

ظالم ہوا گلو نپہ ہی بلبل اسیر ہے
کیا ہو رہا ہے اب خبرِ رنگ و بو نہین

تولیدِ خونکی مردہ دلی مین عبث ہے فکر
جو دلکی جان تہا وہ لہو اب لہو نہین

ایسے غریب دلکو نہ چھپائی سی کیون لگاؤن
خصلت یہ نین ضد و نکی مچلنی کی خو نہین

جلاد رو رہینگے دلِ زخمی کے حال پر
باتین شکست بخیہ تارِ رفو نہین

زخمیِ دل سیے ہوئے لب کی صدا سنین
ٹانکو نکا ٹوٹنا ہے مری گفتگو نہین

جلاد جلتے خون کا ادنی یہ حال ہی
بجلی زمین پہ لوٹ رہی ہے لہو نہین

برعکس یون سے عکس کے الٹی ہین کیا نصیب
آئینہ اونکے آگے ہے پھر روبرو نہین

تفریح اوس سے ہو یہ رولائے جہان کو
غنچے کے دلمین بہی مری حسرت کی بو نہین

رنگت تو کہہ رہی ہی مرا طور ہی برا
ہمت پکارتی ہی ابہی دل لہو نہین

اتنا تو ٹکڑے دل کا نشان مجکو یاد ہی | غش کی سی عادتین ہین تڑپنے کی خو نہین
یہ کیا کہ میرے پاس تھین سو دلین حسرتین | اب ونکی پاس ہے تو کوئی آرزو نہین

غزل ۶۴

گل دیکھی کیون خموش ہو ماہر شمع بزم
پوچھن جا منہ کی بات تو کچھ گفتگو نہین

شعر ۳۴

مجھے اس شرط سی دی ہی جگہ گردون نے گلشن مین
گرے بجلی تڑپکر گر ہلے تنکا نشیمن مین
رگِ جان مین سوزِ غم نہ کیونکر ہو مرے تن مین
گلِ آتش ہو وہ بھی خس جو ہو شعلہ کے دامن مین
نصیبِ طبع کی تاثیر یون ہے شعر کے فن مین
عوض شیر ونکے جیسے بو ہے شیر ونکے مسکن مین
قدم ڈالے نکیون دل ہر طریقِ صاحبِ فن مین

اسد جاتے ہین بشہ کی طرح غیرون کے مسکن مین

کوئی دم ڈر رہی ہے تیغ دست ترک پر فن مین

رگون کو اپنی کچھ بھڑکا ہوا پاتا ہون گردن مین

کوئی تو پوچھ دے یہ باغبان سے مجھکو گلشن مین

وہ کھٹکے آنکھ مین کیونکر جو تنکے تھے نشیمن مین

معاذ اللہ کیسی منتین بانکی لڑکپن مین

غضب ہو جائے نیچا سر ہو پہنین طوق گردن مین

پھر آمد غم کی ہے دلمین الٰہی خیر امیدونکی

اسد مایوس ہوکر صید سے آتا ہے مسکن مین

بند ہین باندہی کسیکی اہل وحشت غیر ممکن ہے

ہوا کیا گر پڑی زنجیر رشتہ پائے سوزن مین

ترس کہا ہمصفیرون پربھی جو ساتھ آئے ہین

مین جسبن مٹھی مین ہون گلچین چھپالے اوسکو دامن مین

ہوا کے دم سے اتنا بھی اگر ہے تو غنیمت ہے

مرے بدلے مرے پر آتے جاتے ہین نشیمن مین

اگر ہے طالب قطعِ سفر رہبر کے پیچھے آ

اوجھکر رہگیا رشتہ بڑھا جب راہِ سوزن مین

کسیکا راز افشا کر نہ اپنی بیحجابی سے

کہ عریانی پہ عادت پردہ پوشی کی ہے سوزن مین

خبر اونکو نہین باتون مین یون بیٹھے ہین تربت پر

بلائین سر پہ اٹھائے رہا ہے کوئی مدفن مین

یہی تو ہین ادائین قتل کرتے ہین جو محفل کو

کہ خود بیٹھے ہین اور تصویر پوشیدہ ہے دامن مین

زبان سے کام کم لے گر بقائے دم کا خواہان ہے

کہ عمر رشتہ گھٹتی جاتی ہے رفتار سوزن مین

سمجھکر مال اپنا لیگئین اشکونکو بھی نظرین

وہ رزق برق تھا دانہ جو کچھ تھا میرے خرمن مین

کبھی اونکی لحد کی سمت بھی ہو کر نکلجاؤ

نگاہین جنکی جالا بنگئی ہین چشم روزن مین

کبھی گرتے ہین جب دشمن تو مین سنکر یہ کہتا ہون

انیلی چال چلتے ہین اوجھ جاتے ہین دامن مین

مری اک قید نے حالت یہ کی ہے ہمصفیرون کی

بھرا ہے خانۂ صیاد سناٹا ہے گلشن مین

تعجب کیا جو چھالے کی طرح دل بھی نکل آئے
لیئے بیٹھے ہین وہ مٹھی چھپائے ہین جو دامن مین
نظر مین کیون نہ اونکی نشہ آتا اونکی آنکھون کا
کہ مے مستون کے ہاتھون سے ہی گرپڑتی ہی دامن مین
تعجب کیا اس بلانے سے چلا آئے اگر قاتل
اشارون کی ہے صورت جنبش رگہائے گردن مین
بدی غیرون کے آگے ہو رہی ہے کب سے تربت پر
ہمین دیکھو کہ ہم چپکے پڑے سنتے ہین مدفن مین
رہے قطرہ نہ باقی ہان دمِ شوقِ شہادت ہان
بدن بھر کا لہو کھنچا چلا آتا ہے گردن مین
دوبارہ ہون نکیونکر قتل یہ کہکر جو وہ روئین

بدن پر سر نہین ہم ہاتھ ڈالین کسکی گردن مین

جدائی انمین بہی کیا تیغ سے ہونے کو ہے قاتل

گلے ملتی ہین آپس مین رگین جتنی ہین گردن مین

اب اس سے بڑھکے کیا شوقِ شہادت ہوگا ای قاتل

رگین کہنچتی ہوئی ساری سمٹ آئی ہین گردن مین

فلک کے دور مین انسان رہے ثابت قدم کیونکر

دمِ گردش تو پتھر بھی نہین تہمتا فلاخن مین

خبر پائی ہے شاید قتل کی اے بیخودی کوئی

بدن سے خون جو دوڑا ہوا آتا ہے گردن مین

اوترکر زلف نے اوسکی جگہ روکی ہے شانہ پر

کبھی مین نے جو باہین ڈالدی تہین اونکی گردن مین

محبت مین بھی اونکے قتل کا ہے اک نہ اک مطلب

جھکا کر سر دیا مین نے تو ڈالا ہاتھ گردن مین

کوئی اس سن کو تو دیکھے عوض مین کچھ چڑھانیکے

لحد کے پھول بھی چنکر لیئے جاتے ہین دامن مین

غزل ۴۵	بشر ہوکر فلک کی گردشین یا صبر سہے کیونکر کہ چکر اتا ہے پتھر بھی جب آتا ہے فلاخن مین	شعر ۱۶

کہ صفت اضطراب مین ہون جہان ہون اک انقلاب مین ہون

میان خشکی بھی آب مین ہون مین آبرو سے عذاب مین ہون

نکیون مین ساکت حساب مین ہون تری ہی آداب داب مین ہون

خموش بس اس حجاب مین ہون مین آور گویا جواب مین ہون

لحد سے اوٹھکر عذاب مین ہون محاسبہ کے خطاب مین ہون

مین خاک گو یا جواب مین ہون کہ اونکے سخن کے حساب مین ہون

مگر مین سبزہ خطاب مین ہون کہ رہرو ونکے عذاب مین ہون

کہون تو کیا کس حساب مین ہون زمانہ رو ندے مین خواب مین ہون

لگی عجب اضطراب مین ہون صدمے آونکی عذاب مین ہون

مین اپنی فکر عقاب مین ہون وہ جانتی ہین کہ خواب مین ہون

گناہ پر بھی ثواب مین ہون خموش رحمت کے باب مین ہون

کفن کے اس پیچ وتاب مین ہون مین سمجھا اور حجاب مین ہون

ہمیشہ آباد ساقیا تو نہ کیون ہو مینا کی طرح اچھو

اودھر ہون تا حلق اپنی ملوادھر گلے تک شراب مین ہون

برنگ بوئے چمن جو کھویا مین بیٹھ کر دلکو خوب رو یا

ہوا بس آتشے مین کوئی گویا کسیکے رخ یا گلاب مین ہون

نکیون لگی آگ جسم و جا نمین یہ زکھتا ہے استخوان مین

کبھی ہو نمین نبضِ عاشقان مین کبھی مین سیخِ کباب مین ہون

نہ ڈونے مجھسا بھی کوئی بیکل کہ سارے دریا مین اک ہی ہلچل

او بھر رہی ہے زمین سے ریتل غضب کے مین اضطراب مین ہون

بیان ہو کیا حالِ قلب مضطر ٹپک رہا ہے اوٹھا اوٹھا کر

جہان مین پھیلے نہ درد کیونکر شب فراق اضطراب مین ہون

سقر مین کیا جی یوہین مین ہارا کیا تہا شعلون نے کچھ اشارا

مین دستگیر ونکو یون پکارا چلو چلو مین عذاب مین ہون

لحد کے دکھ تو فلک نے ڈالے نہ منھ سے پر یہ سخن نکالے

چلین نہ اسطرح چلنے والے قدم کے نیچے مین خواب مین ہون

اثر دکھائے جو قلبِ مضطر تو سر پھری صورتِ مقدّر

نکیون ہون غلطان مثالِ گوہر غرق خود اپنے آب مین ہون

سُنا دے حکم اے حساب والے سقر مین جا مین عذاب والے

جواب دینگے جواب والے کریم مین کس حساب مین ہون

غزل ۶۶ — نہ خوش ہون ماہر ستا کے دشمن جو ہون مین گردش سے خشتِ آہن

زمانہ بھی تو بنے فلاخن جو دم کو مین انقلاب مین ہون — شعر ۶۹

صاحب بساط قدر سے خالی کہین نہین

تکیہ وہ کونسا ہے جو مسند نشین نہین

ہے دُور کون دوست جو میرے قرین نہین

سینہ مین بھی وہ دل جو کم از دُوربین نہین

احسان نہ لے تو مثل ترا بھی کہین نہین

اکسیر ہے وہ خاک جو دامن نشین نہین

کس سے ہے نامِ عشق کوئی نازنین نہین

مجنون تو ہین بھی لیلیِ محمل نشین نہین

اے چرخ کاملون کی جگہ کیون کہین نہین

تکیہ سے بھی یہ کم ہین جو مسند نشین نہین

کیا آنکھ مڑ کے دیکھتی ہی کیا کہین نہین

دنبالہ سُرمہ کا بھی کوئی دُوربین نہین

منجائی شکلِ حزن تو جا تو حزین نہین
تقدیر کا لکھا ہی یہ چینِ جبین نہین

عاشق متونکی مثل تو خود نازنین نہین
عکس انکا جسکے رخ مین نہین وہ حسین نہین

سینے مین محتسب کہو یہ کیون ہی نگین نہین
شیشون کا ہی خمون مین مئی آتشین نہین

کیونکر مکان بھی باعثِ زیبِ مکین نہین
بے حس ہین یہ وہ حرف جو کرسی نشین نہین

اے روئے کیون نہ رو دون کہ مجھسا حزین نہین
آنکھون پہ آستین ہے چینِ جبین نہین

بچ سبزے پناہ سبز خطون سے کہین نہین
یہ آب زیرِ کاہ ہین حسنِ حسین نہین

کیا اہلِ نام چین سے اپنے گھرون مین سوئے
جب آشنا زمین سے پشتِ نگین نہین

ہے لامکان تو اہلِ فنا سے کرو نہ نا
گر تم کہین نہین ہو تو یہ بھی کہین نہین

جامہ مین بار کے ہون جو نہر جنون سے ہین
افعی کے تن کا پوست یہ آستین نہین

گر ہون نہ وصفِ ذات تو شہرت سے کیا حصول
اک نام ہے چراغِ مکان نگین نہین

بوسے ہین نشان یہ کیون نازنین خفا
شاید لیا ہو خواب مین مجکو نہین نہین

نامی جہان مین گر ہے تو کسب حیا بھی
گر آنکھ ہی مین آب نہین تو نگین نہین

مین اک فشارِ قبر کا شکوہ کرون تو کیا
دنیا مین کسکی خونکی پیاسی زمین نہین

زورِ جنون نہین قیدیِ چاہِ رہ ہو نہین کیا
ہاتھونکی ہتکڑی شکنِ آستین نہین

ہے صاحبِ وقار تو کر ترک بانکپن
گر کج کلاہیان ہون تو حسنِ نگین نہین

کب تک چھپے رہو گے دکھا ہی چکو جمال
کیا خوب تو سماتے ہین اک تمہین نہین

کر صاحبِ وقار پہ تہمت نہ طنز کی
چشمک زنی پہ میلِ مزاجِ نگین نہین

طبعِ نفیس مائلِ مالِ جہان ہو کیا
فاسد غذا صدف کی ہی دُرِّ ثمین نہین

ای چرخ خانہ زادونکی ورا تنی آبرو
قابل قند کے گوش کے دُرِّ ثمین نہین

تکرارِ نفیِ وصل مین اتنا ہے خیال
اقرار ہو نجائے تمہاری نہین نہین

پر تو دکھا دیا تو سراپا دکھا چلے
اب تم مری نگاہ مین پردہ نشین نہین

کھو جاتی ہو تم آنکھون ہی آنکھونمین کسطرح
آنسو نہین ہو سرمۂ چشمِ حسین نہین

جلتی زمین پہ کیا مرے وادیکی آئی وہ
ہین موم خام سُمِ غزالان چین نہین

ہُون آتشین لباس گُل شمع کی طرح
شعلہ نہین اگر تو مری آستین نہین

ہون عکس آئنہ تو نہ کھلواؤ مُنھ مرا
گر مین حسین نہین ہون تو تم بھی حسین نہین

ہے غرق مالدار کا باعث جہان مین مال
کشتی صدف کی کون ہے جو تہ نشین نہین

اولٹی نہ باتین ہون چرخ زمانیکی طرح سب
ہان سب بھلی لگے نہ تمھاری نہین نہین

ایسا بُرا ہو نہین کبھی چہرے مین جسکا عکس
صورت نما مرے نہین تو خود حسین نہین

کہتی ہی ہر کلی کی قبا چاک کرکے بُو
جسمین نہ دستِ غیب ہو وہ آستین نہین

پروانی پوچھتی ہین اشارون مین کچھ جو بات
کہتی ہے شمع سر کو ہلا کر نہین نہین

نامی ہی انتظار اجل مین مرینگے کیون
پتھرائی جسکی آنکھ نہین وہ نگین نہین

ای ضعف دردِ ہجر مین رونیکا کام ہی
ابرو تو آنکھ پر بھی اگر آستین نہین

ڈھونڈھ آیا ہر طرف دلِ بیتاب بھی مرا
ای دوست تیرے درد کا درمان کہین نہین

پروانونکو قرین نظر آتا ہی کیون عدم
شعلہ جو شمع کا صفت دور بین نہین

یون گہ نہ آئے دیکھکے ارمانون ہی کو آؤ
یہ کیا یہ سب تو دلین بسی ہین تمہین نہین

لاکھون ہی حسرتین ہین تمنائین سیکڑون
بستی جو میرے دلین بسی ہی کہین نہین

دیکھو خرام ناز سے دیتا ہی دل مرا
پھر یہ کہوگے ہمسا کوئی نازنین نہین

رسواے خلق ہی ہوے منہ پر بھی آئی بات
وصلت مین اور کیجیے مجھسی نہین نہین

کھوئی ہی خلق آپ کا کسطرح ملے
گر تم کہین نہین ہو تو کوئی کہین نہین

نامی جہانکی دور مین محتاج کیون نہون
دیکھے ہر اک کا ہاتھ نہ جو وہ نگین نہین

پرتو سے شکل دیکھنی والون نے دیکھ لی
سمجھے تھے تم کہ یہان کوئی باریک بین نہین

بیہوش لوگ گئی نگہ سی ہون کیا نہان
یون چھپ کے آج بیٹھے ہین جیسی کہین نہین

ظاہر کے خاکسار وہین ہین عیب بھی ضرور
پانی مرے نہ جسمین وہ کوئی زمین نہین

آنسو پونچھینگے کیا ہکستان شب فراق
عریان تنونکی آنکھ پہ گر آستین نہین

سایہ بھی ہو نہ پاس تو کسکا کرون گلہ
مین تنہا آپ ہجر کی شب ہمنشین نہین

جو چاہو اپنی منھ سی کہو مین نمانونگا
ہر جا ہو میری جان تو کیونکر کہین نہین

آوارگی کے لطف کو سودائیون سے پوچھیے
لاکھون تباہ گھر مگر اک بھی مکین نہین

پھر پھر کے میری نیند کو ڈھونڈہین پتلیان
گر آنکھ مین نہین تو جہان مین کہین نہین

جا بیسے یہ بھی دیکھنے والے سمجھ گئے
ظاہر کے سب حجاب ہین پردہ نشین نہین

اولٹی ہوئی نہ آنکھ ہوئی نیچی تو کیا کرین
بیکار کی ہی بات کہ وہ شرمگین نہین

کی تھی نہ لیکے قدر تو یہ کیا ضرور تھا
یون کھو دیا کہ دل کا ٹھکانا کہین نہین

کہتے ہین جاگے آنکھ کے پردے پڑے ہوئے
یہ آنکھ وہ ہے اسپہ بھی جو شرمگین نہین

اولٹو نقاب منھ سی دکھا بھی چکو جمال
ایسا نہو کہ لوگ کہین ہم حسین نہین

آنکھون کی آگے لاؤ تو دیکھو جہان کا حال
دنبالہ سرمے کا بھی کم از دوربین نہین

غافل ہو آنکھون آنکھون مین میری ہو ہین لوگ
ای نیند تیری طرح سے وہ بھی کہین نہین

تو یہیں کہیں چھپی بیٹھی ہو میری جان
یہ بھی کہیں ہوا ہے کہ ہو اور کہیں نہین

کر خاک نفس کو تو ہو عاشق تری ہی خلق
جسپہ مرین سب کوئی ایسی زمین نہین

صاحب ہنر ہو نہین تو قدم سے لگا ہی نام
حسن خرام کلک سے نقش نگین نہین

کیا چلتے پھرتے لوگونکا شکوہ ہو ای فراق
بیٹھا ہوا جو دل تہا وہی ہمنشین نہین

ای بیخودی کر اہنے کا آج کیا سبب
سینے مین دیکھو ان درد تو ہے پر کہین نہین

ای ٹکڑے دل یہ سینے مین کیا ہو رہا ہے اب
کیا چیز کسکو ڈہونڈہتی ہین کیا کہین نہین

بیمار پڑ کے لوگ تو اوٹھ بھی کھڑے ہوئے
اللہ میری دردکا درمان کہین نہین

غزل ۶۷

بیٹھو گے لاکھ ہٹ کے جو ماہر سی ہوگا کیا
مژگان پہ اسکی اشک کم از دُرِ ثمین نہین

شعر ۱۱

ردیف الواو

رلوا دیا ملائک عرش آلہ کو
کیا دل دکھا نہین یہ طولا ہی آہ کو

عمر رواں سی دور رکھ ای دل گناہ کو | ہے قہر قرب کوہ جہاز تباہ کو

اشکوں سی کچھ سکون ہے مجھ پر گناہ کو | تھا بنا ہے لنگروں نے جہاز تباہ کو

کہتی ہی چھو کی آہ یہ عرش آلہ کو | دیکھیں ملک بھی آج مری دستگاہ کو

دیکھا فلک کو توڑ کے عرش آلہ کو | کیونکر کہو نہیں تیر ہوائی اب آہ کو

کیوں اشک ہوں ضرور مجھ پر گناہ کو | لنگر سے روکتے ہیں جہاز تباہ کو

دیکھیں بشر جو چشم بصیرت ہے آگے را | ہر رگ دکھائے معرفت حق کی راہ کو

در روش طبع جو ہیں گذرگاہ دہر میں | چلنے میں چھوڑ دیتے ہیں وہ شاہراہ کو

ای آہ دلکو پھینک تن بے سکون سی تو | لنگر سے کام کیا ہے جہاز تباہ کو

کیوں دو رحل ستم نہ دل مضطرب کو ہو | ہے بادبان قہر جہاز تباہ کو

غزل ۶۸

ما ہر یہ غفلت کفن و قبر تا بہ کے
اب چھوڑ بھی جہان کے سفید و سیاہ کو

شعر ۲۳

سوزِ غم آہوں سی میرا تیز تر کیونکر نہو — آتشِ سوزاں ہوا سی شعلہ ور کیونکر نہو

اشک سی زیبِ مژہ لختِ جگر کیونکر نہو — آبِ دیں سی نخل کو وہ بارور کیونکر نہو

داغِ غم پیری میں میرا جامہ در کیونکر نہو — چاک دستِ مہر سے جیبِ سحر کیونکر نہو

سخت جانی میں مجھی سوزِ جگر کیونکر نہو — سنگ خلقت ہوں تو باطن میں شرر کیونکر نہو

شیب میں بے نور پھر داغِ جگر کیونکر نہو — گُل چراغِ ماہ ہنگامِ سحر کیونکر نہو

داغِ دل وقتِ جوانی جلوہ گر کیونکر نہو — ضو فشاں ہنگامِ شب نورِ قمر کیونکر نہو

دل سی پایا پھل نہ میں نے گر تو اسکا کیا عجب — جو شجر اک سرو ہو وہ بے ثمر کیونکر نہو

ہی شبِ کوتاہِ وصلت میں گذشتہ کا بیان — ذکرِ طولِ شامِ فرقت مختصر کیونکر نہو

عکسِ داغِ سینہ سے پکی نہ کیونکر دل مرا — تابشِ خورشید سی پختہ ثمر کیونکر نہو

اوّل و آخر عدم ہے بیچ میں واحد ہوں میں — مبتدا جو ہے وہی میری خبر کیونکر نہو

تن کی تاریکی سی گھبراتی ہی روح اے فرطِ غم — داغِ قندیلِ درِ زخمِ جگر کیونکر نہو

پڑھ چکا ہو جو کتابِ قصۂ زلفِ دراز
پھر مطول اوسکی آگے مختصر کیونکر نہو

مجھپہ تنہا کٹ رہی تھین ہجر کی راتین فلک
گرم پہلو کرنیکو داغِ جگر کیونکر نہو

جب کمالِ اوج سوزِ آتشِ فرقت کو ہو
شعلۂ سرکش نکلتا ہو کفن سے قبر کیونکر نہو

ختم کر دی عشق جب مجھپر جہان کی انقلاب
دوستِ دل سا دشمنِ بیدادگر کیونکر نہو

جب قیامت کا ہو پیدا [illegible] دل
دشتِ محشر دامنِ زخمِ جگر کیونکر نہو

وار پیہم جب چلائین گردشین مجھپر سیتن
پھر مری تیغِ اجل آخر سپر کیونکر نہو

خانمان برباد ہو کر مجھکو مرنا ہی فلک
میری جانب سے زمین دل مین گھر کیونکر نہو

داغِ فرقت جابجا ہین دل پہ چسپیدے سو جگہ
یادِ لطفِ وصل کا آخر اثر کیونکر نہو

بسملِ شمشیرِ طولِ شامِ فرقت ہون فلک
میری نظرون مین شفق خونِ سحر کیونکر نہو

جزوِ آفاتِ سماوی ہی نہ بدلین گل کیون
شاق تر مجھکو یہ دردِ نیم سر کیونکر نہو

قیدِ پا شوقِ صحرا مجھپہ جب سے ہے جنون
آہنی دیوارِ زندان ہو تو در کیونکر نہو

غزل ٦٩

یاد مین آہوی چشم یار کی نکلا ہے دم
مرگ ماہو کی خبر وحشت اثر کیونکر نہو

شعر ١٩

کہان تابِ کثافت صاحبِ طبعِ مصفا کو
کہ دستِ صافِ ساقی سی بہی قی آتی ہی مینا کو

کیا ہی یاد کن مستون نے ساقی آج صہبا کو
کہ بنکر شورِ قلقل ہچکیان آتی ہین مینا کو

لگا اتنی تو آگ اے وا آتشِ فرقت سراپا کو
سپند آسا اڑادون مجمرِ دل سے سویدا کو

پلادون کیون نہ آبِ آبلہ وحشت مین صحرا کو
زبانِ خشک سمجھا ہون مین ہر نقشِ کفِ پا کو

ملا خلقت سی خوبونکی لطف وہ قلبِ مصفا کو
مئی گلرنگ سی حاصل ہو کیفیت جو مینا کو

بصیرت سے کبھی دیکھی جو مجنون نے اگر صحرا کو
نہ سمجھے خیمۂ لیلی سی کم داغِ سویدا کو

یہی حسرت ہے ای دستِ جنون مجھ دشت پیما کو
مثالِ گرد لپٹے دیکھلون دامانِ صحرا کو

طمانچہ موج کا آخر پڑا مونھ پر حبابونکے
گرہ مین اور بلاہین سمہا آبِ دریا کو

سوی گردون نظر پڑتی جو میری نشے مین
سمجھتا خوشۂ انگور مین عقدِ ثریا کو

فلک اوسکی ہین شمع بزم الفت کا ہو پروانہ
کیا ہے میر فرش ارض جسنے کوہ صحرا کو

کمی ہی گریۂ غم کی آنسو نہین کیون ہو قلت
کہ ساحل کا تو گھٹجانا بڑھا دیتا ہے دریا کو

اگر انکا بہی تو طیران چاہے صورت سیمرغ
پر پرواز پر کاہ ہون ہر کوہ صحرا کو

پیادہ چلتی اولیلی تو رتبہ اور بڑھجاتا
سمجھتا سجدہ گہ مجنون تیرے نقش کف پا کو

بہت سبکسی تیرے وقت غرق آ ہمسر دکہنی ہی
حباب ایسے ہین سمتی سرے ردائے آب دریا کو

نکلو نکر یہ سمجھا یہ دامن یوسف پکڑ لیتی
گریبان اپنا اکدن چاک کرنا تہا زلیخا کو

ترقی خواہ نور حسن اتنی ہی نہو عاشق
اندھیرے سے تکلیکہ کم تھی تجلی چشم موسی کو

تری بیمار کو دم توڑتی گر دیکھ لیتی وہ
مثال نبض تڑپین بھر تہی مسیحا کو

تڑپکر ہجر کی راتین کٹین جب قید یوسف
ہنسی آئی ہی کیا کیا اپنی رونے پر زلیخا کو

غزل	کہے کیا ناخن نازک جو یاد آئے ہین ماہ کو گرہ ہر اشک کی ہمکو گر خجل کرتی ہی دریا کو	شعر ۱۴

اچھا یوہین سہی شبِ فرقت بسر تو ہو — یون رنگ ہو سفید کہ طالعِ سحر تو ہو

مانندِ شمع خلق مین سودا سے سر تو ہو — سر جسم پر رہا نہ رہے تاجِ زر تو ہو

کم ظرف کے آبرو ہو تو خیر اسقدر تو ہو — دریا سی تھی گھٹی تو بقدرِ گہر تو ہو

ای چشم اونکی عکس کا پتلی مین گھر تو ہو — پھر دیکھین باہر آنکھ کی تل بھر نظر تو ہو

اشکون سی کچھ نہ اور ہو حفظِ نظر تو ہو — جب گھر لٹی ضد کا گہر قفلِ در تو ہو

ای عشق دل مین آرزوون کا گذر تو ہو — سچ ہے کسیطرح مرا آباد گھر تو ہو

مر جائی دل جو سینہ مین نالان جگر تو ہو — جب لاش گھر مین ہو تو کوئی نوحہ گر تو ہو

وحشت کا عکس قیس مین پیدا اثر تو ہو — پھر دیکھین آئینہ کی نہ دیوار و در تو ہو

گردون نے یہ سمجھ کے دیے مجکو اشکِ چشم — لنگر سفینۂ صدفی کا گہر تو ہو

کام آئے دل نہ جنبشِ ابرو مین کسطرح — تلوار جب چلے کوئی سینہ سپر تو ہو

ہین سخت جان قیس سے آسیا سی کیا — کوئی مرض نہین ہی تو دورانِ سر تو ہو

اگر ہمنشین کوئی نہین واقف نہین سہی
آگاہ درد دل سی ہماری جگر تو ہو

گویا اگر نہین تو نہون یہ بہی اک ہی بات
سب کچھ سہی بتونکی خدایا کمر تو ہو

دلکی جلا دکھاتی ہی مہر جمال دوست
مجھسا کوئی سکندر آئینہ گر تو ہو

غزل ۷۱	ولہ	شعر ۲۰

تیغ جفای چرخ کا کوئی اثر تو ہو
چھوٹا بھی داغ ہو تو بقدر سپر تو ہو

آئینہ لیکے جاؤن نکیونکر مین سامنے
اونکی کسیطرح سے ادھرکو نظر تو ہو

ابرو مین گڑگئی ہی مثال سنان تیر
وہ دن تھے اور آج سی ترچھی نظر تو ہو

باغ جہان مین اہل ہوس ہین برنگ گل
ہون داغ دل مین ہاتھ نہون مٹھی مین زر تو ہو

بنت عنب کے عشق مین اتنا تو ہو اثر
شیشہ جو ٹھیس کھائے تو دل کو خبر تو ہو

بوی اثر تو کچھ ہو محبت کے رنگ مین
بلبل فغان کرے تو گلون کو خبر تو ہو

کتنا ہی پھیل پھیل کے یہ دود دل مرا
اتنا فلک پہ گھٹے کہ گل نیلوفر تو ہو

صیاد ہوش بھی تری اوڑ رہیں گی تو عجب
جھسار یاض دہر مین بال و پر تو ہو

بلبل کو اسقدر تو ہو صیاد عشقِ گل
چٹکی کلی چمن مین تو دلکو خبر تو ہو

غش آگیا کلیم کو یا دیکھ ہی لیا
کھلجائیگا وہ نور کہین جلوہ گر تو ہو

کٹتی نہین جو یون شبِ فرقت مری فلک
کافورِ زخم اوڑ کے طلوعِ سحر تو ہو

رنگین خیالیان نکرون کیون میں قید مین
آخر کسی طرح سی قفس مین بسر تو ہو

سب چل بسین گے دل سی بڑھتی ہین حسرتین
نکلیگا قافلہ بھی سرا سی سحر تو ہو

عشاق کو ہو صحبتِ معراج کیا پسند
پڑیگی گر ادھر نہین کوئی ادھر تو ہو

سچ ہی نہ بدلین بزم مین پہلو وہ کسطرح
دنیا کسی طرح سی ادھر کی ادھر تو ہو

جاگا ہوا اٹھا ہجر کا آتا ہون تھم ذرا
ای حشر قبر مین مری سید ہی کمر تو ہو

یہ بات اور ہی ہے قبول نہ بزم مین
کچھ دل کے کھوئے جانسے تم باخبر تو ہو

چھاتی سی اوسکو بھی مین اسطرح سی لگاؤن
دل کی طرح کوئی مرا سینہ سپر تو ہو

اوروں سے عرض حال کا تو امتناع ہے	اے دوست میرے درد کی تجھکو خبر تو ہو

غزل ٧٢

ما آہ امید عفو گنہ عشق مین کہان
تر دامن اور رہو گا ذرا چشم تر تو ہو

شعر ١٣

مسکن کسی کا مثل حباب رواں نہو	نکلے بدن سے سانس تو گھر کا نشان نہو
یون کُنہ گھر کسی کا میان جہان نہو	لو شمع کی ہلے تو ہمارا مکان نہو
طے کرکے راہ سخت قدم کیون رواں نہو	تلوار کیا ہو تیز جو سنگ فسان نہو
ہمسا نحیف و زار کوئی ناتوان نہو	مین ہی نہ ہل سکون جو کوئی رگ طپان نہو
وہ ناتوان ہون سینہ سے منھ تک نہ آسکی	لیکر عصا آہ جو نالہ روان نہو
یا بس مزاج نے شمع ضعف کی رکھا امید	جان اوسکو خشک چوب جو جھک کر کمان نہو
بحر جہان مین ہونگے ہوا سے حباب	گر مین نہون تو گھر کا بھی میرے نشان نہو
سطح اشک سینہ سے آنکھون مین میری آئین	پستی ہی سے موج جو پانی روان نہو

خدمت سے باغ دہر مین ہر شے کی ہی بہار | صحرا ہی پھر چمن بھی اگر باغبان ہو
کہتا ہی سر کو کھینچکے میرا غبار دل | یا مین ہون زمین پہ یا آسمان ہو
دی ہی فلک نے باغ مین مجکو جگہ تو یون | تنکا بھی گر ہلے تو مرا آشیان ہو
کینہ ہی متہم ہون نہ نکلے جو دل سی بات | سب عیب ہون بشر مین مگر ناتوان ہو

غزل ۴۳

چلتے ہوئے جو قافلے رُک گئے ہین راہ مین
ما ہر سا پا شکستہ پس کاروان ہو

شعر ۱۳

دل مرا اب نگہ تند کو بر مانیندہ | تیر خالی جو گیا دور کرو جانیندہ
رنگ الفت جو کوئی چیز نہین جانیندہ | اک کلی دل بھی ہی مرجھا تو مرجھانیندہ
ذکر بحرین تو چھٹا ہی سنا کر مجھکو | خیر آنکھون سے ہی دو اشک نکلجانیندہ
او جھر سینہ پہ شکنجا سا یہ کیا کھینچا ہی | ولولے دل کے جو نکلین تو نکلجانیندہ
شاید اونکو مری رنجکی نہین ہی ہو خبر | ٹوٹے تارون کو کسی گھر کیطرف جانیندہ

نزع مین پھر وہی باتین وہی چھوٹے وعدے
دل کو تم آج تو جی کھول کے گھبرا نیدو

ہو یہ خلوت تو بھلا کونسا انصاف ہی یہ
غش کو مین آنے نہ دون شرم کو تم آنیدو

نزع مین روتے ہو کیون یاد کرو ہجر کے دن
دل مرا آج ہی گھبرائے تو گھبرا نیدو

تھامنے والو قسم نزع کی اُلجھن کی مجھے
تا لحد جاؤن تڑپتا یونہین گرجا نیدو

مجھپہ تو طعن بھی آیا ہے اب آئنہ کیون
دل جو تنہائی مین گھبرائے تو گھبرانیدو

پیچ عشاق کی قسمت کو بڑھینگے ابھی اور
کچھ دنون گیسوؤنکو اور بھی بل کھانیدو

چاند سی منھ کو نہ دیکھونگا ابھی نزع مین
روح کو جسم سی آنکھون مین سمٹ آنیدو

غزل ۴۷	نرگس مست مین یا بھر ہین کہ اشک شادی نظر آتے ہین چھلکتے ہوئی پیمانی دو	شعر ۲۵

انسان کا دل بھی دوست کی دکھ سی حزین نہو
ضرب قلم جو باعث زخم نگین نہو

رونے سی ہو سکون تو کیون دل حزین نہو
آنسو پچھین تو چشم پہ کیون آستین نہو

گر میری حالِ دل پہ زمانہ حزین نہو — چشمِ فلک پہ کاہکشان آستین نہو

صاحب وقار بھی کہین کالکِ نگین نہو — رکھدی یہ جس جگہہ قدم اونچی زمین نہو

غلطان زمین پہ گر کے ہمن کیون مثلِ اہلِ نزع — رشتہ جو گوہرون کا دمِ واپسین نہو

روکے ہون اپنی منہ کے ہوی اشک اسلیئے — بچپن کی روئی آنکھ کہین شرمگین نہو

چہرے پہ زلف آئے تو کہیے نہ منھ سے کچھ — یہ عاشقون کی آہ کی شوخی کہین نہو

اک تھی ہوا کی جسکی ہوس دلمین رہگئی — مین خاک اوڑاؤن گر تہ جہانشین مین نہو

کھائی ہین ٹھوکرین سرِ وادی کی سالہا — کیونکر دو نیم سُمِ غزالانِ چین نہو

دامن سی پونچھتی ہین جو ہوتی ہین کشتگین — وہ چشم دودِ دل سی مری سرمگین نہو

کیون دل کا حال کہنی مین کاٹین نہ میری بات — منظور ہے شکایتِ قلبِ حزین نہو

دل کا حجاب جال ہی باطن کا جانی کون — سب ہے کسی کی آنکھ مگر شرمگین نہو

اتنی ہین لامکانیان جاتی رہینگی کیا — دلمین تو ہو مکین مرے جان گر کہین نہو

اٹھتی ہی پھر کے لاش مری دشمنی و شر سے ۔ معشوق بیوفا ہو مگر نازنین نہو

آنکھونکو بند کرکے جو لیٹو تو سب سنو ۔ دل کے کرا ہنے کا جو میرے یقین نہو

گر ہون بنے بادشاہ اولوالعزم ملک نظم ۔ قرطاس کی زمین مرے زیر نگین نہو

یہ کیا کہ پھر فقیر سے بدتر ہون بادشاہ ۔ قبضہ مین گر ذرا سی زمین نگین نہو

بند آنکھین لوگ کرتی ہین میت کی اسلیئے ۔ حسرت بھری نگاہ مری شرمگین نہو

کہدو یہ نامیون سے کہ گرمی جبین مین عکس ۔ سب وصف ہون نگین کے پہ ظرف نگین نہو

نہ تم ادا سکھاؤ نہ قاتل بنے کوئی ۔ تلوار ادگی کیون جو چڑہی آستین نہو

گر دفن اہل درد ہون گرم و شتمین ۔ تکیہ موم سے تم غزالان چین نہو

گوہر کو پاکے آب مین کہتی ہین ناتوان ۔ یہ کوئی ڈوبتا ہوا دل تو کہین نہو

پاتا ہون کچھ قرار کی صورت سموم مین ۔ پیچھے مرا کہین نفس آتشین نہو

رو کے ہو ہمین تڑپنے سے ہو دلکو اسلیئے ۔ وہ ہاتھ آئے گر تو کہین کا کہین نہو

ماہر مرے سے درد کی ہمت بڑہی ہی یہہ
ہر عضوِ تن جو دل ہو تو مجھکو نہین نہو

غزل ۷۵	ردیف الہاء	شعر ۱۸

محشر بپا ہے نالۂ آتش فشان کے ساتھ
پھنکتا ہے صور بھی مری شورِ فغانکے ساتھ

دیکھا غبارِ دل کو نہ اشکِ روان کے ساتھ
کیا دخل گرد ہو جو مری کاروانکے ساتھ

تھمکر چل ای نسیمِ چمن ناتوان ہون مین
اوڑ جاؤنگا شمیمِ گلِ بوستانکے ساتھ

اللہ آج خیر کرے عندلیب کی
صیاد بھی چلا ہے کہین باغبانکے ساتھ

ساقی مجھے بھی جام دے تا ابکبھی تہا مین
لہرائی ابتو موج مئی ارغوانکے ساتھ

ہی مستقل مزاج کو تحریک بیجصول
آبِ گہر بہیگی نہ آبِ روانکے ساتھ

واماندہ وہ ہون راہ مین اک ایک گام پر
تھمتا ہے قافلہ مری بانگِ فغانکے ساتھ

گلشن کے بند و بست سے نالان ہے عندلیب
اوڑتے ہین ہوش بوئی گلِ بوستانکے ساتھ

تاثیر جذب شوق شہادتکو دیکھنا
ہر تیر اپنی تن مین ہا اُستخوانکی ساتھ

اوجھل جو تو نگاہ سی ہو ماہ حسن ہو
یوسف تری تلاش کرے کاروانکے ساتھ

سالک ہوا نہ جس طریق آشوب عشق کا
رہزن بھی لٹ چکی ہین جہان کاروانکے ساتھ

اتنا خیال قافلے والو ضرور تھا
کوئی شکستہ پا بھی ہے اس کاروانکے ساتھ

تحریر خط شوق مین طاری ہے طرفہ ضعف
چلتا ہے ہاتھ جنبش نبض روانکے ساتھ

وہ سخت راہ عشق تھی پہونچی نہ حد تلک
رہبر بھی خاک اوڑاتے رہے کاروانکے ساتھ

زخمی ترے جو پیاس مین دریا سے منھ لگائین
کھنچ آئے ڈر کی آب بھی آب روانکے ساتھ

واعظ کے ہوش اوڑگئی محشر مین غلغلہ
مستون غول سے آئے جو پیر مغانکے ساتھ

تکلیف نغمہ قید مین صیاد کیا ضرور
ان چہچہونکا لطف گیا بوستانکے ساتھ

غزل ٦٦	ہے ظالمونسے دہر مین ہم کیسے نجات ہر شاخ مین ہی خار گل بوستانکے ساتھ	شعر ٦

ردیف الیاء

یہ کسکو بزم میں نازِ معشوقانہ آتا ہے
کہ جان اپنی ہتھیلی پر لیے پیمانہ آتا ہے

پھرین ہمراہ چشمِ مست کیونکر نہ نظرین محفل کی
ہزارون ہاتھ بڑھتی ہین جدھر پیمانہ آتا ہے

بگاڑی چال کہتی ہین تم سنہ سی کہو اپنی
ہمین طرزِ خرامِ نازِ معشوقانہ آتا ہے

مژہ کوٹلی کرے کیونکر نہ گردش انکی آنکھونکی
کہ ہاتھون ہاتھ محفل بیچ مین پیمانہ آتا ہے

جو ہو محتاج اپنا دس سے تو کھینچنا قیامت ہے
کہ شیشہ بھی تو جھکجاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

غزل

شعر

صفین دو الٹین نہ کیونکر مثل مژگان بزم مین پھر
ادھر پھرتی ہی چشم مست ادھر پیمانہ آتا ہے

حد کے نازک ہو سہارا تو ہو چلنی کے لیے
دل مرا تھام لو اپنے ہی سنبھلنی کے لیے

اوڑتی مہندی کا اشارہ ہی یہی گر سمجھو
آگ دو ہاتھ سی اپنی مری جلنی کے لیے

نذر مین پا کے جگر اوسی سینے نے کہا
پنکھیا لیجیے یہ ہاتھ مین جھلنی کے لیے

نزع ہی مر رہی ہین دلکی مرادین دل مین
بھیڑ چھٹی ہی مرے دم کی نکلنی کے لیے

خدمت صاحب جوہر مین ہین اعلیٰ دنی
ہاتھ ہی پاؤن مین تلوار کے چلنی کے لیے

ابر مین برق کی یہ جلوہ گری کہتی ہے
کوئی بیچین ہی پردے سے نکلنے کے لیے

غزل ۷۸

کہتی ہے ہاتھ مین اونکی یہ حنا اے ماہر
مہندی ملتے ہین کلیجہ مرا ملنے کے لیے

شعر ۳

ملگئے ہین آج بی قابو جو وہ تقدیر سے
رنگ کیا کیا کر رہا ہے شوخیان تقدیر سے

تم وہی بیچین کے بیچین ہر صورت رہے
نچلے نت بیٹھے کبھی تو رنگ اوڑا تصویر سے

غزل ۷۹

طبع نازک کیون نہ کردے اور ہی صورت کا حال
رنگ کچھ اوڑنے لگا ہی آپکی تصویر سے

شعر ۶

فشار کیا کہ جو سرمہ ہر استخوان نکری
زمین نے ظلم کیا وہ جو آسمان نکری

وہ کون ہی کہ جسے بیٹھے اونسے فغان نکری
مری تو درد کو کوئی بیان بیان نکری

مزا اٹھا نالون کا بھی باغ ہی تک اے صیاد
قفس نصیب کوئی ہو تو پھر فغان نکری

نہ آب خشک زمین نے بھی خاک مین پایا
خدا کسیکو مری طرح بی نشان نکرے

کہان یہ چال کہان خفتگان خاک کے دل
خدا کسیکو تمہاری طرح جوان نکرے

غزل ٨٠

مسافران عدم یاد آتے ہین ماہر
اوترپڑے تو کبھی کوچ کاروان نکرے

شعر ١١

آلودہ ہون کیا اہل صفا گرد سفر سی
ہم صورت آئینہ نکلتی نہین گھر سی

ظاہر ہو پس مرگ کہ تھی حسرت دیدار
سلوائین کفن دوست مرا تار نظر سی

کیون ضعف سے ہم ہون رہ عشق مین پامال
ہین نقش قدم خاک اوٹھین راہگذر سی

میخانہ مین بھی جای تو مسجد کیطرف سے
دنیا مین گئے عیب بھی کوئی تو ہنر سی

گل سیکڑون کھائی ہین تلون یہ ہمنے
نسبت تن داغی کو ہی طاؤس کے پر سی

ہر بار دھوئی بادیہ گردی مین مری عمر
کیا حق نے بنایا تھا مجھے گرد سفر سی

دیکھی لبِ دندان جو ترے ملگی دولت
دامانِ نظر بھر گیا یا قوت و گہر سی

کیا دیتی ہی ماتوں کی ہو سوزِ جگر کم
بجھتی ہے کہیں آگ بھلا آبِ گہر سی

زینت کے سبب ہوتے ہیں اسبابِ امارت
بی روپ ہے وہ رنگ جو گرا خانۂ زر سی

بل سیکڑوں کیونکر نہ وہ رفتار دکھائیں
الجھی ہیں مری تارِ نظر موئی کمر سی

غزل ۸۱ — شعر ۱۱

کسطرح ہوں ماہر ترے اشعار رنگین
سینچا ہوا یہ باغ ہی خونابِ جگر سے

جو شوقِ قتل میں دم تیغِ یار سی نکلے
تو مرحبا کی صدا خون کی دھار سی نکلے

کبھی جو کوچۂ گیسوئے یار سی نکلے
تو پھر نسیم نہو کر تتار سی نکلے

وہ دل جلا ہوں جو بہ نبشِ قبر بعدِ فنا
دھوان غبار کی بدلے مزار سی نکلے

کھلے کسی پہ مرا تا نہ رازِ سوزِ دروں
کبھی شرارۂ سنگِ مزار سی نکلے

جلایا خاک نے دی ہی صفا طبعوں کی
کہ بنکے آئینے تختیِ مزار سی نکلے

اثر بھی جسم کا باقی نہیں وہ لاغر ہوں
یقین ہے خاک نہ میری مزار سی نکلے

عجب نہیں جو گلِ روئے یار کی تعریف
زبانِ طایرِ رنگِ بہار سی نکلے

صفائے طبع کی تاکید ہی پس مردن
ذرا بھی دود نہ شمعِ مزار سی نکلے

ہمارے وادی پرہول سی ذرا ایسا
قدم نہ آہوونکی پھر تتار سی نکلے

وہ محوِ رخ ہوں عجب کیا ہے خاک کے بدلے
تتق جو نور کا میرے مزار سی نکلے

غزل ۸۲

کسی پہ بار نہ صد شکر تم ہوئے ماہر
بسانِ بوئے چمن روزگار سے نکلے

شعر ۱۳

جہان سی حسرتِ زلفِ عذار لیکے چلے
مزار میں بھی یہ لیل و نہار لیکے چلے

پسِ فنا بھی ہے دلکو رخِ صبیح کی یاد
یہ صبح ہمسے سو شامِ مزار لیکے چلے

خزان ہوئے پہ نہ دیکھا ترا رخِ رنگین
چمن سے پھول دو لو نہیں تو خار لیکے چلے

وہ صید گیر ہے تو گر چمن سی ہو نکلے
شکارِ طایرِ رنگِ بہار لیکے چلے

وہ ناتوان ہین گرے ڈھڑکے لاکھ جگہ
صبا جو دو قدم اپنا غبار لیکے چلے

ہزارون بلبلین ہون سیکڑون ہون پروانے
چراغِ حسن جو وہ گلعذار لیکے چلے

شکستِ رنگ سے گل دیتے ہین صبا صدا
خزان نصیب چمن ہم بہار لیکے چلے

وہ زار تھا مین کہ جب آئے قابضِ ارواح
سمجھکے روح مرا جسمِ زار لیکے چلے

جو قصدِ باغ کری شبکو وہ قمر اندام
چراغِ لالہ چمن سے بہار لیکے چلے

جلا ہی دیکھ کے کیا چرخِ تفرقہ پرداز
کبھی جو ہاتھ مین ہم دستِ یار لیکے چلے

اوتار کر جو وہ گل پھول کان کے پھینکے
صبا وہ بہرِ عروسِ بہار لیکے چلے

لطیف مثلِ ہوا ہمکو لاغری نی کیا
گرا نہ سایہ جدہر ہم جسمِ زار لیکے چلے

وہ عندلیب ہین تھا جنکی دم سی لطفِ چمن
چلے جو اور تو رنگِ بہار لیکے چلے

شعر ۲۷	جہان مین آئے تھے ماہر تو تھے سبکدوشی چلے تو سر پہ گناہون کا بار لیکے چلے	غزل ۸۳

آج میخانہ مین یہ جوشش صہبائی ہی
می گلگون شفق گنبد مینائی ہی

کسکو تقدیر پی عیش یہان لائی ہی
صبح بھی خون شفق تھوکنی کو آئی ہی

دل تو پہلو مین انیس شب تنہائی ہی
ورنہ ہر داغ الم چشم تماشائی ہی

کم یہ کچھہ شوخی چشم بت ہرجائی ہی
سرمہ تک گرد رم آہوی صحرائی ہی

ابھی ساقی نی می تازہ جو بھروائی ہی
مثل پنبہ سر شیشہ کف صہبائی ہی

نزع مین آمد عیسی کی خبر پائی ہی
دور بالین سی ہو کیا موت کی شامت آئی ہی

سیر جب سے اونھین صحرا کیطرف لائی ہی
میل سرمہ مجھی ہر جادہ صحرائی ہی

میری تیغ نظر قہر سی یہ ہی ٹکڑے
دود پر موج سواد شب تنہائی ہی

آنکھین عینک سے مین کیون مانگون ترا فضل جب ہو
خود مری گرد نگہ سرمہ بینائی ہی

صبح مستونکو نکیون یاد صبوحی دلوائے
صاف خورشید فلک پنبہ مینائی ہی

دشمن زار کو کم زور نہ غافل سمجھین
خار کانٹا ہے مگر تن مین توانائی ہی

جو ہین تن پہ ورود مسرت سبھی ہین وہ مشہور
نیکنامی کی عیب خلق مین رسوائی ہی

آنکھ کیا واقعی لڑتی ہی مژہ قاتل سی
نظر شوق ہی مرد صف ہیجائی ہی

کیون رہی اسمین نہ پھر یاد بتان عالم
داغ عضو شکل ہر اک دل کی کلیسائی ہی

ہر جگہ جلوہ حسینونکا ہی اگر کچھ ہو نظر
محمل چشم مین ہی لیلی بینائی ہی

کیون نہ مجرم کیطرح دل سی فراری ہو خوشی
خانۂ تن پہ مرے اشکونکی دوڑ آئی ہی

منتظر رہکے ہوئی ہین مری آنکھین وہ سفید
چشم ہر روزن در جسکی تماشائی ہی

جبتک انسان ہے نظر کردہ خلاق حکیم
پردہ چشم ہی خود عینک بینائی ہی

ہاتھ سے ہٹتے نہین جہر کسی خانہ مین
آنکھ پہ روزن در نے مجھے دکھلائی ہی

کیون نہ چھاتی سی لگا رہین داغ دم شب
خلق مین سبکو عزیز آتش ہمسائی ہی

تیری بیمار بھی ہین رشک مسیحا شاید
جانبری کے لیے اونتک جو اجل آئی ہی

کیا دکھائیگی مجھے بی نگہ لطف کریم
کور چشم آپ ہر اک عینک بینائی ہی

ربط دیرینہ خلقت نے کشش جب کی ہی
خاک دم بھر کو مری قبر پہ بیٹھ آئی ہی

خاک اوڑ نیکی سوا کیا ہو مری تربت پر
گرد بر خواستہ نے چہا ؤنی وہان چہا ئی ہی

پیش رو راہ عدم مین جوانیون ہی مین
یہان ضعیفی جیسی کہتی ہین توانائی ہی

پتلیون نے مری پہر پہر کے یہ ڈہونڈا تجہی
کہ نظر آنکھون مین جالے کی طرح چہائی ہی

غزل ۸۴ — روح کو تن مین نہ کیون سوز الم ہو ماہر / شمع ہر بزم مین جلنے کی لیی آئی ہی — شعر ۱۱

ذات انسان جہان ثانی ہے
روز و شب پیری و جوانی ہے

گرم اشکونکی گر روانی ہے
سب کہین گے کہ آگ پانی ہے

فصل پیری مین کیون نہو دہڑکن
دلمین یہہ ماتم جوانی ہے

اب زمین پر قدم وہ کیا رکہین
بر مین پوشاک آسمانی ہے

رو رہا ہون جو مین خجالت سے
اشک ہر ایک پانی پانی ہے

سوز دل کا سبب جو ہی گردون
رنگ دود دل آسمانی ہے

سنتے ہوا ے کلیم اونکی صدا
جنکو دعوائے لن ترانی ہے

جائے کسطرح طنطنہ اونکا
ابھی اوٹھتی ہوئی جوانی ہے

تن مین قوت بھی آ نہین سکتی
کسقدر زور نا توانی ہے

جوش حیرت پہ کیون نہ حیران ہون
آب آئینہ مین روانی ہے

غزل ۸۵ | کسی دریا مین بھی نہین ماہر
جو تری طبع مین روانی ہے | شعر ۳۶

مجھسا بھی کوئی زار جہانکی چمن مین ہے
یہ رنگ جسم کا ہی کہ بو پیرہن مین ہے

مجھسا بھی نالہ کش کوئی دار محن مین ہے
دل منھ کو آگیا ہے زبان کب دہن مین ہے

عالم مین روشنی ہی وہ تن پیرہن مین ہے
فانوس مین ہی شمع ضیا انجمن مین ہے

سوزش فراق دختر رز سی یہ تن مین ہے
اشک کباب ہے جو پسینہ بدن مین ہے

لب مجھسا ناتوان کوئی دارِ محن مین ہے — رعشہ عروق کی حرکت سے بدن مین ہے

غم دوست اسقدر کوئی دارِ محن مین ہے — تعویذ دل ہی داغ جو اپنی بدن مین ہے

یہان فقر مین بھی رختِ تکلف بدن مین ہے — اُتو سی کم نہین جو شکن پیرہن مین ہے

اسطرح یادِ زلف دلِ پر محن مین ہے — بُو جسطرح سی نافۂ مشکِ ختن مین ہے

امیدوار ضعف سے اب کس ہنر کا ہون — کیا کم یہ بات ہی کہ تکلف سخن مین ہے

کیون فکرِ رختِ تن ہو انسان کو دہر مین — بی جسم ہو کے روح لباسِ بدن مین ہے

دستِ جنون سے کسنے مروڑا ہی دشت مین — پہنچ آجتک جو شاخِ غزالِ ختن مین ہے

مین اپنے ہاتھون چشمِ تصور مین بھی جہان — انداز مردمک کا سوادِ وطن مین ہے

شبنم کے ساتھ گرتے ہین دیوار و بام و در — بوسیدگی وہ اپنی ہر مکان کہن مین ہے

سوزِ الم کا کر نہین سکتا بیان جو مین — شاید زبانِ شمع کا کام اس سخن مین ہے

اخفای عشق سی ہی فغان اپنی بی صدا — سینہ در ہی کہ نالہ پرخون دہن مین ہے

خشکی میں مثل قطرۂ آب رواں ہیں ہم
غربت میں ہی قیام سفر یہاں وطن میں ہے

کتنا خجل گہر کو کرینگے تمہارے دانت
جاری ہی یہ پسینہ کہ دریا عدن میں ہے

ہی شمع اشک ریز تو شعلہ ہی بیقرار
کیا میر سوز غم کا بیان انجمن میں ہے

ہی اہتمام پردۂ لیلی جو قیس کو
ہاتھ آہوؤں کی آنکھ پہ دشت ختن میں ہے

شبنم کے بھی عرق نکل آتا ہے جسم میں
گرمی وہ اے ہوا مری بیت الحزن میں ہے

کوچون سے نابلد ہیں وہ خانہ نشین ہیں
درکار راہبر ہمیں اپنی وطن میں ہے

کیونکر نہ وقت نالہ کشتی دل ہو بیقرار
جنبش دم کلام زبانکو دہن میں ہے

اچھی کبھی یہ خلعت آخر میں کی فلک
ہاتھ آستین کی جا مرا بند کفن میں ہے

جانا مرا محال ہی مالوف ہون کجا
زنجیر پاؤنکی ہی جو کوچہ وطن میں ہے

محفل کے انتظام کا کثرت میں کب نہ دھیان
حلقہ نجوم چرخ کی کب انجمن میں ہے

غربت ہماری ہی صفت جادۂ طریق
صحرا میں جاکے بھی قدم اپنا وطن میں ہے

یہ ہولناک ہی مری وادیکی سمت بھی
منھ پھیرکے ہے ادھر ہرن جو ختن میں ہے

جوشِ بہار ایکی یہی باغِ دہر میں
پھولوں کا رنگ خونِ جہندہ چمن میں ہے

دندان یار سے ہوئی ہیں عرق عرق
اک قطرہ آب کا ہی گہر جو عدن میں ہے

نا آشناے خلق جہان میں ہوں اے فلک
رنجِ سفر مجھے بھی غربت وطن میں ہے

دیوِ سفید روز سی کہدو مجھکی سے آئے
کالی بلا ہی رات جو بیت الحزن میں ہے

میں تو کروں نہ دردِ دل اپنا کبھی بیان
ہر آہ کو مگر ید طولا سخن میں ہے

بنتی ہی آگ آکے وہاں صورتِ غال
گرمی کے ساتھ حبس وہ بیت الحزن میں ہے

باندھا ہے دوستوں نے یہ کس ہر ایک بند
ایذا فشارِ قبر کی مجکو کفن میں ہے

اے یار تجھسی بزم ہو خالی محال ہے
گر تو نہیں تو ذکر ترا انجمن میں ہے

غزل ۸۶	تصویر گھر میں چھوڑکے نکلا ہے شہر سی ماہر سفر میں یوں ہی کہ گویا وطن میں ہے	شعر ۱۷

کیون نہ توصیف لب لعل و دہن سے نکلے ۔۔۔ بات کوئی تو بھلا اپنی سخن سے نکلے

دل بھلا کیا تری گیسو کے شکن سے نکلے ۔۔۔ مشک نافہ کی خطا ہی جو ختن سے نکلے

تشنگی ہی گردش گردون کہن سے نکلے ۔۔۔ جی گئی مر گئے جب اس دار محن سے نکلے

کیون ہو قدر سخن کی جو دہن سے نکلے ۔۔۔ آبرو پائے گہر بھی جو عدن سے نکلے

باغ عالم سی عمل دور خزان کا نہ اوٹھا ۔۔۔ موسم گل مین بھی کانٹے نہ چمن سے نکلے

تو عطا نطق کری گر تو غنا دل کیا مین ۔۔۔ بات ہر رنگ کی غنچو نکی دہن سے نکلے

پانی پانی ہوئی ہم ضبط بکا سی کیا کیا ۔۔۔ اشک جب بنکی عرق اپنے بدن سے نکلے

باغ عالم مین ہے ذلت کا سبب ترک وطن ۔۔۔ گل رسن بستہ ہوے جبکہ چمن سے نکلے

صورت دانہ تسبیح رہی گردش مین ۔۔۔ گو سفر ہمنے کیا پر نہ وطن سے نکلے

غیر پھر غیر ہین اپنی جو ہین اپنے پچھڑے ہین ۔۔۔ سایہ بھی ساتھ ہوا ہم جو وطن سے نکلے

آبرو تو جو بڑھائے تو بھلا مین کیا ہون ۔۔۔ سیل آب در نایاب عدن سے نکلے

تنگ ہون زیست سے ای موت مسیحائی کر | جان آجای اگر روح بدن سے نکلے

چار ناچار چلین کیون نہ پی سیر وہ اب | بوئے گل اونکی جو بے لینے کو چمن سے نکلے

مین نی وہ کہنہ کفن بخت کے ہاتھون پایا | چاک ہو نکہت کافور جو تن سے نکلے

تھا قیام اپنا بہار چمنستان کی طرح | وہ وطن ہی نہ رہا ہم جو وطن سے نکلے

ہی غضب غیرت وہ بلا آ کے لگی عاشق مین | ساتھ بلبل نہ ہوئی گل جو چمن سے نکلے

غزل ۸۷

وصف خال رخ جانان جو بیان ہو ماہر
ایک نکتہ ہو وہ جو بات دہن سے نکلے

شعر ۱۱

غبار قلب کا اشکون مین کیون نشان نہ ملے | یہ بحر وہ نہین ساحل جہان روان نہ ملے

حیات مین نہین ممکن ملین عدم والے | نشان اونکا ملے گر مرا نشان نہ ملے

اسکے جور و ستم سے جلا تھا دل میرا | فلک سے رنگ مین کیون آ کے دھوان نہ ملے

کھلی جو آنکھ تو تنہا تھے بند مرقد مین | عدم مین بھی ہمین یاران رفتگان نہ ملے

فروغ دو دن جو پایا نکو مین بزم عالم مین
سوای شمع کوئی مہربان نہ ملے

مین انقلاب جہان کا ہون دوستو کشتہ
تہ زمین بھی کہین مجکو آسمان نہ ملے

نہو جو چرخ [illegible] تو جائے عرش پہ آہ
یہ تیر آور کرے پلہ گر کمان نہ ملے

کلام سخت سے رکھے نہ تا بشر کچھ کام
یہ بات تھی کہ زبانکو جو استخوان نہ ملے

تلاش ہی پس مردن بھی یک یوسف کی
مری غبار کیون گرد کاروان نہ ملے

گری ہین چاہ ذقن مین تیرے ہزارون دل
یہ چاہ وہ نہین یوسف ہو کاروان نہ ملے

غزل ۸۸

فلک سے کوئی یہ کہدی مٹا دے اسکو بھی
کہین مزار سے ماہر کا بھی نشان نہ ملے

شعر ۲۳

جبکہ قطع منزل مقصد مین قیمت رہ گئی
ہر قدم پر نقش پا کیطرح طاقت رہ گئی

گل ہوئی بھی پژمردہ بسکہ خاک تربت رہ گئی
ہو گیا گلشن خزان حیران ہون نکہت رہ گئی

سن ہی لینا گریہ آئین ہونگی شہرت رہ گئی
تیر کے پرتاب پر آکر قیامت رہ گئی

خود صبا کو لاغری پر میری حیرت رہگئی — یون اوڑا صحن گلستان سے کہ نکہت رہگئی

دیکھلینا سرد آہونکی جو عادت رہگئی — استخوان سخت بنکر شمع تربت رہگئی

کچھ ہوا حاصل نہ مانگے سی ندامت رہگئی — مطلب گردون بر آیا میری حاجت رہگئی

محنت غم سی ہوئے آراستہ داغ الم — اس چمن مین باغبان بنکر ریاضت رہگئی

شل شعل سوز غم سی استخوان جلنی لگی — جب ہوا سی نجھکے اپنی شمع تربت رہگئی

داغ غم مرجھا گئی جب بھی بھڑکا جاتا ہون — کیا یہ آتش تھی کہ نہ بجھنے پر بھی حدت رہگئی

تب مین سمجھا سعی سی نکلیگی بیشک شکل رزق — گردہ نان بنگئی جب گردش کی صورت رہگئی

منعمونکی گھر بنانے کا نتیجہ یہ ہوا — آپ سوئے کنج مرقد مین عمارت رہگئی

جسکو ہنگام دعا شغل نظر بازی رہا — چشم بنکر قفل در ہائی اجابت رہگئی

فاش پایا جبکہ راز عسرت ارباب فقر — پردہ رکھ لینیکو دنیا مین قناعت رہگئی

سوز غم نے ایک شب مین یان کیا یون کام تمام — صبح کو جلتی جگر کی گل شمع تربت رہگئی

گھر سے ہم نکلیں کبھی تو ہی اک امر محال
یہ بھی وجہ ضعف ہے دل میں حسرت رہ گئی

ناتوان وہ ہوں جب آئے فاتحہ پڑھنے کو دوست
بہر تعظیم اٹھکے میری خاک تربت رہ گئی

دل میں پہنچے قربت پر بھی سے کلیم اللہ ہوئے
بن پڑے باتیں زباں میں جیسے لکنت رہ گئی

بیخبر پاکر ہمیں گھر سے نکالا بیقصور
یہ عزیزوں سے ہیں مگر شکایت رہ گئی

ناتوان وہ ہوں جب آیا دل سے چہرے تک ملال
چین پیشانی پہ مثل خط قسمت رہ گئی

جب مزاج ناتوانی صحبتوں کا پڑ گیا
اٹھکے سو سو بار میری خاک تربت رہ گئی

جب ہوا قائم مزاجی پر مجھے اپنی سرور
رنگ بنکر میرے چہرے پر بشاشت رہ گئی

ہوں وہ از بس ناتوان نکلی نکلنے کی جو شکل
آئنہ میں بال بنکر میری صورت رہ گئی

غزل ۸۹

کونسا تھا مہر گلہ مرکر عزیزوں سے رہا
خاک میں پیسٹ ملے نیکی شکایت رہ گئی

شعر ۳۰

مجھسا بھی عندلیب کم اس بوستان میں ہے
تنکے کیطرح جسم نزار آشیان میں ہے

پنہا نہیں سکوت جو سوزِ نہان میں ہے
چھالا ہر ایک مُہرِ خموشی زبان میں ہے

گرمِ سفر یہ کونسا رہروِ جہان میں ہے
صورت دھوئین کی گردِ رہِ کاروان میں ہے

غم دوست ہون خوشی سی یہ کینہ جہان میں ہے
دل کیا گرہ کی شکل ہر اشکِ روان میں ہے

تاثیر کس کے ضعف کی یہ کاروان میں ہے
بانگِ شکستِ رنگ جرس کی فغان میں ہے

راہِ درازِ مُلکِ عدم طے کرینگے ہم
مر کر بہی اتنی جان تنِ ناتوان میں ہے

سینے سی کیون نہ قافلہ لختِ دل چلے
اشکون کا کاروان بہی کسی کاروان میں ہے

نا مستقل مزاج سے کامل نہو گا تو
ناقص ہی نقشِ پا بہی جو ریگِ روان میں ہے

سوزِ الم سے کون گھلا ہے مری طرح
یہان تارِ اشکِ شمع کی شکل استخوان میں ہے

سینے مین دل کے ساتھ ہین داغِ الم مرے
یوسف کنوئین مین بہی ہے تو اک کاروان میں ہے

جاتا ہی باغِ دہر سے کیا کاروانِ گل
آوازِ کوس نالۂ برگِ خزان میں ہے

سوزِ الم مین بات تو اولٹی نہین ہی شکر
زخمِ زبان سے ہو جو دہن بہان زبان میں ہے

باساز و برگ کیون نہون قایم ہین جہان / ہو خاک دانہ سبز کہ ریگِ روان مین ہے

کیون ہو نہ دل پسند خمِ ابروانِ یار / وہ عین راستی ہی کجی جو کمان مین ہے

اپنا ثبات سمجھے ہین نفع جان تو / مٹتا ہے جلد نقش جو آبِ روان مین ہے

مجھ ناتوان کی منہ سی نکلتی ہی اس سی بات / شکلِ عصاے صاف الف جو بیان مین ہے

یہ سوزِ عشقِ چشمِ بتان سی مین زار ہون / انداز میل سرمہ ہر اک استخوان مین ہے

بحرِ جہان سی پار اوترنیکی کیا ہو فکر / تابوت مجکو صورتِ کشتی جہان مین ہے

معجز بیان نکیون دہنِ تنگِ یار ہو / اعجاز سی کلام کا دخل اوس دہان مین ہے

سمجھون یگانہ کسکو مین باغِ جہان مین / بیگانہ مجھسے سبزہ ہر بوستان مین ہے

کیونکر پڑی نہ آنکھ پہر اک کی لباس پر / اشکون سی جسم جامۂ آبِ روان مین ہے

آہون سی جب ہوئی ہی مشبک تمام سقف / تب فرش دہوپ چہاؤن کا اپنی مکان مین ہے

معنی مکین ہین لفظ ہین جیسے ستون ہین رکن / انداز بیتِ شعر ہماری مکان مین ہے

وہ اس چمن مین بلبل رنگین مزاج ہون | تنکا بھی صورت گل آشیان مین ہے
روزن کی روشنی کا گذر تنگ محال ہی | وہ تیرگی بھری ہوئی اپنی مکان مین ہے
آندھی کی طرح آتا ہے سینے سی تا دہن | شامل جو آہ دود دل ناتوان مین ہے
کیون لاغری سی ہو خلش جسم زار مین | کانٹونکا طور اپنی ہر اک استخوان مین ہے
ایسا ہے تنگ اپنا سیہ خانہ ہمدمون | وہ بھی گھٹا ہوا ہے دھوان جو مکان مین ہے
کیا منہ کھلی مرا تپ غم مین پی کلام | چھالا ہے جو وہ قفل کی صورت دہان مین ہے

غزل ۹۰

شاگردی اسیر مضمونکی قید ہے
ماہر وگرنہ رنگ بہی اپنی زبان مین ہی

شعر ۹۳

حیرت مجھے روانی عمر بشر مین ہے | لنگر پڑا ہوا ہے سفینہ سفر مین ہے
کیا محو طی ارض کوئی رہگذر مین ہے | پیچیدگی غبار طریق سفر مین ہے
فصل بہار اوج پہ اپنی نظر مین ہے | کب برق ہی یہ خون گل ابر تر مین ہے

پیری مین بہی چمک ہے مرے داغ جگر مین ہے
حیران ہون دن کو شب کیطرح ضو قمر مین ہے

پرتو جو اوسکے رخ کا مری چشم تر مین ہے
روشن چراغ کوچہ نہ نظر مین ہے

نالی نہ کر زبان دل پر درد بر مین ہے
اچھا نہین ہے شور کہ بیمار گھر مین ہے

اوس مہ کا عکس رخ جو مری چشم تر مین ہے
اک ایک اشک آنکھ کا تار نظر مین ہے

کیون سوز عشق دوست دونہو مثل جان عزیز
شعلہ ہے جس قلب وہ آتش جگر مین ہے

ہی دل مین یاد قامت موزون یار کی
دیکھو نہ بہار شجر بیان ثمر مین ہے

ٹھنڈک ہے زخم دلمین مہ رخ کی یاد سی
یہ چاندنی ہی مرہم کافور اثر مین ہے

تصویر انقلاب زمانہ ہون شیب مین
پاؤن مین ہی سکون حرکت جب سر مین ہے

ہوتا نہین ہی آتش غم سی جو کچھ ضرر
رخت حریر شعلہ مگر نیر بر مین ہے

ہر روز تیری نذر کو ای بادشاہ حسن
دینار آفتاب کا دست سحر مین ہے

سوز دل و جگر کا ہے رخ جانب دماغ
اس آگ کا گرہ ہی کہ منقر اپنی سر مین ہے

عالی اونکی طبع ہی عالی ہی جنکی قدر
مضمون بلند مطلع شمس و قمر مین ہے

دن زندگی کی کاٹ کے پہونچونگا تا عدم
راہی یہ مین ہون عمر رواں کب سفر مین ہے

کیا جوش فصل گل کہی دریا ہے صحن باغ
کشتی کا طور موج نسیم سحر مین ہے

تپ مین ہی اہل فقر کی تبرید خون دل
تعویذ ابروؤنکی گرہ دردسر مین ہے

آئین فقیر خانہ مین سبکی نہ کیون قدم
گھر نقش پا کیطرح مرا رہگذر مین ہے

یارب ہوا ہی کونسا یہ سوختہ جگر
رخت سیہ دھوین کا جو شعلے کے بر مین ہے

پڑ جائے جسطرح کوئی تاپو میان جسم
اشکو نسی یون کدورت دل چشم تر مین ہے

روشن ہی آگ شعلۂ دل کی دماغ مین
یہ پیچ ہی جو بل مری ہر موئی سر مین ہے

کام آئے فرط ضعف مین کیا اور کوئی سنی
منھ دیکھنی کو آئینہ جب اپنے گھر مین ہے

تیغ قدم سی کاٹونگا وہ تیز رو ہون مین
گو درع نقش پا رہ صحرا کے بر مین ہے

رونے مین دیکھتا ہون بخوبی کتاب غم
عینک ہی آب اشک یہ کب چشم تر مین ہے

دل سا جری بھی ہی سپر انداختہ یہان
کیا آنچ تیغ کی مری سوزِ جگر مین ہے

نالان جو شام سے ہے موذنِ شبِ وصال
کیا چاندنی ہی رات لباسِ سحر مین ہے

محتاجِ دستگیر عصا ہی ہی راہ مین
سختی نئی طریق کی سیری سفر مین ہے

کیونکر نہ شمعِ عقل فروزان رہی سدا
کم موم سے نہین ہے جو مغز اپنے سر مین ہے

ساری کرامتین یہہ پریشانیونکی ہین
مین ہون حضر مین اور دلِ محزون سفر مین ہے

اپنی جگہ سی ہل نہین سکتا یہ ضعف سے
مین ہون مکانمین یا کوئی تصویر گھر مین ہے

بھرتا ہے دفن ہونے سے زخمِ دلِ لحد
انسانکا جسم کیا کوئی مرہم اثر مین ہے

بریان ہین سیخِ آہ پہ نالے کباب وار
حدت لیے اپنی آتش سوزِ جگر مین ہے

پیری مین بھی ہین داغ مری جسمِ زار پر
فصلِ خزانمین کثرتِ گل اس شجر مین ہے

جامع مقام و کوچ کا پرکار وار ہون
اک پاؤن ہے حضر مین مرا اک سفر مین ہے

کیا آگئی تھی فکر مین ماہر خزانکی یاد

مصرع جو شاخ خشک ہر اک شعر تر میں ہے

حسرت و اندوہ غم کا گھر ہمارے دل میں ہے
دیکھیے جسکو وہ ضیا خانہ اس محفل میں ہے

ہاتھ پھیلانے سے اوضع ہی جو مضمون دل میں ہے
ہین لکیرین یا خطِ مطلب کفِ سائل میں ہے

کون ہے زیر زمین مضطر کشش کس دل میں ہے
نبض وہ چلتی ہوئی ہے جادہ جو منزل میں ہے

کب فقط اکراہ غربت ہمارے دل میں ہے
گرد بھی خواستہ خاطر اسی منزل میں ہے

سوز غم سے سلک گوہر فرقتِ قاتل میں ہے
آبلہ کہیے اوسے جو اشک اپنے دل میں ہے

راہیِ ملکِ عدم ہر دم دھڑکا دل میں ہے
قافلہ خاموش جاتا ہے خطر منزل میں ہے

کب ہستی کا گذر اہلِ الم کے دل میں ہے
شمعِ اشک افشان شبِ شادی بھی ہر محفل میں ہے

ناز کیا کینہ اگر مجھسے دلِ قاتل میں ہے
اوس گرہ کی کھلگئی قسمت جو اوسکے دل میں ہے

ہاتھ شل عجزِ لرزان نے نقاہت دل میں ہے
کس تلاطم میں ہی کشتی کفِ سائل میں ہے

کسقدر سختی طریقِ الفتِ قاتل میں ہے
شہپر بالِ وحشت ہر ذرہ اس منزل میں ہے

ہے بجا راہِ عدم سے خوف اگر ہر دل میں ہے
رہ گئے ہیں خضر بھی سختی وہ اُس منزل میں ہے

دیکھئے جسکو اسیرِ لطفِ صحبت ہی وہی ہے
طوق گردن سبکا ہی حلقہ جو اوس محفل میں ہے

عشقِ گیسو میں کشودِ کار ہے امرِ محال
ہی گرہ وہ بال کی عقدہ جو اپنے دل میں ہے

دل میں مجھ غمکش کے ہی دیدوں کو بھی دلبر جو لے
داغ جسمیں لگ گیا پھر لطف کیا اوس دل میں ہے

باطن باطن سے کھلتا ہو نہیں عشقِ یارِ دوست
راہ یہ وہ ہے جو پنہاں اپنے دلکی دل میں ہے

اب تو آکر دیکھ جا قاتل دلِ بیتاب کو
دم کو اُمید ہم کے لیے مہمان تنِ بسمل میں ہے

گر نہیں ہے ارتباطِ دوستان تازہ طلسم
کس لئے پھر درد دل یار ونکا میرے دل میں ہے

گردشِ قسمت کا نکتہ تاکہ ہو سب پر عیان
اس سبب ہے دورِ خط کا سہ سائل میں ہے

طی عدم کی راہ کرنی ہے مسافر کیوں ہو شاد
ہی وہی سنگِ نشان سختی جو اس منزل میں ہے

شاخ ناقہ قیس بلبل نجد ہی صحنِ چمن
غنچے میں نگہت کہ لیلیٰ گوشۂ محمل میں ہے

دیکھ کہ شاید اسی کو ہو مکدر دل کوئی
یہ سبب ہے جو گلی کا نسخہ کفِ سائل میں ہے

رنج دیکر آشنا سب چل بسی سوی عدم
ہے غبار کاروان گرد غم کب دلمین ہے

سنا ہیتون سے کہد دلمین اوسکی خبر ٹہرکر ذرا
کوئی واماندہ ہی نالان جرس منزل مین ہے

کیون نہ روشن طبع پائین آپکی صحبت مین جگہ
کیسی ہی کثرت ہو جا شمع ہر محفل مین ہے

بحر عالم مین نہ پہونچی کیون اثر کی دیر تک
بادبان حرص و ہوا کا کشتی سائل مین ہے

خون کی دہارین نکلکر دیتی ہین اوسکو صدا
اور بہی اک ہاتھ او قاتل کہ دم بسمل مین ہے

موت سے انسان کی دنیا مین ہو خشکی یا تری
یہ وہ دریا ہے کہ خوف غرق بہی ساحل مین ہے

عشق لیلی مین جو سودائی ہوا دیوانہ تہا
مین تو مجنون اوسکا ہون محمل کی جا جو دلمین ہے

ساکنان قبر سے اتنا تو کوئی پوچہدے
گہر بہی یاد آتا نہین کیا چین اِس منزل مین ہے

حسن کی گرمی سے اونکی سب کے سب بیتاب ہین
شعلہ جوالہ ہے حلقہ جو اوس محفل مین ہے

ناخن تدبیر کے بہی کہلگئے عقدے تمام
عقدہ لاحل ہی وہ عقدہ جو میرے دلمین ہے

کیون نہ مجنون صورت بلبل نظر بازی کرے
پنکہڑی غنچے کی ہی پردہ اکب اوس محمل مین ہے

کیون نہ بھاگین عالم پیری مین مجھسی دوست — شکل دیوار خمیدہ یان قد مائل مین ہے

کونسی صحبت زمانے مین ہے بےمثل و نظیر — دیکھیے جسکو مثال آئنہ محفل مین ہے

بار سی شکوونکی ہوئی خاطر مکدر جب ہوئی — خاصہ بیماری کا غبار دل مین ہے

ناتوان وہ ہون کہ جبتک جسم مین بیٹھا ہو کلین — فرش ہی صاحب فراش و نشستہ محفلین ہے

کرتی ہی صحبت اثر ظاہر ہو یا باطن مین ہو — کب ہنسی ہے آواز جو کاسہ کف سائل مین ہے

ہمنشینونکے کلیجونمین ہی شکچے لگ گئے — کسقدر گرمی آئی ہی اپنے سوز دل مین ہے

قلب ماہیت کا باعث ہے بشر کی فرط فقر — ڈوب مرتے ہی کی کشتی کف سائل مین ہے

کسنے تھک کے راہ کو دیکھا تھا چشم یاس سے — صورت نقش قدم ہر جادہ منزل مین ہے

بعد وصلت بہی چھوٹیگی عیادت رنج کی — داغ فرقت جو ہی وہ شکل سویدا دل مین ہے

ہاتھ دکھلا کر اونھون نے قتل کر ڈالا مجھی — کیا دم خنجر لکیر ایک اک کف قاتل مین ہے

دیکھکر حال شکستہ اوسکا یہ کہتا ہی دل — بال کہتی اوسکو جو خط کا شمائل مین ہے

کسطرح اوس قد کا یون نقشہ مجھے اوترا دلی — سرو کی جسطرح صورت قمریونکی دل مین ہے

بحر دیکے کوئی دست موج سی جام حباب — تشنگی کے جوش سی خشکی لب ساحل مین ہے

ہی مزید فقر سے بحر جہا تمین خوف غرق — کیا تعجب ہے اگر کشتی کف سائل مین ہے

آرہا ہی رنگ ہمدردی کا یہ اس عہد مین — زخم سب ہنستی ہین اور اپنا دل بسمل مین ہے

روح اپنے جسم مین کیونکر رہے بعد شباب — شمع کو دیکھا تو شب بھر کے لیے محفل مین ہے

کب کثیف الطبع لوث عیب سے ہین پاک صاف — دیکھ لے مٹی کا دھبہ اس ساحل مین ہے

تیرے اوٹھ جاتے ہی تنہا صحبت یہ منغص ہو گئی — لوگ کیسی فرش ہی جین پئی جبین محفل مین ہے

سوکھ کر کانٹا نہ کیون ہوجاؤن باغ دہر مین — تلتی ہین پھولون نہین جو اونکی صحبت دل مین ہے

کیا مسافر اب نہ کھینچینگے وطن والونکو پھر — صورت پردہ یہ کیون گرد رہ منزل مین ہے

دیکے کچھ اس پیشکش کو کر لے او منعم قبول — آبرو سی چیز کشتی کف سائل مین ہے

کون سے بیکس کی ہے تاراج کشت آرزو — جسکی غم سے دانہ ہر اک خاک بر سر گل مین ہے

گر یونہین کانٹے رونگے مسافر راہ کو | انجو جادہ وہ بتائیگا جو منزل مین ہے

غزل ۹۱

عیب دان ماہر کہ اونکو جو ہین تیری رازدار
بات وہ کہدیتی ہین منہہ پر جو نہان دل مین ہے

شعر ۱۳

فلک سے بجا یہ گیا بر ہم جو دم مین صبح پیت غم کی | اودا سی ہی تو رونق تھی ہمارے بزم ماتم کی
دکھاؤن گر روانی بحر اشک چشم پرنم کی | بہی مثل کف دریا سفیدی صبح ماتم کی
مقابل اوس سی کیا دیکھی جو لمین سیر عالم کی | مگر ہان کاسہ گرسی کم نہین تھی آبرو جم کی
بیان قدرت ہو گیا اوس نخلبند باغ عالم کی | ثمر کو دی وہ لذت جسپہ ٹپکے رال شبنم کی
جنونمین داغ سے ہر زیب ہے یون قدر مرہم کی | نگین سے خوشنمائی جسطرح ہوتی ہی خاتم کی
تجھی ہی یاد لازم اس چمن مین شادی و غم کی | فراموشین ہراتی ہین یہان انجام توام کی
کھلا جب یہ کہ دنیا ہے جگہ ہر صدمۂ غم کی | تو دریا بہی دست موج سی کی مشق ماتم کی
گر انقدری کہون کیا اوس سلیمان تکرم کی | کہ بار نام نے جسکی کمر خم کی ہی خاتم کی

مجھے ہو گئے آگے قدر کیونکر ساغر جم کی
کہ اک جام اسکا دکھلاتا ہے کیفیت دو عالم کی

شکایت پھر نہ ہوتی محنت گلزارِ عالم کی
نظر گر باغبان کرتا عرق ریزی پہ شبنم کی

ازل ہی گوش زد ہے بے ثباتی باغ عالم کی
برنگِ گل مری تن پر قبا کیون ہو نہ شبنم کی

دکھایا ساقی مجھے اوسنے جام مے میں سیر عالم کی
کہ ٹپکی رال شیشہ کیطرح جس جام پر جم کی

بہار آیا باغبان جوبن پہ ہے یہ باغِ عالم کی
کہ گلشن پر رگِ گل سے نظر پڑتی ہے شبنم کی

حباب آسا ہون نازک مین بہی فرطِ خلقت سے
بہروسا کیا ہے مٹجاونگا سحر یا کسی دم کی

یہ بیدردی کہ اس گلشن مین شبنم اوسکو سب سمجہے
چمن مین اشک غم سے آنکھ نرگس نے جو پر نم کی

مین ہی وہ آہو رم کردہ وہون اے صحرا وحشت سے
کہ جسکے سایہ کی تصویر مین ہین طاقتین رم کی

روا رو رہگذارِ دہر کی ہے رہروِ دیکھو
ملی فرصت نہ چلنے سے کبھی ہم کو ہی اکدم کی

جہکے کیونکر برنگ چوب خشکیدہ ہے ہر سرکش
کمر ٹوٹیگی پشت اسنی تو واقع ہین اگر خم کی

الٰہی کس ستم خوبیکی فرقت مین یہ حالت ہے
لگی ہین ہیبت کو آنکھین ہے جانب بحرِ عالم کی

نفس بے شغلی پیری مین دل بہلاتی ہین میرا
ہوا ایسی ہے کہ فرحت بخش ہوتی ہی سحر دم کی

برنگ بوی گل نازک مزاجی مین ہین بیٹھا تہا
کہان سے آ گئے صرصر طبیعت سری برہم کی

شریک حال اہل غم نہ ہین یکہو کر ہو اے گلشن
جب آنسو دیدۂ نرگس مین ہوئین پہ رقت شبنم کی

نہ یکھو گر تو ہو کمظرف مثل جام جم بیشک
اگر دیکھو تو گنجایش ہی مجکو ایکسین عالم کی

بجز اعجاز حسن مبہت دو اسکو اور کیا کہیے
ثنا مین نے زیادہ بہی جو کی تو بہت کم کی

تناسب کی رعایت مجکو ہی افسانہ گو یہ ہے
حکایت گر سنون بہی ہین تو لب سے جام جم کی

سیہ روزی سے اے گردون سواد آخر شب ہون
فنا ہو جاؤنگا دیکھی ضیا گر صبح ماتم کی

عرق کی قطرون سے اوس گل کی ہے دعوی ہی ہمچشمی
یہ پانی ڈہل گیا ہی چمن آنکھون کا شبنم کی

یہ پیہم پہوٹکر روتے ہین کسکی آشنائی مین
کہ سوج آئی ہین آنکہین ہر حباب بحر عالم کی

مین وہ ہون حرم دل ہی کعبہ حق دار فانی مین
نہین ہی تاب جسکو دید عمرہ مین زمزم کی

بنا ہون قدر سوز دل سے اے عکس برق گردون
تڑپ جاؤنگا مین بہی سامنے بجلی اگر چمکی

وفورِ ضعف مین اتنا جو رنج بھی دلکو آفت ہے
ڈبوئیگی مری کشتی کو گردش چشمِ پر نم کی

ندامت کچھ تو اسنے پیا قیا اوس سے اوٹھائی ہے
جب آیا سامنے پیمانہ گردن شیشے نے خم کی

نہ کیونکر ای اجل پھر آنکھ میری بند ہو جاتی
دمِ پیری ملی آہین بھی ہوائین تھین سحر دم کی

یہ ادنی سی صفت ہے اوس طلائی رنگ کی اونکے
پڑا جب عکسِ رُخ چاندی کُندن کی طرح دمکی

کسی رشکِ چمن کے انتظارِ آمد مین
سفید آنکھین ہوئی ہین قطرہ ہای آب شبنم کی

مین ہی تو موجبِ بیتابیِ سوزِ جدائی تھا
زمین پر مین جو تڑپا آسمان پر برق بھی چمکی

دکھادے اب تو اسکو ای بہم خوبی جمال اپنا
کہ جان آنکھون مین آئی ہی حبابِ بحرِ عالم کی

بجا یار ہر دو دن شیشہ کرو ہے جب تو ٹوٹا تھا
یہ نوبت ہو گئی مرنی پہ خود جامِ سرِ جم کی

کٹیگی عمر ہی ہجر مین یہ جان اپنی وہ سمجھے ہے
مثالِ تارِ گوہر آمد و شد سینہ مین دم کی

کرین کس وقت کارِ دین و دنیا کا اہلِ عالم
نہین ملتی ہی فرصت سانس لینے سے کوئی دم کی

دکھائیگا مجھے کوئی نکوئی سانحہ گردون
کہ آنکھین تک پھڑک کر رہی ہین پیشِ ماتم کی

کہی سبب یہ طماعون نے زر کو دار دنیا مین
کر آخر آگئی داغ جبین مین شکل درہم کی

غزل ۹۲

شعر ایضا

بنی ہین دیدہ ہا منتظر نقش قدم ماہر
زمین بھی ہی یہ شائق مہدئ ہادی کے مقدم کی

نقش قدم بنا نہ کہین پر جہان سے چلے
سایہ چلا زمین پہ کہ ہم ناتوان سے چلے

گھسٹ پڑہکی یون زمین پہ تن خستہ جان سے چلے
سینے مین جسطرح نفس ناتوان سے چلے

یون مجھ بلانصیب کے اشک روان سے چلے
جسطرح چلیں خوف کی جا کاروان سے چلے

گر کچھ چلی بھی چال تو یون ناتوان سے چلے
اپنی جگہ پہ صورت نبض روان سے چلے

رفتار گر قلم کی ترا ناتوان سے چلے
ہو طرفہ سیر ساتھ قدم کا نشان سے چلے

مجھ سا کوئی رفیق طریق آپ کو ملا
سایہ صفت قدم بہ قدم تا جہان سے چلے

مستونکو غول آئین تو جاے ملال زر
ساغر چلین تو پیر مغان کی دوکان سے چلے

ہاتھ اوس سے سپر جدا ہوا انشام کی طرح
الدن عصا جو لیکے ترمی ناتوان سے چلے

کیونکر نہ بات باتمین کاٹو ہر ایک بات
قینچی کیطرح سی جو تمھاری زبان چلے

یون کرد غم مین پھر گیا ہی ہمارا دل
رتی مین جیسی ماہی ریگ روان چلے

وہ مست ہون جو ٹھیس شیشی ہی مین لگ گئی
فریاد کرتے ہم سوئے پیر مغان چلے

فرقت کی شب مین یون ہے روان کہکشان چرخ
جسطرح سی کہ اثر در آتش فشان چلے

آئینہ سان سفر مین بہی نکلین نہ گھر سی ہم
گر ہم چلین تو ساتھ ہمارا مکان چلے

بلبل وہ ہون پھڑک کی دیکہادون جو زور عشق
اڑتا ہوا قفس کیطرف بوستان چلے

دامن سی خار اولجھ گئے گل پاؤن پر گرے
صیاد اوجاڑ کے جو مرا آشیان سے چلے

بہولا ہون گر ستارون بہری مانگ کو تری
آرے کیطرح سر پہ مرے کہکشان سے چلے

اندھیر اہل بزم کی آنکھون مین ہو گیا
محفل سے پہری آپ مگر شمع سان سے چلے

ہون نبض بسمل تپ ہجران جو دشمنین
جادہ ہر ایک صورت نبض روان سے چلے

مارا جواب دینے پہ اوسنے رقیب کو
سچ ہے کسیکا ہاتھ کسیکی زبان سے چلے

اولٹی چلی خزان مین ہوا جب تو باغ سی
مثل طیور اوڑتے ہوئے آشیان سے چلے

لپٹین جو بو کی باغ سی نکلین ہوا سی
بن آئی راہزن کی جہان کاروان سے چلے

اے داغ دل جنون مین سپند ہی ہے اکی دہن
اوس ملک مین چلو کہ جہان سکہ جان سے چلے

بدگوئی رقیب سیہ رو کو کیا کرون
گر قطع ہو تو اور قلم کی زبان سے چلے

ہم وہ حزین ہین یون تو نجانا ہوا کبھی
پھولون مین بلبلونکے سوے بوستان سے چلے

دانہ جو تیرے خال کا بھولا ہون مین کبھی
چکی کیطرح سر پہ مرے آسمان سے چلے

یاد آئی گل کو آمد و شد عندلیب کی
پھر کر جو آشیانکو پہ آشیان سے چلے

مثل نسیم صبح مگر آپکی ہی چال
غنچونکے پاس سے ہوئے شادان جہان سے چلے

وہ گل چلا جو باغ کی نظارے کے لیے
طایر سب اوسکی طرف بوستان سے چلے

رکھدون کبھی جو بار غم اپنا اوتار کے
جھک کر جہان مین پیر کبھیو ر جوان سے چلے

کی بعد مرگ جو کشش حضرت جذب کشش
صحرا کو چھوڑ کر وہ مری استخوان سے چلے

بلبل وہ ہون بھر و جو قفس مین گلونکا دم
اوڑکر شمیم گل کیطرح بوستان سے چلے

یون باتین کرتے ہین دیوانے ہجر مین
جسطرح سے کہ گنگ کے منھہ مین زبان سے چلے

وحشی وہ ہون کہ تھک کے گرے سایہ کیطرح
جن بہی جو میرے ساتھ وہ امتحان سے چلے

تاثیر ضعف عالم پیری کو دیکھنا
سایہ بھی بے عصا نہ چلا ہم جہان سے چلے

خالی کمان جو رہ گئی قاتل کے ہاتھ مین
تن سے نکل کے صورت تیر استخوان سے چلے

بلبل وہ ہون کہ قتل کو صیاد جب بڑھا
باہر چمن کے روتے ہوے باغبان سے چلے

بچھلے سی ست بیٹھے ہین اس انتظار مین
پھولے شفق تو جام ارغوان سے چلے

یون شوق مین ہے غم مرے دلکی طرف روان
جسطرح سہی طیر سوے آشیان سے چلے

دیکھا یہہ انقلاب ترے لطف و قہر سے
تنکر چلے جو پیر تو جھک کر جوان سے چلے

صیاد کی تسلیون کا اعتبار کیا
کھڑکی کھلے قفس کی تو یہان سے چلے

ماہر کو قہر پیستی ہی یا ابو تراب

غزل ۹۳۰	جلد آئیے فشار ہوا استخوان سے چلے	شعر ۳۴

بہر طور اچھی بسر ہو گئی — گھٹی آبرو تو گہر ہو گئی

خجل جب نہ حرص بشر ہو گئی — ہوا خود پسینے مین تر ہو گئی

مرے اشک شور آئے فرقت مین کام — کٹا رنگ شب جب سحر ہو گئی

یہ اونکی پھری دل مین مجھسے آنکھ — کہ شب بھی ادھر کی ودھر ہو گئی

فقیری قناعت کا باعث ہوئی — بری بھی تو اچھی بسر ہو گئی

بڑھاپے مین تختہ ہی تن قبر کا — مری جھک کے سیدھی کمر ہو گئی

مرا دل وہ لیکر یہہ کہنے لگے — کوئی شی ادھر کی اودھر ہو گئی

قدم رک کے جب سر بلے خوش ہون پیر — مہم تھی جو پاونکی سر ہو گئی

سب اچھے رہے مر گئے جب فقیر — گدائی فقط دربدر ہو گئی

عجب رنگ مین رنگ الفت کھلا — شب وصل گھٹ کر جگر ہو گئی

سیہ خانہ میرا وہ تاریک ہی — شب ہجر جس مین سحر ہو گئی

مرے خشک تن ہی ہوئی یہ خجل — پیوست پسینے مین تر ہو گئی

نہ ٹھہری گئی بو غنچۂ گل مین پھر — خبر اوسکی گر منتشر ہو گئی

وہی میری پیری ہی ای آسمان — سحر مین جو شیر و شکر ہو گئی

یہ دیوانے نہی کیا تجھے غنچہ کی بو — چلے جیب تو دیوار در ہو گئی

مجھے خوفِ تیغِ ہوس کچھ نہین — یہی نانِ جو گر سپر ہو گئی

بلا گرد سر میرے یا تنک پھری — کہ آخر کو دستار سر ہو گئی

تری مردمک کا پڑا جب یہ عکس — وہی دیکھنے کی سپر ہو گئی

یہ سمجھی دمِ ضبطِ سوزِ درون — گھٹا دود دلکی جگر ہو گئی

جوانی سے بہتر وہ پیری ہی چرخ — جو کافورِ زخمِ جگر ہو گئی

تمھین بھی رہا تیغ ابرو کا ڈر — جبھی مردمک بھی سپر ہو گئی

سوکھا یا کسی گل کی فرقت نی یہ	کہ کانٹا ہرا اک شاخ تر ہو گئی
بتون نے کرم کی جو پھیری نظر	خدائی ادھر کی ادھر ہو گئی
اوڑا شب ہجر کافور زخم جگر	کہ بیدز و تے سمجھے سحر ہو گئی
نہ کہنا مجھے صاحب راز عشق	جگر کو جو دل کی خبر ہو گئی
پڑی بحث جب کفر و اسلام مین	ادھر بت خدائی ادھر ہو گئی
مجسم گنہ نے یہ آخر کیا	کہ دل کی سیاہی جگر ہو گئی
بدلتے ہی کروٹ کے اے آسمان	شب وصل ادھر کی ادھر ہو گئی
دیا ساتھ مشکل مین فوراً امرا	اگر بیکسی کو خبر ہو گئی
مجھے خوف طول شب ہجر کیا	اوڑا رنگ رخ جب سحر ہو گئی
نہ او تری فقیری کے اعجاز سے	کلاہ گدا تن پہ سر ہو گئی
مقدر کی گردش سے آخر بلا	یہ لپٹی کہ شال کمر ہو گئی

سخن سی نکیون ہونہین راس الہٰیں | زبان شمع کے تن پہ سر ہو گئی

غزل ۹۴

بڑھاپے مین ماہر نہ چل راہ جرم
ٹھہر جا کہ اب دوپہر ہو گئی

شعر ۳۶

مجکو مہمان سی مروت بھی حیا بھی آئی
جان لیکر گئی گھر مین جو قضا بھی آئی

جان لینی کا جو تہا کام قضا بھی آئی
...ی ہوس پاس ہمارے نہ ہوا بھی آئی

...یر کے کہنے پہ ہوس کیا کہ ہوا بھی آئی
دم ذرا سا جو دیا مین نے قضا بھی آئی

...وا می غفلت کہ نہ کچھ اونکو صدا بھی آئی
...ور کی زنجیر مری آہ ہلا بھی آئی

آج کچھ نکہت گیسوے رسا بھی آئی
مرض عشق بڑھا جب تو دوا بھی آئی

مین جو آیا تو زمانے مین بلا بھی آئی
بزم مین شمع کی آتے ہی ہوا بھی آئی

مجکو اوس وادی پرہول مین لایا ہے جنون
قافلہ کیا نہ جہان بانگ درا بھی آئی

ہاتھ مین آئنہ و شانہ وہ لیتی ہی ہے
بگڑی زلفونکو مری آہ بنا بھی آئی

عذر ذکر کے مرا غیظ مین وہ لیتے ہین
تجکو بگڑی کبھی بات اپنی بنا بھی آئی

مجکو تھی بوالہوسی سے یہ جہا کین نفرت
حرص سمجھا اوسی گر پاس ہوا بھی آئی

رنگ سیوم مین کھلا اسکی محبت کا مجھی
رنگئے دست صبا پھول اٹھا تو بھی آئی

پینچدار ایسے ہین کوچے ترے گھر کے ایدوست
ٹھوکرین کھائین جو فکر شعرا بھی آئی

خلوت یار مین بیگانوں کا آنا کیسا
سر دھنا شمع نے گر باین ہوا بھی آئی

اب تن زرد مین کس منھ سے دکھاؤن اونکو
زعفرانکو جو ہنساتا تہا ہنسا بھی آئی

یہان نسیم سحری ٹھوکرین کھاتی ہی ہی
تیز دست آہ مری ونکو جگا بھی آئی

اپنی تنہائی سی مضطر نہ تم تنہا ہین
تھم گیا دل مرا جس وقت قضا بھی آئی

مین نہین اک تری گہر دور کے سب آتے ہین
سانس پھولی ہوئی تھی جبکہ ہوا بھی آئی

طاعت حق پہ نہ بگڑین یہ سمجھکر اصنام
مجکو بھولے سے کبھی یاد خدا بھی آئی

مجکو تعجیل اوسی جان کے لینے مین ہے دیر
لو ادا کرتی ہوئی مجھسے قضا بھی آئی

سے تنکے چننے لگا مین زردی تن اپنی
عشق مین تو کشش کاہ ربا بھی آئی

قتل سے تمنے جو کیا قتل کے مشتاقونکو
اس جفا سے ہمین کچھ بوی وفا بھی آئی

مجکو بیخود یہ خط شوق کے آنے نے کیا
نامہ بر کا ہوا دہوکا جو صبا بھی آئی

ناز و غمزہ ہی کو دنیا مین غنیمت سمجھون
سامنا مجہسے قضا کا جو ادا بھی آئی

مرسلونکو ہو نکیون خوف دم روز جزا
سب تو تجھے امت محبوب خدا بھی آئی

ضد تری کونسی دنیا کی ہشی نی رکھ لی
پاؤن پھیلانے جو تونے تو حنا بھی آئی

مثل شبنم چمن دہر مین روئی ہر شے
ایک کرنیکو لہو پانی حنا بھی آئی

رنگ حاجت چمن دہر مین پھیلا اتنا یو ہین
سب تو سر دیکھنے کو ہاتھ جفا بھی آئی

حیا کے اب دیکھ لینی پردہ اوٹھین جو حجاب
آہ آنکھونکا حجاب ان کی اوٹھا بھی آئی

اب مری لغزش پا کا ہے مرا ہا ساقی
دیکھ لے جھومتی گردون پہ گھٹا بھی آئی

اب سکندر سی کہو صنعتین سب ہین بیکار
میری حیرت اوٹھین آئینہ دکھا بھی آئی

یونہی کیا کم تھی وہ ہاتھون نہ او ر نیا گل پھولا
شاخ مین شاخ لگا نیکو حنا بھی آئی

کھا یو ہین رنگ اسیری کا جہانمین کیا کم
ہاتھ بند ہوا نیکو دنیا مین حنا بھی آئی

تیز دستی یہ ہی چھپکی تھی نہ وہان آنکھ ابھی
آہ پر درد مری سُرمہ لگا بھی آئی

غیبت دل سی مری نزع مین آیا کوئی
فرض ادا کرنیکو آئے جو قضا بھی آئی

باغ عالم یونہین جلتا تھا تو نکے ہاتھون
آگ مین آگ لگا نیکو حنا بھی آئی

غزل ۹۵ — شعر ۲۱

اسقدر بھی کوئی تربت پہ ٹھہرا ماہر
کچھ اگر ہی سے ہمین بوئے وفا بھی آئی

عبث جہانمین کب زلزلے ہین آئے ہوئے
تڑپ رہے ہین لحد مین ترسے ہوئے

نہ پوچھو کچھ یہ کون آتے ہین بنائے ہوئے
یہی ہین جنکی ہین یا ہم خاک مین ملائے ہوئے

عوض مین آہ کے ہنستے ہین منہ سے گھبرائے ہوئے
یہی ہین لوگ جنازے پہ پھر آئے ہٹے

تم اہل بزم مین سے ایک کو تو دو بوسہ
فقیر بیٹھے ہین سب آ سر لگائے ہوئے

طریقِ عشق مین آتی ہی یہ صدا مجکو
خطر کی راہ ہے رہرو قدم اُٹھائے ہوئے

عصا کے شیشہ وہ ہے ساقیا کہ زاہد کیا
سنبھل گئی ہین شیخ انسے بھی لڑکھڑائے ہوئے

رقیبِ رستمِ دستان ہو گر تو کیا ہوگا
تری پھبکیتیون کے ہم ہین مار کھائے ہوئے

خدا ہی حشر مین دستار قاضیون کی بچائے
مغان کے ساتھ ہین شیخ انکے غول آئے ہوئے

نہ اوگلی میان سے کسطرح تیغ او قاتل
ہماری قتل پہ ہے نے آستین چڑھائے ہوئے

یہ کون لیگیا پہلو سے کیا ہوا یا رب
ابھی تو دیر ہوئی تھی نہ دلکو آئے ہوئے

مین ہی نہین ہون تمہی شمعِ رخ کا پروانہ
چراغِ شام ہی ہے تجھسے لو لگائے ہوئے

ہے شکل اونکی دمِ صبح شام صلت ہے
نگاہ نیچی ہی بیٹھی ہین سر جھکائے ہوئے

صدا یہ ہچکیون سے دیکے مر گئے عاشق
جنازہ لاؤ وہ گھبرا رہے ہین آئے ہوئے

وصال کا تو بھلا ذکر کیا ہے فرقت کا
وہ داغ ہے جسے چھاتی سے ہون لگائے ہوئے

بہے وہی مری آنکھون سے اشک بن بنکر
جگر کے زخم تھے پانی جو کچھ چرائے ہوئے

دلونکو عاشقونکی سچ تو ہی وہ کیا جانین
کہین ٹوٹے ہوے ہونگے جلے جلائے ہوے

او تر رہی ہے گلو مین شال آب جہری
کچھ اس ادا سی وہ سینہ کو ہین دبائے ہوے

نشان وحشیو منزل کا مل ہی جائیگا
چلے چلو کسی جانب کو منھ اوٹھائے ہوے

نہ پوچھو عشق نظر مین کر کیا گذری ہے
تڑپ رہا ہون کلیجے پہ تیر کھائے ہوے

اوہنین کا بوجھ نہ اوٹھ جائے یہ ڈرتا ہون
وہ لاش اوٹھاتے ہین اپنی لاش ناز اوٹھائے ہوے

غزل ۹۶

شال دن رخ روشن ہی کسکو ہی ماہر
چراغ شمس و قمر ہی ہین جھلملائے ہوئے

۲۵ شعر

طپان ہون یون ہی تیر مژگان سے دل لگائے ہوئے
شکار جیسے تڑپتا ہے تیر کھائے ہوے

وہی ہین پھیر کے جنازہ سی پہ آج آئے ہوے
ادہر جو دیکھتی ہین منھ ادہر پھرائے ہوے

ادہر ہے ایک دل زار دیکھیے کیا ہو
مژہ کی صف ہی پرا اوس طرف جمائے ہوے

تمہاری زلف کو دل دیکھکر یہ کہتا ہے
یہ ابر آیا ہے بجلی کہین گرائے ہوے

گہر اونکے جا کے سنا یہ عوض مین خط کے ۔ سر اتہی کیا جو چلی آئی منہ اوٹہائے ہوئے

عقب مین اشکونکے یون دل کا زور آتا ہے ۔ کہ جیسے فوج کو آئے کوئی دبائے ہوئے

پتا یہ کوچۂ دلدار کا ہے اے قاصد ۔ ہزارون بیٹھی ہین یان وہان دہونیان رمائے ہوئے

عبث گمانِ بد اونپر نہین ہلی ہی قدرت ۔ کہین وہ پانو کہین دل ہین نہائے ہوئے

مناسب آپکو بہی وزرِ حشر ہے آتا ۔ اوٹہی ہین آپکے سب خاک مین ملائے ہوئے

نصیب انکو نہین کہلتی ہین دیکہی کے ۔ بڑھے ہین قتل کو وہ آستین چڑہائے ہوئے

ہزار حیف کہ مردہ کہین اونکین بیدرد ۔ کبہی جو سوئین سر ابہر کے جگائے ہوئے

گناہگار انکو دیتی ہین غسل کیون سرِ مرگ ۔ یہ آپ ہین عرقِ شرم مین نہائے ہوئے

دل و جگر کی تمنائین قتل ہوتی ہین ۔ اوجڑتے ہین مری گہر بسے بسائے ہوئے

ادبار اوبال کے دعا دے رہے ہین شیشے بہی ۔ مغان چلی ہین جو ہر مست کو جہکائے ہوئے

دمِ وصال کچہہ آیا جو ہے خیال اونکو ۔ بدن ہی سرد پسینے مین ہین نہائے ہوئے

دلون مین بعد قضا بھی نکیون ہے سوزش
چراغ شعلہ رخونکی ہین یہ بجھائی ہوئے

نہ دل ہین حسرتین اب ہین نہ دل ہی سینے مین
بتونکی راہ مین بیٹھے ہین گھر لٹائی ہوئے

یہ گرم صحبت پیر مغان ہی مستون سی
شراب خانہ مین شیشی ہین جوش کھائی ہوئے

ادھین سے کوئی ہماری وفا کا پوچھی حال
جو ذبح کر رہے ہین آستین چڑھائی ہوئے

تقاضہ سن کا ہے اکڑ کے نیچی سی راہ چلو
ادا یہ کہتی ہی چال اور بھی بنائی ہوئے

علاقہ قطع نہین گو لیی وہ جاتے ہین
چلا ہے دل بھی تو پہلو مراد بائی ہوئے

دلونکو دیکھ کے ناوک فگن کہتے ہین
اوٹھا لو انکو نشانے یہ ہین اوڑائی ہوئے

شب وصال وہ سر رکھ کے سینے پہ سوتی
تڑپ رہا ہون وہ تکیہ گلی لگائی ہوئے

امید اب تری دیدار کی ہو کب قاتل
گلے پہ تیغ بھی رکھی تو منہ پھرائی ہوئے

غزل ٩٧	خفا ودکھون سے ملی گر تو خوب ای ماہر ملے شہید دکھین خود ہی لہو لگائی ہوئے	شعر ٢٢

وحشی خجل ہین پاؤن جو گھر سی نکال کے
شیشے ہین آبلے عرق انفعال کے

بیٹھے ہین دلکو پھینک کے مشتاق چال کے
گھر سی قدم نکالیے گا دیکھ بھال کے

ہنگام حشر سامنی ہون ذوالجلال کے
سوچا کہان ہین پاؤن لحد سی نکال کے

وحشت مین کیا ہین چال چلو دیکھ بھال کے
پردے پٹے ہین آنکھ پہ چشم غزال کے

اوس قبر زار مین ترے وحشی چشم ہین
جیسے چراغ جلتے ہین دیدۂ غزال کے

وحشت جنون مین ہی ترے وحشی کا یہ جلوس
شیرونکے غول پیچھے ہین آگے غزال کے

سو دردِ سر اوٹھین ہین کہ بوسہ دو یکی ایک
سچ ہی بلا مین پڑتی ہین صیدِ قسم کو ٹال کے

مجرم وہ تھا کہ خوف سے تاثیر جرم کے
بھاگے ملائکہ بھی دوزخ مین ڈال کے

اون مدفنون مین ہین ترے وحشی پس فنا
گنبد بنی ہین جن پہ غبندِ غزال کے

ہین تیغ جان وہ شے ہے کہ انسان کا ذکر کیا
مر مر گئے ہین شیر زبانین نکال کے

خالق جزا اخیر دے مردان عشق کو
دیدی ہے تیغ میان سے اونکو نکال کے

کیون دام آسمان مین نہ عالم اسیر ہو
جسکو نجوم کہتی ہین حلقی ہین جال کے

جادے نہین ہین وادی آب مین مری
دکھلا رہے ہین کہ وہ زبانین نکال کے

وحشت مین تیری چشم کا جب آگیا خیال
مژگان بنائی پاؤن سے کانٹے نکال کے

انجم ہین کب عیان شب فرقت مین افلاک
ذرے بلند ہین مری گرد ملال کے

وصلت تو در کنار ہی تھی جا قیس اہی
محمل سے کوئی منہ جو دکھا دی نکال کے

نافے نہین ہین جا تکی وحشی چشم یار
دل رکھ گئے ہین قبر پہ آہو نکال کے

پی جسمیونکا جب سے ہی آیا مجہی خیال
ہین بنگئے سب بت گلی نقش خیال کے

احباب بھی گئی ہین لحد بھی ہوئی ہی بند
ای درد اب مزے ہین جواب سوال کے

انجام کیون نہ وحشیونکی غم کا ہو خوشی
بنتی ہین خون خشک سی نافے غزال کے

کھائی ہین سیر دشت جنونمین جو ٹھوکرین
دو ہو گئی ہین پیچ سے سم ہر غزال کے

اشکون سی دل جو سرد ہوا ہر سمجھ یہ تو

شعر ۱۰	دی ہی صراحی چرخ نے شوری ہی چھالکی	غزل ۹۸

یوسف سے گھر چھوڑاتی ہین شہر جمال کے
بو لیچلی ہی گل کو چمن سی نکال کے

وحشت مین کیون نہ چال چلون دیکھ بھال کے
ہین آبلے بھی پاؤن کے دیدۂ غزال کے

کیونکر نہ زلزلے مین ہلین دل جہان کے
زیر زمین تڑپتی ہین طالب وصال کے

ایسے ہین قدر دان بھی ہر اک بکمال کے
خود اونگلیان اوٹھاتی ہین شاید ہلال کے

آیا نہ کام مین جو کسی خوش جمال کے
پہلو سی ہم نے پھینکدیا دل نکال کے

میکش کشیدہ می سی خجل ہین یہ ساقیا
انگور شیشے ہین عرق انفعال کے

کم تھے نہ وحشیون سے تری چشم مین یہ
کیون گرد باد بنگئے خیمے نکال کے

گذری ہی آج دلپہ کچھ ای تیغ غم ضرور
انداز آنسوؤن مین ہین بسمل کی چال کے

کیا تیرے رند قہقہہ زن ہین بروز حشر
دستار گرد باد قیامت اوچھال کے

عشاق کے سکوت یہ کہتی ہین ای بتو
دیگا خدا جواب تمہاری سوال کے

وحشی وہ ہون کہ جسکی درازیِ دست سی
کوسون آستین کے بنگلیے دامن جبال کے

رحمت خدا کی صورتِ بسمل تڑپ گئی
کچھ یون پھیر سلک مجھے دوزخ مین ڈال کے

کیون ضبط سوزِ دل نکرون صورتِ سپند
معدوم ہو نگا منھ سے مین نالہ نکال کے

ذکرِ غزال کیا تری وحشی کے دشت مین
جادے بھی رہ گئے ہین زبانین نکال کے

مجھ دل سے دیکھے کے دفن ہین اتنا وہ بول اٹھے
کوئی اسی لحد مین اتارے سنبھال کے

ہوگا ضرور قتل کوئی آج بیگناہ
خنجر وہ دیکھتے ہین کمر سی نکال کے

دیوانی کیون خزانۂ وحشت نہ لوٹ لین
ہین قفل سب کھلے ہوے سم غزال کے

مشہور ہین وہ جادۂ صحرا کے نام سی
پھاڑے ہین وحشیون نے جو دامن جبال کے

دنبالہ سرمہ کا ہو جو منظورِ چشم یار
رکھدین غزال منھ سی زبانین نکال کے

آیا مزہ کا وادیِ وحشت مین جب خیال
تلوون مین پھر چبھو لیے کانٹے نکال کے

یہ عشق چشم یار سی وحشت مین ہین غزال
پاؤن سی داب لی ہین زبانین نکال کے

کیون ہر قدم زغند نہ وحشی ہی اب ہرن — دینے کو غول ان مین کو دیدے غزال کے

طالب زمین سے شوق مین آیا ہی تا بہ عرش — پردے سے منھ کوئی تو دکھا دی نکال کے

پوچھی جو مجھ سی قیس نی سختی راہِ عشق — پاؤن کے خار رکھدئی سر سے نکال کے

چھوڑا ہے دل کو پلکی مین آیا ہون قبر مین — او جانے والے پاؤن کو رکھنا سنبھال کے

اک عاشقونکی بات تھی اوسکو بھی کھو دیا — موسیٰ ملی جواب ارنی کی سوال کے

غزل ۹۹

ماہر اونہین بھی آگئی کچھہ تپ خفیف سی
تڑپے مثال نبض جو طالب وصال کے

شعر ۳۰

مر گئے ہم نہ کہا اک نے قضا آتی ہی — شمع دامن مین چھپاؤ کہ ہوا آتی ہی

حالتِ جرم مین بالین پہ قضا آتی ہی — مر کے کھولونگا نہ آنکھین کہ حیا آتی ہی

بخشدو دل سی اگر آہ رسا آتی ہی — ٹوٹتا ہی کوئی شیشہ تو صدا آتی ہی

کچھہ نکچھہ قیس پہ گذری ہی خبر لے لیلی — گرتی پڑتی ہوئی صحرا مین ہوا آتی ہی

بعد میرے جو نہین کوئی عزادار مرا — قبر پر جا کے ہوا خاک اوڑا آتی ہی

ہر سحر کیون نہ چلے قافلۂ نکہت گل — جو چٹکتی ہے کلی بانگ درا آتی ہی

اونکو جب ہوتی ہی منظور نظر خود بینی — میری حیرت اونہین آئینہ دکھا آتی ہی

نیم بسمل ترے کیا خاک سی اوٹھین قاتل — برچھیان یہ نگہہ شوخ لگا آتی ہی

دیکھکر تجکو گنہ مینے کیے ہیتی یارب — بند کر دی کوئی آنکھین حیا آتی ہی

ہمنشین ابرو ونکی کہتی ہین گو تم نہ کہو — تمکو تلوار بھی عاشق پہ لگا آتی ہی

اے جوانو کبھی پیرون سی ہونا گستاخ — انہین بندون سے خدا کو بھی حیا آتی ہی

گوش دل سی مری آواز کو سنتے ہین ملک — میری پہ دہین سے سبکی جو صدا آتی ہی

غول بھٹکاے گئے ہین کہ پریزان ہین بیابان سے غزال — آبلو نکو مرے کیا آنکھ دکھا آتی ہی

دل دکھونکو ستاتا نہین ہی کہ اے ظالم — انکی وہ آہ ہی جو عرش ہلا آتی ہی

کچھ کھلتا نہین اہی قافلہ اشک رواں — دل دھڑکتا ہی کہ آواز درا آتی ہی

حشر مین توڑ رہی ہین تیرے وحشی قبرین
نکلو نکلو کی جو کانونمین صدا آتی ہی

مرسلونمین بھی وہ ہم حشر پہ غل ہی تہہ عرش
سب ہٹین امت محبوب خدا آتی ہی

یار و احباب سی تو قبر پہ آیا نہ کوئی
ہان اگر سی تو ذرا بوئی وفا آتی ہی

کہدو اوسنی کو خبر لینی ہے مر و لکی جلدی
آج کچہہ رونیکی پہلو سی صدا آتی ہی

نالہ حضرت مجنون کا اثر ہے اب تک
سائین سائین کی جو صحرا سے صدا آتی ہی

دلمین لیکر تجھی بند آنکھ جو کرتا ہون کبھی
میرے دم سی ترے سونیکی صدا آتی ہی

پاس کسطرح سے مر آکے نہ دم لے قاتل
نہ لون سے مری لینکو قضا آتی ہی

زیر پا خار کو نسمجھے نہ رگ گل کیون قیس
ملکی رخسار سی لیلی کی ہوا آتی ہی

قتل کرنیمین ہے کر ضد نکری کیون قاتل
پاؤن پھیلاتی ہین جسوقت حنا آتی ہی

گر شہیدونکا جنازہ نہ اوٹھایا نہ سہی
لاش عشاق پہ ٹھوکر تو لگا آتی ہی

چھیڑتا ہون جو بھری بزم مین یہ کہتے ہین وہ
سچ بتا دی کبھی تجکو بھی حیا آتی ہی

قتل پر میرے جو ضد ہی تو کہہ دو اونسے
خون پانی نکرین ایک حنا آتی ہے

کوئی تو پوچھ لے نقاش ازل سی اتنا
دوسری شکل بہی تیری سی بنا آتی ہے

واعظ و پیر کہ جو محرم ہین آو انسی بہی
لن ترانی کی تو موسی کو صدا آتی ہے

غزل ۱۰۱

موشگافی سی کہلا ہی عقدۂ ماہیر
عاشقون پر اونہین زلفونکی بلا آتی ہے

شعر ۲۳

بنکی معشوق جو عاشق کی قضا آتی ہے
صاف قلقل کی گہنگرو سی صدا آتی ہے

مردے جی اوٹھتی ہین نیندونکی قضا آتی ہے
کس ستم کی تجہی ترک ادا آتی ہے

توڑکر جب دل بلبل کو صبا آتی ہی
صاف غنچی کے چٹکنے کی صدا آتی ہے

منعمو عالم فانی مین خوشی ہی معدوم
کان بجتی ہین کہ نوبت کی صدا آتی ہے

زاہدو دل مین جگہ دو نہ بتونکو کیونکر
دیکہتا ہون جب انہین یاد خدا آتی ہے

نازنین نے جو اوٹہا کے تو ثنا کیا اسکی
آپکو بہی تو مری لاش اوٹہا آتی ہے

کوی اوسنے کہے ویران جو دل کرتی ہین — اس زمین پر تو ہین بستی ہی بسا آتی ہی

حرم مین چھوڑ کے کعبے کو ملا کیا تجھکو — دیر مین ہی تو نظر شان خدا آتی ہی

گل نکہین ہجر مین ہو جا مری شمع حیات — دل تڑپتا ہے تجھے یون جو ہوا آتی ہی

نالہ مین یہ خوشی ہی غریبی عالم — دل دھڑکتا ہے تو نوبت کی صدا آتی ہی

باغ مین دیکھکے اونکے گل رخسار کا رنگ — پھول مرجھائین گلونکو کہ حیا آتی ہی

تجھسے بیپردہ کہو نہ مین کبھی تھی یارب — کیون نہ گڑ جاؤن زمین مین کہ حیا آتی ہی

وصل کا کیا مجھے اچھا نظر آئے انجام — دل جو ہنستا ہی تو رونیکی صدا آتی ہی

پیچھے پیچھے چلا آتی ہی محمل مین او لیلی — آہ جب قیس کی ہر چند کو اڑ اڑ آتی ہی

پردہ گوش مین کیونکر نہ چھپاؤن اسے دوست — دل مین ہی تیری جگہ دل ہی مین آتی ہی

حسن اور عشق مین پھیلا ہی لڑائی کا جو رنگ — خون بسینے پہ گرا انکو حنا آتی ہی

بیوفاؤنکی قدم کیون وہ اٹھین جلتی ہین — زیر پا تربت عاشق کہ حنا پا آتی ہی

پردۂ دید مین کیا کام نکلا موسیٰ — اتنو کانونمین وہ مطلوب صدا آتی ہی

مجھہ گنہگار کے لاشے پہ نکیون منھہ دہانپین — مجکو رونے ہوی لوگونکو حیا آتی ہی

آنکھین محسوس ہون دیدار سے تو ہون موسیٰ — لن ترانی کی تو کانونمین صدا آتی ہی

کان آوازۂ وحدت سے بھری ہین جو مرے — کوئی بولی مجھی تیری ہی صدا آتی ہی

لن ترانی تو کہا پر یہ ہوا کیا جانے — یہ نہ سمجھی مرے کانونمین صدا آتی ہی

غزل ۱۰۲

اوسکی رحمت مرے عصیان کو نہ بخشے ماہر
مین نہ یہ منہہ سے کہونگا کہ حیا آتی ہے

شعر ۴۱

آئنہ بنگئی ہی تن مین جو قدرت تیری — میری صورت مین نظر آتی ہی صورت تیری

آئنہ لیکی بھی بڑہتی نہین حیرت تیری — دیکھ تو دیکھہ رہی ہی تجھی صورت تیری

تھوڑی دل کو جو بڑہا دے تو عنایت تیری — نکلی جاتی ہی مری دل سی محبت تیری

میری وحشت ہو غضب چال ہو آفت تیری — حشر میرا ہو یہان وہان ہو قیامت تیری

قیس کردی مجھی کسطرح نہ اُلفت تیری
دل جو محمل ہی تو لیلی ہی محبت تیری

لپچلی ہی سعی دوزخ جو عدالت تیری
لپٹی جاتی ہی گنہگارون سی رحمت تیری

ہاتھ تلقین مین مجکو نہ لگائے کوئی
ہون تہِ خاک مین اے دوست امانت تیری

دور کسطرح گنا ہون سے مین ہون تا یارب
سرکی جاتی ہی مرے پاس سی رحمت تیری

جوشِ خون ہی جو چمن کو بھی ترے دیتی مین
پھوٹ نکلی ہی ہر اک پھول سی نکہت تیری

باتین کہنی کی ہین تلقین کہانکی اے دوست
مر کے بھی میری زبان پہ ہی حکایت تیری

کیون لحد توڑ کی نکلین نہ گنہگار ترے
حشر مین ڈھونڈ رہی ہی انہین رحمت تیری

اب بھی آ ہوش مین برباد نکر دلکو مری
دیکھ لی گھر ہوئی جاتی ہی محبت تیری

کونسے جرم نے پھر لیٹ پڑا ہا یارب
جب تڑپتا ہون تو ہٹ جاتی ہی رحمت تیری

وائی ناقدری مردم کہ ادھر سکو کہین
کھپ گئی ہو مری آنکھون مین جو رنگت تیری

حشر مین اسکی سوا اور کہین کیا مجرم
ہمسے وہ کر چکی کیسی مروت تیری

شبہہ غیبت کا کیا مین نے تو وہ کہنے لگی
ہان تری سر کی قسم کی تھی شکایت تیری

آج تو خیر مری لاش جب اوٹھی او گل
رنگ اوس دن تو نہ لائی یہ نزاکت تیری

حفظ جان عشق مین اشتاق بہت ہے ایدوست
جسکو کہدی ہے اوسے دیدہ و دین امانت تیری

خلد کو چھوڑ کے مرسل نکل آئین باہر
ہاتھ چھوڑ کر تو ہر اک شہ مین ہے زینت تیری

کسکے دیدار کی خواہش ہے خبر لیجیو
باتون باتون مین نہ چھپتی تھی لگاوٹ تیری

دل مرا لینے کو اور آئین خدا کی قدرت
غیر کے ہاتھ مین سپرد ہوئی امانت تیری

تو جو بالین پہ ہے اتنا نہین کھلتا مجھپر
جان تن ہی سے نکلتی ہی کبھی حسرت تیری

جلوہ گر ہو کے نگاہون سے نہ کیون چھپ جانا
کچھ پتہ مین نظر آتی ہی شرارت تیری

حشر مین آئے ہین اس شان سے تیر مجروح
قبر آگے ہے پس پشت ہے جرأت تیری

یہ سبب ہے جو تری غم کو بھی کہتا ہون عزیز
دل جو تڑپی تو بہلتی ہی طبیعت تیری

نگاہ عین مین ہے آنکھو نمین ہین گیسو دامن
میری آنسو سے ٹپکتی ہی حسرت تیری

دو دلی کی مجھی ہی تو یون حسرت ہے
تو ہوا اک دل مین تو اک دل مین محبت تیری

عکس آئینہ مین جسطرح نظر آتا ہے
یون ہر اک دل مین اوتر آئی ہے صورت تیری

لاش ہی لاش نظر آئیگی اب مقتل مین
دیکھ او ٹھجائے نہ انگشت شہادت تیری

کیون نہ فرقت مین بھی اب لطف ملین وصلت کے
دل وہ پہلو مین نہین ہے جسمین ہے محبت تیری

آہ ہر دم کی نکلکر یہ خبر دیتی ہی
اب سمائی نہین دل مین مرے حسرت تیری

دیکھتا ہون جو مین آئینہ تو وہ کہتے ہین
خوش نہو مر کے بدل جائیگی صورت تیری

دل کے جانیکا تجھے نزع مین کیون ہی کھٹکا
جان دونگا نہ لگاؤ مین امانت تیری

چاک ہون گل کی گریبان تو دل غنچون کے
باغ مین جامہ کے باہر ہو جو نکہت تیری

اس ترانی پہ بھی تکرار کی کرا ہی موسی
باتین کچھ اور بھی سنوائیگی لکنت تیری

قبض کرتا ہے مری روح تو خود کر یارب
تیری ہی ہاتھ مین دونگا مین امانت تیری

شکر کر عیب لسانی بھی ہنر تھا موسی
بھولی بھولی تری باتین ہین لکنت ہی تیری

بعد مردن بھی اسیطرح نہ آنکھیں ہین بند | رہگئی طالب دیدار کو حسرت تیری
جان سی ہاتھہ اوٹھاتا نہ مین کیونکر اے دوست | سانس لینے مین نکلتی تھی محبت تیری
جان نکلنے مین مری رگ رگ سی یہ آتی ہی صدا | دیکھہ چھینی لئی جاتی ہین امانت تیری

غزل ۱۰۳

نظم مین دہیان تہا کیا اور یہ کیا ماہر
اور کچہہ بڑہگئی جلدی مین طبیعت تیری

شعر ۲۰

مانتی موسی نہ کیونکر لن ترانی آپکی | کچہہ سمجھتی تھی زبان بیزبانی آپکی
کیون نہ ساکت ہو کہ ہی تصویر جانی آپکی | بند کر دیتی ہی لب شیرین بیانی آپکی
گر نہ کیجئی قدر تو نا قدر دانی آپکی | ہر ادا ہی ناز پرور د جوانی آپکی
حشر کے دن بھی رہی محروم ہم دیدار سی | سنتی تھی آنکھون سے دیکھی لن ترانی آپکی
دیکھی پیری مین مجکو بھی تو ہین رنگ شباب | آگئی تصویر مین جیسی جوانی آپکی
درد دل سارا سمٹکر آگیا پہلو کی جا | داغ پہلو کا جو تہا تن پر نشانی آپکی

پہنچ مین گردونکی خلق آتی اگر اچھی طرح
کیون چھپ جاتی ردای آسمانی آپکی

دو ہی چیزین ہین نہین جنکا زمانی مین نظیر
موسم گل باغ کا فصل جوانی آپکی

کٹ گیی فرقت کی شب اوس طول پر اک آن مین
دل نی کچھہ پایا مین جو کہین مجھسی زبانی آپکی

شور محشر سنکی ہوتا کسطرح مجکو عجب
کان مین میرے پڑی تھی کچھہ کہانی آپکی

کونسا انصاف ہی آیینہ رکھنا ہاتھہ سی
آپکی صورت نہ دیکھی نوجوانی آپکی

آجتک آنکھون سی اک عالم لگاتا ہی اوسے
مین نے قرآن مین جو رکھدی تھی نشانی آپکی

یاد رکھیے دینگے نسبت پسینہ سی اوسے
حسن کا جب عطر کھینچیگی جوانی آپکی

وا نہی تا قدر ہی عالم سب کہین غازہ اوسے
رنگ لالے گر زمانے مین جوانی آپکی

حسن کا جوبن ٹپک کر مجکو دیتا ہی صدا
روئیگی پیری کو میری نوجوانی آپکی

اب زمین پر پاؤن چلنی مین ہین رکھون کسطرح
رشک کو منہ پر بھی ردائے آسمانی آپکی

وقت تلقین قبر مین بیلی منہ کو موڑتا
مین یہہ سمجھا کوئی کہتا ہی کہانی آپکی

کہئیے یون ہم بھی بلائین ہمین بات باتین	دل مین جب گھر ہو تو کیسی لامکانی آپکی
کان مین مُردونکی بھی جائیگی آواز پا	رو کیے حد سے گذرتی ہی جوانی آپکی

غزل ۱۰۴	لہر پر سبزہ کی ماہر کی بھی پڑتی تھی نظر کیون چھپی جاتی ہے اب پوشاک دھانی آپکی	شعر ۲۱

ہر ایک دانہ انگور آب ہو جائے	خدا کی شان ہی شیشہ شراب ہو جائے
جو سوز دل سی کمر انقلاب ہو جائے	اولٹ پلٹ کی کلیجہ کباب ہو جائے
ہر ایک عرض پہ اونکا خطاب ہو جائے	مزا تو ہے کہ جو طول حساب ہو جائے
جو رُونما اثر انقلاب ہو جائے	ہر ایک آئینہ جلوونکا آب ہو جائے
خدا کی شان ہی انگور آب ہو جائے	ستارہ ٹوٹتی ہی آفتاب ہو جائے
بڑھا پا کاش مرا بھی ہو عکس آئینہ	رنگے جو ریش کوئی بہیان خضاب ہو جائے
لکھے تو کوئی دہ توڑین دل پراز مان جب	حضور آپکی بستی خراب ہو جائے

نگاہِ مست سے وہ دیکھتے ہین دریا کو / عجب نہین کہ جو پانی شراب ہوجائے

کوئی تو دیکھ کے مجکو گلی مین اونسے کہے / جو کچھ نہین تو گدا کو جواب ہوجائے

سہارا پاکے احبا کا قبر مین بولا / ذرا تھمو کہ سوال و جواب ہوجائے

سنون ہی خاک گرانی کا وقت ہی مجھپر / جو رہگیا ہو شریک ثواب ہوجائے

مجھے ہو طالع بیدار بخت خفتہ بھی / کسیکی آنکھ کا گر نیم خواب ہوجائے

ٹھٹک جھٹک کے وہ دامن کیون جھنجھلاتین / وہ رخت خاک سی میری خراب ہوجائے

ہجومِ حشر مین کہتا ہون سر جھکا کے یہین / کھڑا ہوا ہون مرا بھی حساب ہوجائے

پکارنے سے تمہارے نہ مرگئے گر بولون / خموشیونکا کبھی کچھ جواب ہوجائے

اسی بہانے سے بخشا گیا مین حشر کے دن / مرا حساب نہ سبکا عذاب ہوجائے

نہین خبر کہ کیئے چلکے کتنے دل پامال / بنی وہ چال زمانہ خراب ہوجائے

لحد کی راہ مین روئے تو ہین مجھے احباب / کہین جنازہ نہ کشتیِ آب ہوجائے

نہ دیکھیں دیکھنے والے بھی اے رہی جلوہ
کہ یم مجمع محشر میں شرم مانع ہے

کھلے یہ حسن کہ آخر حجاب ہو جائے
علیحدہ کہیں میرا حساب ہو جائے

غزل ۱۰۵

جو تیری لاش گھپٹ گھٹ کے رویں وہ ماہر
اخیر ہچکیوں کا کچھ جواب ہو جائے

شعر ۶۷

وحشیوں کا نہ تہہ خاک اگر دل ٹھہرے
جادہ ایک ایک نفس سینہ بسمل ٹھہرے

جو ہوا اک اشک وہ نہیں کیا راہ کی مشکل ٹھہرے
جب چلے چشم زدن میں سر منزل ٹھہرے

مرتبہ عشق میں کیوں دل کو نہ حاصل ٹھہرے
جن جو شیشی میں اوتاری وہی عامل ٹھہرے

ناتوانی سی نکلیوں راہ میں مشکل ٹھہرے
گرد پاؤں سی جو لپٹی تو سلاسل ٹھہرے

واہ رے بخت جو اپنا ہو وہ قاتل ٹھہرے
جان نکلی جو بدن سے تو مراد دل ٹھہرے

طائر قبلہ نما جب ہیں تو کیا دل ٹھہرے
جو سنان پر ہو علم خاک وہ بسمل ٹھہرے

دوست یا دشمن معشوق پہ بسمل ٹھہرے
بڑھ گئی شمع تو پروانوں کے کچھ دل ٹھہرے

ہمکو کیا طول مسافت ہی جو بسمل ٹھہرے
جب چلی چال تڑپکر سرِ منزل ٹھہرے

پھر تو آنکھونکی لگانی ہی کے قابل ٹھہرے
دل اگر کسی گردن کی حمائل ٹھہرے

میری صحرا مین بھلا قیس کا کیا دل ٹھہرے
جو بگولہ ہو وہ دیو رہِ منزل ٹھہرے

نہ بگولے ہون نہ دیو رہِ منزل ٹھہرے
گھر کھڑا دون کسی ٹیڑیکو تو مشکل ٹھہرے

او تسی اور آئینہ سی رخ ہو مشکل ٹھہرے
عکس گر بیچ مین پڑنیکی نہ قابل ٹھہرے

چھوڑ کر ساتھ جگر کا نہ کبھی دل ٹھہرے
ٹھہری تو ہوئے بسمل ہی مین بسمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہی نتو کیون جب مشکل ٹھہرے
راہ باریک ہی ہون پاؤن تو کیا دل ٹھہرے

دی جگہ دل مین تو یون غیر سبھی اپنے جا ہین
جیسی عکس تری آئینہ کی محفل ٹھہرے

حسن دریا ہی ار ساتھ ندی عاشق کا
عین دھارے مین سمجھ لب ساحل ٹھہرے

دہوپ مین دشت نورد دیکھو جو نکلی وحشی
کھولکر چتر بگولے سر منزل ٹھہرے

سالک مسلک ایجاد ہوئے ہین کس طرح
راہ ہی جو دل سی نکالون تو مرا دل ٹھہرے

دوست وہ کیا جو ہون گم دانۂ بارِ ونیزی
آگ سی دل پہ چلی گر تو نہ وہ دل ٹھہرے

طائرِ قبلہ نما تا م نہین پھیر میرا
تیری ہی سمت نہ پھیر کے اگر دل ٹھہرے

طبعِ روشن سے خفی کیون رونقِ صحبت ہین
شمع بجھ جائی تو بر ہم کُن محفل ٹھہرے

پڑ گیا معرکہ جب آپکے جانبازون سے
یون اُدھڑ دل کہ نہ پڑا نہ محفل ٹھہرے

ساتھ ہو لے بگولون ہی کے کیون قیس عرب
تا بکی منتظرِ ناقہ محمل ٹھہرے

راہ تو خوب کٹی قطرۂ باران کیطرح
خاک مین مل گئی جب ہم سرِ منزل ٹھہرے

طائرِ قبلہ نمائی سر سوزن ہو نہین
خود تڑپنے لگون سینہ مین اگر دل ٹھہرے

عشق نے مجکو بنایا ہے اک آویزۂ گوش
چین سے وہ کہین بیٹھین تو مرا دل ٹھہرے

طبعِ روشن ہو تو ہو بزم تری وابستہ
شمع اوٹھ جاہی تو محفل کی نہ محفل ٹھہرے

کونسی عشق مین آفت مری دلپر گذری
جسکی غم مین کبھی آنسو نکلے دل ٹھہرے

نقشِ پا حضرتِ جون گُم مرا کوچۂ مقام
تھک کے رہجاؤن جہان پہ وہی منزل ٹھہرے

رشتۂ شمع سے کہتا ہے یہ شعلہ ہلکر
کھینچے پر دار پہ جس دل کو وہ کیا دل ٹھہرے

آئی ہی جا ہے میں پروانوں کی روحِ مجنون
شمعِ فانوس میں کیون صاحبِ محمل ٹھہرے

صورتِ لنگرِ ساعت ہوں قرار آئے تو کیا
عضو بیکار رہوں سارے جو مرا دل ٹھہرے

سچ تو کہتے ہیں کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے
شمع پر سو گئے پروانے تو کچھ دل ٹھہرے

دفن صحرا میں اگر ہوں تپ ہجران والے
نبض کی طرح نہ اک جادۂ منزل ٹھہرے

مثلِ رقاص ہے ہم سوزنِ عشق سا میں ہون
کیون چلو چال وہ جس سے نہ مرا دل ٹھہرے

شمع کا ساتھ ہے مشکل میں دیا دے گا عشق
جب ہوا آئی نہ پروانۂ محفل ٹھہرے

شعلۂ شمع پہ مضطر ہو نہ کیون پروانہ
جان سوجھی ہے یہ جس دل کی وہ کیا دل ٹھہرے

بیقراری سبب بستگیِ خاطر ہے
جب گرہ کھل گئی کچھ آئینہ گیسو کی دل ٹھہرے

برق کہتی ہے ضیا ابر کو دیکر مجھسے
آگ لگ جائے کلیجے میں تو کچھ دل ٹھہرے

جیب وہ مثلِ کمندِ سرِ دشمن میں سفر
اک قدم گھر میں ہے اک سر منزل ٹھہرے

ناتوان ہم سی کئی چیز کوئی ہین شاید
پھر ٹہری قافلے جب ہم پس منزل ٹھرے

جنبش ابرو نکی غیروں نے دیکھیں اونکی
ہم نہ تلوار لگانیکی بھی قابل ٹھرے

کوئی قاتل نہ ہوا آخر کو سر دار و دیکھی
پاؤن راہی مین ہے سر منزل ٹھرے

سچ ہے آنکھون سے گری اشک تو بہہ ہی گئی
قافلے لٹ گئی جب چھوڑ کے منزل ٹھرے

چشم عشاق کو تسکین ہو کیونکر اوبت
عرق آجائی تو بیمار کا کچھ دل ٹھرے

تیر کی طرح ہوئی ہمکو نہ تکلیف سفر
جب چلا اپنی جگہہ سی سر منزل ٹھرے

سچ ہی آنکھون نے دل زار کی لی جان آخر
روئے ہین جب سے تو بیمار کا کیا دل ٹھرے

لاش پروانے کی فانوس مین یون آئی ہے
جیسے تابوت کسیکا سر محفل ٹھرے

گھر کے چھٹنے کا نہ انسانکو غم ہو کیونکر
نکلی تجھ سی شرر بھی تو نہ پھر دل ٹھرے

شمع عکس رخ روشن نے دکھائی جو کشش
جو ہر آئینہ پروانہ محفل ٹھرے

نفس باد ہین حال سفر ہے اپنا
اوڑ کے پر دور گئی جب سر منزل ٹھرے

صاف کرتا ہے تو ہو تیغ محبت مجھکو
ایک آئینہ مین سو مردم محفل ٹھہرے

مجھسے وحشی کا جنازہ جو اوٹھا صحرا مین
کاندھا دینے کو بگولے سر منزل ٹھہرے

کوئی ہمدرد اگر ہو تو سکون ہو شاید
روئی پہلو مین کلیجہ تو مرا دل ٹھہرے

ہمکو اولوگوں کی محبت کا طریقہ بہایا
آب تیغ ستم سی اگر ہو تو نہ وہ دل ٹھہرے

مین نہ تڑپون تو زمانہ مین تڑپے کوئی
چین ہر ایک کو آئے جو مرا دل ٹھہرے

صفت دانہ تسبیح ہون کیونکر ہو سکون
چین اوس ہاتھ سے پاؤن تو مرا دل ٹھہرے

کشتی بحر ہون کیا ذکر روانی کا مری
پاؤن منزل پہ جو رکھدون تو نہ ساحل ٹھہرے

حبس اختر پہ ہوا حبس دم مجنون سی
محملون مین نہ کہین صاحب محمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہو تو میرے لیے سو راہین
جسطرف جاؤن وہی جادہ منزل ٹھہرے

ہون وہ شوریدہ سر ہی اگر کانون تک آئے
شور محشر بھی آواز سلاسل ٹھہرے

مجھکو پھر درد کی باتونکا مزا ملجائے
منہ مین دم بھر زبان نکلی اگر دل ٹھہرے

صرصر عادکی مانند ہون پہونچون کیونکر | جب چلون اپنی جگہ چھوڑ کے منزل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون مسافر مری رہ کو نہ پوچھ | جب ہوا آئے نہ جادی ہون نہ منزل ٹھہرے

جذب باطن سی کہانتک اثر اٹھے گا | اپنی ہی دلپر کہین ہاتھ تو پاین دل ٹھہرے

واہ کیا خوب ہوا ختم سفر مثل نگرک | ہمین باقی نہ رہے جب سر منزل ٹھہرے

غزل ۱۰۶

دیکھئی جائین وہ چال اپنی نکیونکر ماہر
پاؤن پڑ جائی مری دلپہ تو مشکل ٹھہرے

شعر ۲

داغون سی دل کی عیش جوانی بدلگئی | گھر مین چراغ شام کے ہوتی ہی بجھگئی

آنکھون سی اشک جوشش غم مین نکلگئے | دریا جو بڑھ گیا تو کنوئین بھی ابل گئے

غزل ۱۰۷

جب آہ و داغ دل کا تصور ہوا ہمین
گہر سے چراغ لیکے ہوا مین نکلگئے

شعر ۱۳

جب آئی نزع مین ہچکی سوی مزار چلے | آخر وقت بھی ہم دوست کو پکار چلے

نہ پوچھیہ کچھ کہ کدہر راہی مزار چلے
اوہی طرف کو چلے یہ جدہر کو یار چلے

گلی سے یار کی یہ کہکے جان نثار چلے
صدا نہ آئی فقیر آج بھی پکار چلے

گنہ کے بوجھ ہی کیا کیا نہ شرمسار چلے
تھکے تو چار کے کاندہوں پہ ہم سوار چلے

فنا ہوا مری آہوں سے یون تن خاکی
ہوا کے زور مین جیسے کبھی غبار چلے

نہ منہ دکھا سکے قابل ہی جو عصیان سے
کفن سے منہ کو چھپا کر گناہگار چلے

عدم کے جادے پہ یون نابلد روانہ ہین
کہ جیسے راہ کوئی طفل نی سوار چلے

نہ بوجھ ڈالتی مرکر بھی دوستون پہ ہم
تھکے نزع مین اعضا کہ ہم سوار چلے

رہ فنا مین کئی تہی جو ہر قدم پہ گناہ
قلم کیطرح جہان سے سیاہ کار چلے

اسی حجاب و ندامت سی گر گئے مردے
ہمارے پاؤن نہ تہے کیا جو لیکی چار چلے

جنہون نے سر پہ چڑہایا تہا راہ ہستی مین
وہی عزیز لحد مین ہمین اوتار چلے

پیئی غدیر مین جب ساغر شراب ولا
مغان کی خیر ہو یہ کہکے بادہ خوار چلے

نہ فیض پائیگا اس سے خاک کدہ تو ای غافل
سراب پر تجھے امید آب باقی ہے

بنے ہیں تار نگہ شاخچی طرح سے پیری کا
کھلا ہوا ہی جو اپنا خضاب باقی ہے

نہ تن کو دیکھ پھر اک بار حسن کو غافل
یہ آب و تاب ان تا شباب باقی ہے

فلک کی دور میں طفلی تو کٹ گئی رو کر
ابھی تو شیب و ہاے شباب باقی ہے

شکستہ دل ہوں محیط جہاں میں مدت سے
خدا کی شان ہی تو تا حباب باقی ہے

غزل ١٠٩

میں لیکے نسخہ اکسیر کیا کرون ماہر
جہان میں خاک در پیر ترا باقی ہے

شعر ١٣

کسطرح جان آئے بدن مین نظر کبھی
لیلی نکالتی نہیں محمل سے سر کبھی

حسرت ہی دود دل بھی ہو داغ جگر کبھی
گھٹکا رہے فلک سے ہی گل نیلوفر کبھی

ہوتا ہے سنگ مین بھی مرض کا اثر کبھی
چینی آئی سبا ہی بھرا ہی جو سر کبھی

بیٹھ کے گھٹین نہر دمین کیا پر جگر کبھی
ہٹتی نہیں ہی خیال سے تیرے سپر کبھی

کیونکر تہہ مژہ نہ تھمین لختِ دل مرے | دم راہرو بھی لیتی ہین نہ پتھر کبھی
ناسی خراشِ غم سی نگین کیطرح ہوئی ہین | گلنا ہی ہون جو محو ہوا ہن زخمِ جگر کبھی
تابان کب آفتاب قیامت ہے حشر مین | پھینکا تھا مین نی پنبۂ داغِ جگر کبھی
سیلی ہوا کی پڑتی ہی گلزارِ دہر مین | بو بھی نکالتی ہی جو غنچہ سی سر کبھی
سب بھول جائین وسعتِ صحرائے حشر کو | دکھلا دون گر مین دامنِ زخمِ جگر کبھی
باآبرو کو دلکی جراحت نکیون ہو قہر | بھرتا نہین گہر کا بھی زخمِ جگر کبھی
غنچے چٹک چٹک کے یہ کہتے ہین باغ مین | مٹھی نہ بند ہو جو ہو ہاتھون مین زر کبھی
انسانکو کیون نہ ہجرِ وطن کے ملال ہون | تڑپا ہے خود شرر بھی جو چھوٹا ہی گھر کبھی
بیگانہ خود سی ہی یہ پسِ مرگ ہوگئی | ہم تک نہ آئی مر کے ہماری خبر کبھی

عبداللہ	آیا پھر وہی جہان مین ہی اللہ کا فقیر دیکھا نہ غیرِ دستِ دعا جسنے در کبھی	شعر

سفید بال سے جو بن بشر کے ڈھل جاتے
فلک سے برف جو گرتی نہال جل جاتے

ہماری آہ کے جھونکے کبھی جو چل جاتے
چمن سے بو کی طرح باغبان نکل جاتے

شہید تیغ پہ ہر طرح چال چل جاتے
قدم کی راہ نپاتی تو سر کے بل جاتے

نہ خون دل کی غذا آنسوؤں کو دی افسوس
جو پرورش کو یہ کرتا یتیم پل جاتے

گلاب اشک سے درد دل جہان کھلتے
دوا مریض جو پاتے تو کچھ سنبھل جاتے

کسی شہید سے باغ جہان میں تھی ہمرنگ
حنا کے حال پہ ہم کیوں نہ ہاتھ مل جاتے

غزل ١١١

عصا نہ ہاتھ جو پیروں کا تھامتا ماہر
وہ دو پہر تھے کہ سو بار دن میں ڈھل جاتے

شعر ١٨

حرارت سوز غم سے آنسوؤں میں آشکارا ہے
عجب خرمن ہے حسن اے دل جسکا ہر اک شرارا ہے

ترقی بخش دریا اسقدر رونا ہمارا ہے
چراغ چشم ہے جو ہے وہ گردونکا تارا ہے

دل سوزاں سے جو نکلا ہے آنسو وہ شرارا ہے
عجب آتش ہوں جسپر سب کا قطرہ بھی پارا ہے

نہ کیون نبجا مین گرم باتین اپنی نالی ہی — زمانہ آتش سوزان غم کا دل ہمارا ہے

وہ ساعت کون تھی جسمین ترا طالب تجھے بھولا — دم آخر ہی گھنگرو کی صداؤن پکارا ہے

یہ ہین ہر عیب بینی کے دیدۂ عیب آت بین عاجز — نگہ کو غیر ممکن جیسی آنکھونکا نظارا ہے

غزل ۱۱۲

جدا کیونکر کرون دل سے ہین تیرے غم کو اے ماہر
شرر اس آگ کا جو ہی مرے آنکھون کا تارا ہے

مشعر

بیجان کیجیے تنگی عشق مین اشک روان مجھے — لوٹیگا رہزنون کیطرح کاروان مجھے

شکوہ نہین جو ساتھ لین تشنگان مجھے — اکبار بڑھکے دیکھ تو لی کاروان مجھے

رنگینیگی پھیر مین کاتب توان مجھے — اب بھی پکارتے جرس کاروان مجھے

مرجاؤنگا غرض ہی سوز نہان مجھے — ای چرخ پھیر دے مرے دل کا دھوان مجھے

کیونکر فروغ پاکے نہ بجھتا مثال شمع — تا ساز تھی کمال ہوا جہان سے مجھے

ممکن نہین کہ زیست مین اہل عدم ملین — مین خود وہ ہون کہ نشان تو ملی کچھ نشان مجھے

دو پھول لا کے قبر پہ رکھے نہ ایک نے | آیا نظر چراغ تو بس گلفشان مجھے

کیون چھاؤنی غبار نہ چھائے مزار پر | دنیا مین تھا خیال بنائی مکان مجھے

بدگوئیون نی خلق کی مجروح کر دیا | گویا زبان و لب ہوئی تیر و کمان مجھے

چھیدے میان اسطرح سی کیا خاک ای فلک | ملتی نہین لحد مین مرے استخوان مجھے

دلدادہ ہون مین جنبش ابروی یار کا | انگڑائیان نہ لیکی دکھائی کمان مجھے

کم اس سی نوک جھونک نہین مہر آہ کی | ملنے نہ دے جہان زمین آسمان مجھے

ٹانکے تو لگ چکے ہین کلیجے مین خلق کے | اب داغ دل دکھائینگی کیا گرمیان مجھے

کہتی ہی چشم تر مین وہ تازہ طلسم ہون | استادہ ہو کے دیکھینگے آب روان مجھے

ای بادپای عمر روان جانتا ہون مین | دکھلائیگی نہین تری شوخی عیان مجھے

ہنگام یاد موت جو کرتا ہون مین نظر | ملتا نہین ہے ماتمین میرا نشان مجھے

ماہر نہ تیر ظلم فلک کا ہدف نہون

غزل ۱۱۳	سیدھا بنا رہی ہی کجی کمان سے مجھے	شعر ۸

دامن مین تھمین اشک کیونکر مرے جاکے — منزل پہ اوترتا ہے یوہین قافلہ آکے

باعث ہین ناخن نفس میری بقا کے — وہ شمع ہون روشن جو ہی دامن سی ہوا کے

سُرخ آندھیان مجھی اوسی سپیدہ رو سدا کے — اوٹھے جو بگولے کبھی خاک شہدا کے

دامان شفق کون کو نہ دھو منہہ سی فلک تو — چھوٹینگے نہ دہبے کبھی خون شہدا کے

تکلیف عدم جائیگی جب کرتی ہی پیری — کس عجز سے کرتا ہون نہین کو ہلا کے

کسطرح تھمی دم جسد زار مین اپنے — اولجھا ہے کبھی خار ہی دامن سے ہوا کے

سپیدہ رو جہان رنگ شفق کا وہی سمجھے — چھیٹے جو فلک تک گئی خون شہدا کے

غزل ۱۱۴	امید وفا جنسے پس مرگ تھی ماہر بیٹھے ہین وہی فاتحہ سے ہاتھہ اوٹھا کے	شعر ۴۷

آتش قدم ہون قید عجب کا مقام ہے — زنجیر اشک ریختہ موم خام ہے

ہم لاغرونکی دفن مین کیون اہتمام ہی ‌ ‌ لوگونکی ایک خاک کی چٹکی کا کام ہے

میخانے مین وفا کا طریقہ جو عام ہی ‌ ‌ شیشی کے انقلاب سی گردش مین جام ہے

ہر بار ادب سی پاؤنکا سر پر مقام ہی ‌ ‌ اسکا سُم غزال کی مہرون مین نام ہے

فاقہ کشونکی قید مین کیون اہتمام ہی ‌ ‌ دانہ تو خود نہین گرہ تار دام ہے

ایک ایک دم مین عمر بشر کی تمام ہی ‌ ‌ آمد نفس کی ہی کہ اجل کا پیام ہے

اوس گرم بن مین اہل جنونکا مقام ہی ‌ ‌ ایک ایک سُمِ غزال جہان مو خام ہے

بدنام وہ ہین جو دون سی قتل عام ہی ‌ ‌ تلوار کاٹتی ہی سپاہی کا نام ہے

نہ پھر جفا ہے اور نہ وفا کا مقام ہی ‌ ‌ بعد اپنی حسن و عشق کا قصہ تمام ہے

پیری مین دونون کو نسی عضو بدن کو مین ‌ ‌ دل مر چکا ہے آنکھ کا لبریز جام ہے

کی ہی جو وحشیون نے زدو کوب پاؤن سی ‌ ‌ صحرا تمام تختۂ قرطاس خام ہے

تو اوسنی دی ہی جب یہ ہمیں کھلایہ راز ‌ ‌ جلنی سی پختہ کار ہی دل موم خام ہے

ہو جو یہ زبانکی جنبش نہین حضور ‎ ‎ دیجیے جواب شمعِ لگن یہ کلام ہے

قدرتی تابِ تب مری دوائکی وحشیو ‎ ‎ کالے ہرن ہین سایۂ تن تیرہ فام سے

مجھ دل جلے کی قبر کی جاکا ہی یہ پتا ‎ ‎ بی آگ اگر جہانپہ جلے وہ مقام ہے

کہتا ہون دلکو ڈھونڈھ کے ہاتھون سی ضعف مین ‎ ‎ پروردگار کونسا دل کا مقام ہے

پروانونکی یہ لاش سی کہتا ہی پائے شمع ‎ ‎ سر جڑ پہ جھکے جو مریہ اوسی کا مقام ہے

حسنِ بتان کا خانۂ عالم ہی طلسم ہے ‎ ‎ ہی دورِ چشمِ مست سحر ہے نہ شام ہے

پہلو پکڑ کے ہجر مین تڑپون نہ کسطرح ‎ ‎ اے دوست یہ گیے ہوئے دل کا مقام ہے

خورشید کیطرح ہمہ تن مین جو داغ ہون ‎ ‎ سایے مین میرے خلق کو مشکل قیام ہے

رونق کا بھی گذر نہین تابوت تک مرے ‎ ‎ لاشے پہ حسرتون کا غضب اژدہام ہے

آخر شباب ہو تو گھلین کیون نہ استخوان ‎ ‎ پچھلی پہر کو شمع لگن بھی تمام ہے

اوترا ہون وہان مین قافلہ والونکو چھوڑ کے ‎ ‎ کوسون ہی بستیون سی الگ جو مقام ہے

کس کس حجاب مین نظر آیا جمال دوست
کیا حسن ہے حجاب مین دیدار عام ہے

جلجائی دل زبان ہی عاشق اُف کرین
ارشاد ناز کا ہے ادا کا پیام ہے

کاٹون تڑپ تڑپ کے کیونکر شب فراق
مجھکو خواب تیرے لئے حرام ہے

طالب ہے نام کا تو گوارا کر انقلاب
اولٹا لکھا ہوا ہے جو مہر نگین نام ہے

نازک لبونکی لب بھی لٹتی ہین پیار سی
دیکھے سپید رمری مٹی کا جام ہے

کھائے ہوئے ہے سم جو حسینونپہ حسن سی
لالہ رخون کا خطِ سیہ سبز فام ہے

مقتل مین آج دیکھئی کسکا گلا کٹے
اولٹے ہین آستین چھری بے نیام ہے

عاشق مین کچھ نہ کچھ صفتِ حسن ہے ضرور
بو جسکی سونگھی ہی مری مٹی کا جام ہے

مستونکی فرق پر ہی جبھی تک کلاہِ سر
جبتک کہ خلق مین سرِ شیشہ پہ جام ہے

پوچھو مسافرونکی نہ کچھ بود و باش کو
غربت کی چھاونی ہی جہان جو مقام ہے

کرتے ہین ہمکو ذبح جو وہ آستین چڑھائی
لوگون کا ٹھٹھہ لگا ہی تماشائی عام ہے

عشاق کو یہ شرعِ محبت میں حکم ہے
گردن پہ ہو چھری تو تڑپنا حرام ہے

منزل سے اوتریں گے کہیں قافلے کے لوگ
کوسونگا جو تھکا ہی یہ اوسکا مقام ہے

آنکھوں میں جان آگئی ہی اتنی کے واسطے
میری قضا میں ایک ادا کا ہی کام ہے

شبنم سے کوئی تنگ نہ آزردہ شمع سے
سب روٹھے ہیں مگر مری دنیا کا نام ہے

یہ سخت جان سوگئے ہیں اتفاق سے
مرنے کا عاشقوں پہ عبث اتہام ہے

مفلس ہیں اک سے بیچ فقط کیوں نہ مول لے
خیر داغ پاس کوئی درم ہے نہ دام ہے

پروانوں سے جب آتی ہی جلنے کی کچھ صدا
کہتا ہے جھک کے شمع کا شعلہ سلام ہے

طے کی رہِ درازِ عدم ہم نے بعدِ مرگ
میت میں اتنی جان عجب کا مقام ہے

اتنا تو اختلاج ہو عاشق کے قلب کو
ٹھہرے وہاں نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

رگ رگ میں جان آتی ہی یعنی دبے پاؤں دل
میری لحد پہ کون یہ محوِ خرام ہے

کس سے پکاریں گا یہ کس سے جواب دے
دل کا میری لٹی ہوئی بستی ہی نام ہے

سینہ پہ میری ہاتھ بھی رکھا کبھی یوں | آیا وہاں نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

غزل ۱۱۵

ماہر بتوں کے حسن کی دنیا بھی ہی طلسم
ہی وہ چشم مست تیرے نشہ شام ہی

شعر

کعبہ میں کون ہی جاتا کہاں خیر تو ہی | تم ہی کہو بتا دو وہاں کے تو پھر سیر تو ہی

جسطرف جاتے ہیں واعظ وہ رہ دیر تو ہی | برہمن شیخ ادھر آج کہاں خیر تو ہی

ہیں حجاب لب جو دید تو ہی سیر تو ہی | ٹوٹتے دیکھتے ہوں دل تیرے پہ خیر تو ہی

راز دل کہتی ہو ہماری کچھ پہ خیر تو ہی | نہ سہی غیر کوئی حال مرا غیر تو ہی

مین نی گھبرا کے کہا وہ جو اچانک آ آ | نے بلائے آ آئے ہو کہو پھر خیر تو ہی

ہمنے تو آ کے یہاں کچھ بھی نہ دیکھا واعظ | گھر مین اللہ کی بی سیر ایک سیر تو ہی

غزل ۱۱۶

غل ہوا واعظ نے کیا گھر کو خدا کے بھی خراب
دل جو ماہر کا شکستہ ہو تو پھر سیر تو ہے

شعر ۶

ایک ہون کیونکر بلبل و گل عشق کی اعجاز سے
لاکھ کلیان چٹکین آواز پر پرواز سے

کسطرح کہدون یہ مین عشاق وحدت باز سے
دی تجھی کوئی صدا بھی تو تری آواز سے

نالۂ بلبل بھی الفت نے نہ رکھا بے جواب
دی صدا گل نے شکست رنگ کی آواز سے

آفرین ای زور بازو مرحبا جذب عشق
لے اوڑا کنج قفس زور پر پرواز سے

ہم صفیر دیوی غنچہ کیطرح چٹکا ہے جب
سو قفس توڑے ہین اک زور پر پرواز سے

غزل ۱۱۱ — شعر ۹

کون یہ ماہر کہے اونسے جو پھرتے ہین عبث
ایک تیر بت پر بھی تم چلتے اسی انداز سے

فنا کا اپنے حبابونکو ہوش آتا ہے
جنازہ موج کا جب تا بدوش آتا ہے

مجھی جو فصل بہاری مین جوش آتا ہے
لہو کو رنگ گلستان کے جوش آتا ہے

روا روی کا غل تا بہ گوش آتا ہے
حباب بحر مین خانہ بدوش آتا ہے

شب فراق مین ہمساز اک ہی ہی بہت
کہ غشی ہی کہ رخصت ہوش آتا ہے

اوہنین کو ایک نہین عذر مجہہ تک آنیمین — ادا غشی تو کرشمون سی غش آتا ہی

شب فراق مین پر کہتا ہی کب فلک تنہا — غشی ابھی نہین جاتی کہ ہوش آتا ہی

نہین ہی کوئی جو فرقت مین پوچہنی والا — غشی سی مجکو اوٹھانیکو ہوش آتا ہی

غشی کے بعد نہ انکو کیون ہو یاد اجل — کچھ آنکھین کھلتی ہین جسوقت ہوش آتا ہی

غزل ۱۱۸

نہ بیکسی کی ہو حالت نہ ہو یہ ای ماہر
تری غشی کی خبر سنکے ہوش آتا ہی

اشعار ۱۱

ذکر دور چشم مست یار اگر دم بھر چلے — صف گرے مستون کی صف بزم مین ساغر چلے

قبر مین ہم آئے ارمان دلکو ویران کر چلے — شب ہوئی احباب اوٹھکر اپنی اپنی گھر چلے

اتحاد واقعی سی عشق کا دم بھر چلے — ذکر تیرا مرتے دم تیری زبان سی کر چلے

نزع مین جب موئے مژگان کا تصور کر چلے — وقت آخر اک رگ جان پر کئی نشتر چلے

ساقیا خود اوسکی مستی کا بیان ہو کسطرح — آنکھ کی گردش سی جسکی بزم مین ساغر چلے

جان دینے کا مزا بھی اوس سے پوچھو قاتلو
جسکی گردن پر تمہارے ناز کا خنجر چلے

جو بتون کے عشق مژگان میں ہوئے صحرا نورد
پاؤن مین کانٹے دیے آ فرق پر نشتر چلے

جادۂ شمشیر قاتل ہے وہ راہ خوفناک
ہاتھون سے جس راہ مین پانو کے آگے سر چلے

گر تپ فرقت مین اپنا تڑپنا کچھ لکھون
کلک کی نبضین چھٹین ایک اک رگ مسطر چلے

کم نہین تیری بھی کچھ سختی سی اہل جو کی
جب فلک کا دل پسیجا خلق پر پتھر چلے

غزل ۱۱۹

جھک کے چل ماہر ہر اک سی رہگذار دہر مین
کھائی ہے ٹھوکر اونھون نے جو اٹھا کر سر چلے

شعر ۲۹

ہوش آفات سی دنیا کی نہ خود سر مین رہے
موج جب آئے تو حباب اک نہ سمندر مین رہے

حرص جنمین تھی وہ تحریص تونگر مین رہے
کانین کوئی نہ پہونکے مہ و مہر مین رہے

طرفہ اعجاز ہو دوران اگر سر مین رہے
سفر مین رہے پاؤن مرا گھر مین رہے

کیون ترقی نہ صدا حرص تونگر مین رہے
اور غباری ہوا اونچی جو ہوا سر مین رہے

آبرو دارو نکی صحبت کے بقا کا سبب ہے — یون رشتہ کی جگہ پھر دل گوہر مین رہے

مستحق جان نہ تو سایل سر گرد انکو — آسیہ کا جو پھر بیٹ تو جگہ مین رہے

جب کے غبارے یہ صحرا مین صدا دیتے ہین — پست یون ہوتے ہین وہ جنکی ہوا سر مین رہے

نیند یون آئے کہ جانیکا نہ لے نام کبھی — آپ کے جسم کی بو بس کے جو بستر مین رہے

شیب مین چال جوانی کا تہ و بالا ہو — پاون چلنے ہی سے رہ جائین تکان سر مین رہے

جلکے غبارے یہ گر نہین صدا دیتی ہین — آگ دل مین جو لگے پھر ہوا سر مین رہے

آکے منھ تک جو پلٹجائی کبھی ساغر سے — جان ستون کی کھنچے یون کہ نہ پیکر مین رہے

حسن وسعت کو اگر چھوڑ کے تنگی چاہے — ساری گلشن کی شمیم ایک گل تر مین رہے

تھامین وہ تشنہ دیدار قسم ساقی کی — سوندھی ہو جائے جو می ہی مر ساغر مین رہے

یون تر فرش پہ دل تپا پڑا رہتا ہے — پھول الٹا ہوا جیسے کوئی بستر مین رہے

بوئی غیر آئی اوڑھنین قہر ہوا تھا ٹھنکے — چھپ کے چھو لو نہین مرا دل نہی جو بستر مین رہے

شاق ہوتا ہی حسینونکو بھی باہم کا فراق — رنگ اوڑتی گر تو نہ نکہت ہی گل تر مین رہے

ہم الگ رہکے لگا ہون سے زمانیکی گرے — وہی اچھے رہے جو مجمع محشر مین رہے

صفت جیب سحر چاک کرین وحشی عشق — ہاتھ انکا ہی اگر دامن محشر مین رہے

نامہ بر دھوپ کی ہی راہ مین تکلیف نہو — تو اگر سایہ شہبال کبوتر مین رہے

آکے موجون نی حبابونکو طمانچہ مارا — اونکا انجام یہ ہے جنکی ہوا سر مین رہے

حال لکھون جو تپ ہجر کی مین حدت کا — حرکت نبض کی ایک ایک رگ مسطر مین رہے

عقل سی رنج زمانیمین پہونچتی ہین سدا — گر نہو ہوش تو کیون درد مرے سر مین رہے

مین تو کیا منھ کو اوٹھا مین نہ کبھی تکیے بھی — بو تری بس کے کبھی گر مرے بستر مین رہے

اونکی تو نے وطن کیا کیا نہ مکانمین ڈہونڈھا — اتفاقات سی شبکو جو مرے گھر مین رہے

اوڑن لے گی اگر شمع سے پروانے جلین — جس سی پیدا ہو نہین وہ حرکت سر مین رہے

اہل جوہر تو سبھی اپنی جگہ بنتی ہین — قلعی کھلجاتی ہی نہ آئینہ اگر گھر مین رہے

عدد جوہر آئینہ بھی کم ہین اوسنے | جتنے ارمان دل پر درد سکندر مین رہے

پاس والون پہ تو وہان او ستم ہوتے ہین | لگ گئے دل وہین پھولونکی جو بستر مین رہے

غزل ۱۲۰ | دلکی توصیف کی حاجت نہ کبھی ہو ماہر | شعر ۷

آئنہ ایک اگر دست سکندر مین رہے

حرص کسطرح نہو روح جو پیکر مین رہے | تن انسان مین جو دم ہو ہوا سر مین رہے

کیون نہ طاقت مین بھی قلت ہو جو پیکر مین رہے | آب گھٹتا ہے مٹی کے جو ساغر مین رہے

آبرو جب ہے کہ گردش بھی مقدر مین رہے | ذرہ غلطان نہین دانہ گوہر مین رہے

مرکے حسرت نہ گئی دوسرے پیکر مین رہے | روح نکلی ہے مئی شیشونکی جو ساغر مین رہے

زخم کیونکر نہ ہر اک پیکر جوہر مین رہے | زنگ کٹ جائے لہو گر ترے خنجر مین رہے

تشنۂ حسن ہو تو صحبت دلبر مین رہے | آب پر شبد نہ پانی ہو نہ گوہر مین رہے

نام باقی رہا تا حشر جو یہ گھر مین رہے | آگئے آب بقا تک جو سکندر مین رہے

تو اگر باغ مین دونو کی کبھی بر مین رہے — بو ہوا مین تو ہوا بوئی گل تر مین رہے

سب سے جھک جائے تو کیا ہوش سر سر مین رہے — بادہ کسطرح سے اولٹی ہوئی ساغر مین رہے

دلکو حسرت ہی وہ دیدۂ دلبر مین رہے — نیند سا ہو نہ حسین ورنہ اوس گھر مین رہے

نیند بھی نشہ ہو گر دیدۂ دلبر مین رہے — بادہ بس وہ ہی جو اوس چشم کے ساغر مین رہے

دل بیتاب مین کیا عیش تھمی ای گردون — بادہ کسطرح سے ہلتی ہوئی ساغر مین رہے

عہد دولت مین ہون گر دونکے اس سے سلطان — کہ تڑپنے کی نہ حسرت دل گوہر مین رہے

صفت رشتۂ تسبیح جو تھی حسرت دید — ایک ہی وقت مین عاشق تر سے گھر مین رہے

کون غواص سے ہے بڑ کے ہیتون پہ شفیق — غرق ہونے پہ بھی دلجوئی گوہر مین رہے

کونسے تجھسے وہ حسین جو ہو ہمسر تجھسے — پھول بھی باغ کے دیکھ ترے بستر مین رہے

چھوٹ نکلی تری آب بھی بوسے کے لیے — گر نشان ونکی لبون کا لب ساغر مین رہے

آبرو جس سے ملی زخم بھی وہ اچھا ہے — کیون نہ نشے کی جگہ کچھ دل گوہر مین رہے

صاف دل ٹوٹنی کی آتی ہی کرتو صدا
جان یون بھی کسی مست کے ساغر میں ہے

شب وصلت ہی گئی تیرگی شام فراق
چاندنی پھیل کے کیون اب مرے گھر میں ہے

رنگ دوڑے ہے صفت موجۂ جوہر تن مین
جان بسمل کی جو دم بھر ترے خنجر میں ہے

دم مین ہو جائے فنا میری طرحسی وہ بھی
بو تری تجھسی جدا ہو کے جو بستر میں ہے

حق تو یہ ہی کہ اب آئینہ کی تقصیر نہین
دل بھی تیرہ ہوئے یاد سکندر میں ہے

خاک بھی کھینچتی ہی خاک کو اپنی ساقی
تہ نشین درد نکیونکر مری ساغر میں ہے

نام سی دل کے کنارے جو پڑا رہتا ہے
کبھی دل کے وہ گل بھی ترے بستر میں ہے

کھولکر دیکھ سکی منہ نہ نسیم سحری
آپ اسطرح سی لپٹی ہوئی چادر میں ہے

پتلیان جھکتی ہین یون دیکھنیکو وہ آنکھین
عکس جسطرح سے سبزت کا ساغر میں ہے

دشمنو کی تن نازک مین نشان پڑتے ہین
حکم ہے پھول نکوئی مری بستر میں ہے

دو دلو کین جو ترا حسن جدائی ڈالے
بو ہوا ایک ہوا بوئی گل تر میں ہے

اونکا خط دیکھ یہ قاصد کو دعا دی مین نے
تو سدا سایۂ شہبال کبوتر مین رہے

آئی غنچونکی چٹکنی سی صدا نغمون کی
روح بلبل کی جو بو ہو کے گل تر مین رہے

اونچ نیچ اونکو زمانیکی دکھائی کو کیا
مدتون آنکھونمین برسون دل مضطر مین رہے

نہ یہ غل ہو نہ یہ غوغا ہو نہ یہ فریاد مین
اک ترا ہاتھ نہ گر دامن محشر مین رہے

غم دیئے تبنا نے مجھے گردونکو بھی دیتا ہونگے
عکس داغون کا مری گرد دل اختر مین رہے

رکھے آنکھونمین اشارونکا وہ کرنا کبھی
نام بچپن ہوا جب دل مضطر مین رہے

ڈرے لیئے بیٹھے ہون جسکے لیئے گھر مین قلنچی
نامہ پہلی سی وہ منقار کبوتر مین رہے

وہی آشوب جہان وہی تھے فتنۂ حشر
اپنے جو یا مری ہمراہ جو محشر مین رہے

دم پرواز یہ کہتا ہے تڑپتا سایہ
ہو یہی چال اگر یاد کبوتر مین رہے

آپ کاندھے سے اگر کھینچکے آنچل چھوڑین
بو کا اوڑتا ہوا دم بھی نہ گل تر مین رہے

ڈھلکے پاس آگئے وہ ایک نئے پہلو سے
دور زانو سے جو تکیے ترے بستر مین رہے

کچھ کا کچھ ہو گیا ہنگام حساب عشاق
کس سے باتین تھین کہ ہر مجمع محشر مین رہے

سنج ہر شی مین اثر اپنا دکھا دیتا ہے
زمزمہ کھینچیے تو تشنج رگ مسطر مین رہے

قید وہ شی ہے کہ انسان تو کیا پانی بھی
بال بھر سے جو بڑھے گر تو نہ ساغر مین رہے

کہین مصنوع کی صانع سے بھی چھپتی ہے شبیہ
آئنہ بیچ مین کیون عہد سکندر مین رہے

ڈھونڈھتی آنکھ کس طرح ہم اوس کثرت مین
آپ کھوئے ہوئے ہم مجمع محشر مین رہے

آنکھ کی یون نہ لگی رات کے سونے سے اگر
چین سے چین پٹے لیٹے ہوئے بستر مین رہے

دلکو اس واسطے روکے سے صفائے باطن
آئنہ کی نہ جگہ قلب سکندر مین رہے

قید و آزاد تھے ہم نکہت غنچہ کی طرح
آپ ہی کہیے کہ باہر رہے یا گھر مین رہے

جوہر روح جہان ہون تو جگہ کیونکر دین
بھیس کر آب نہ کیون آب تر خنجر مین رہے

چپلکے دیتی ہے بلندی پہ ہوائی یہ صدا
سر تراق جائے جو دنیا کی ہوا سر مین رہے

ڈھونڈھ آنکھون کو تری ڈھونڈھتی عالم مین پھری
چاند سا منہ ترا مستور جو چادر مین رہے

یاس نے حق مین ہمارے ہی کہا کلمۂ خیر
سب کا منھ دیکھتے ہم مجمعِ محشر مین رہے

دیکھ بحال اوسکی ہمیشہ کی تو کہتی ہے
آئنہ قبر مین بھی دستِ سکندر مین رہے

مثلِ فانوس ہی گھر روشنیِ شمع ہین خود
کیا کہون تمکین وہ باہر رہے یا گھر مین رہے

فیض از آپ نے یون سبکو کیا جلوہ دہی
جسطرح چاندنی اک چاند کی ہر گھر مین رہے

کام اوسکا بھی تو ہی جنبشِ ابرو سے تمام
جان بسمل کی نہ کیونکر تری خنجر مین رہے

کسطرح بعد فنا حال وہ دیکھے اپنا
آئینہ جب نکو ہی قبرِ سکندر مین رہے

آئنہ لیکے گئے آئے تو کیا کیا احسان
مین رہا آپکے گھر آپ مرے گھر مین رہے

پاس خاطر ہے نزاکت کا تری شبنم کو
پھول سوکھا ہوا کیونکر تری بستر مین رہے

بو برہنہ نکل آئی تھی بدن کی اوسکے
کون پروا کرے گر چین بستر مین رہے

آئنہ سامنے رکھکر بھی کھلا کچھ نہ تمھین
اپنے گھر مین رہی یا غیر کے تم گھر مین رہے

محبس قبر مین تنہا لیے جاتی ہی اجل
عکس کیا آئینہ قصرِ سکندر مین رہے

کم بنایا ہے تو کچھہ حسن کو اپنے روکے
آبروِ آئینہ کی ذہن سکندر میں رہے

پتلیاں پھر رہی ہیں کام میں ہے آمدِ خواب
نیند سا ہو کوئی مہمان تو اوس گھر میں رہے

ذبح میں چابکی ہے جو تو نکو یہ میں کہتا ہوں
جان نکلی مری اور دم ترے خنجر میں رہے

وصل کے بعد حیا اونکو نکیوں ہو طاری
شرم کی شان جو چھوٹی ہوئی بستر میں رہے

بو جو بیخواب تری ہو تو پڑی کیوں نہ شکن
آخر اوسکا بھی تو تکیہ کوئی بستر میں رہے

ہجرِ ساقی میں یہ کہہ کہکے ٹپکتا ہوں میں
جام میں مے تو اور ہوش مرے سر میں رہے

چرخ اوسی دھوپ سے منگوا کے بنا شبنم
گر پسینے کی تری کچھہ تری بستر میں رہے

تیرے ہی بوئے بدن کی میں قسم کھاتا ہوں
دم نہ میرا تری اوڑھی ہوئی چادر میں رہے

نازنین ہاتھ سی شکنونکو مٹایا جلدی
جب نشان وصل کی مٹتے ہوئے بستر میں رہے

شعر ۱۰	پینگ جھولے کی طرح اونسے بڑھے جب باہر گھر یوں آنکھوں میں تو پھر دل مضطر میں رہے	غزل ۱۲۱

چمک جو درد کی دل ہی نکل گئی ہوتی
لحد پہ آپ سے ہی شمع جل گئی ہوتی

ہماری گھر مین جو آ کر دہل گئی ہوتی
اندھیری رات سب کھلے سر نکل گئی ہوتی

ہوائی گرم جو آہون کی چل گئی ہوتی
ہر ایک شمع لگن بجھکے جل گئی ہوتی

تمہاری تیغ جو دو ہاتھ چل گئی ہوتی
کجی ان ابروؤن کی سب نکل گئی ہوتی

نجاب نے جنبش ابرو مین دل یہ کیا بنتی
ہنسی ہنسی ہی مین تلوار چل گئی ہوتی

وہ میرے عکس سے کیون ڈر کی چھوڑتے نہ نقاب
غضب ہوا تھا کہ صورت بدل گئی ہوتی

نہ آتے آپ جو دم کو تو اور کیا ہوتا
تڑپ تڑپ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی

ہزارون آپکی ہوتین ادائین وسمین ہی
بری بھی بات جو منہ سے نکل گئی ہوتی

بھلا ہوا کہ چھپے تم مجھسے آتشین رخسار
نگاہ بال کی مانند جل گئی ہوتی

غزل ۱۲۲

وہ آتے نزع مین ماہر تو یہ غضب ہوتا
بگڑ بگڑ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی

شعر ۱۵

حسن بھی باتو نہین کھلتا ہے تو پردا کیا ہے
دیکھین معراج کی شب چھپ کے نکلتا کیا ہے

مرتے دم آئینہ آیا ہے یہ نقشا کیا ہے
مین تو اچھا ہون آہی ابھی بگڑا کیا ہے

ہاتھ اوٹھنے کی فقط دیر ہے پردا کیا ہے
یون ہی جائی شب معراج اب ایسا کیا ہے

یوہین مرتے ہین مشوق کا چرچا کیا ہے
تمنے دنیا کا مری جان ابھی دیکھا کیا ہے

ہم نے سمجھے کہ یہ عشاق مین چرچا کیا ہے
دل کسی کہتی ہین اللہ کلیجا کیا ہے

خود بھی تصویر بنے ہو یہ تماشا کیا ہے
منہ اوترتا ہی چلا جاتا ہی نقشا کیا ہے

حال پر اپنی بھی کرتا نہین تربت مین نظر
بند آنکھون نے نجانے مری دیکھا کیا ہے

لاش بھی ساتھ نہ اوٹھے تو مرا نام نہین
درد سینے مین مری جان ابھی اوٹھا کیا ہے

دیکھکر منہ جو ہنسا مین تو یہ فرمانے لگے
بھائیون سے یہ نشان ہین تجھے سودا کیا ہے

سب کے ہمراہ جھکے دیکھ رہے ہین وہ بھی
جان کا سینے سے نکلنا بھی تماشا کیا ہے

آج تصویر سی تصویر اوترتی ہی وہان
اپنے سے آپ کھنچے جاتے ہین نقشا کیا ہے

بند وہ کرتے ہیں پر بند نہین ہو سکتین
مرتے دم آنکھون نے یارب مری دیکھا کیا ہے

سے کھنچے ابرو وہ کیون ناخن پا الجھائین
جانِ عاشق کا نکلنا ہے تماشا کیا ہے

جگر و دلکو تو کھوئے ہوئے گذری مدت
پھر نجانے کہ یہ سینہ مین تڑپتا کیا ہے

غزل ۱۲۳

غم بھی گر خار نہی تھی نہ رگ جان طاہر
دامن تارِ نفس سی تری الجھا کیا ہے

شعر ۲۵

چرخ گونجا آہ پر تاثیر سے
رات بولی نالہ شبگیر سے

جیب بھی کرتے تھے وہ تنخیر سے
کچھہ کمان کھنچتی تھی چلتی تیر سے

کلک بھی فارغ ہوا تحریر سے
ہم نہ نکلے خانۂ زنجیر سے

وحشیو نکلے عکس کی تاثیر سے
سب تو سب گھر چھپ گئے تصویر سے

کم نہ تھی چال اونکی مجہہ نخچیر سے
دل ملے کیونکر نہ میرا تیر سے

شوخیون کا اونکی تھا یہ بھی اثر
رنگ جا اوڑ نیلگا تصویر سے

چرخ اگر میری طرح پیسے اسے
شغف نہ نکلے ناخنِ تصویر سے

اوُلجھے حلقہائے سلجھیں کسطرح
دیو سے لپٹے ہین مری زنجیر سے

کچھ تعجب ضیقِ دنیا سے نہین
خون جو ٹپکے ہر رگِ تصویر سے

یون تری پلکون نے کی ہی دلمین جا
جسطرح بھرتا ہے ترکش تیر سے

دشتِ وحشت مین شرر اڑتے تھے جب
برق اُلجھی تھی مری زنجیر سے

زور دکھلایا ترے وحشی نے جب
حلقے کھُل کھُل کے گرے زنجیر سے

دل کے ٹکڑونکو تو چھوڑے وہ نظر
پر کہان جا سکینگے اوڑکر تیر سے

حسن کی غیرت نے بدلی اونکی شکل
رنگ جب ملنے لگا تصویر سے

چھیڑنا کاغذ کو کیا دیوانہ تھا
باتین سنتا آپکی تصویر سے

کھڑکھڑا دی ترے وحشی نی جہان
دیو بھاگے نالۂ زنجیر سے

یون شبِ فرقت تھمی ہی آہ سے
جیسے باندھین فیل کو زنجیر سے

بیٹھنے نچلے اگر آتا نہیں | سیکھ لیجیے اپنی ہی تصویر سے
یوں مژہ پر میں لیے ہوں لخت دل | آگ وٹھائیں جیسے آتشگیر سے
میرے دل میں دیکھ کر اونکا خدنگ | کسطرح تڑپا گیا نخچیر سے
اشک آنکھوں سے مری پونچھے تو خیر | نے بچتے رہنا خون دامنگیر سے
ملتے ہیں ہاتھوں سے وہ کاغذ کو یوں | چپ رہا جاتا نہیں تصویر سے
آپ دکھلاتے اگر صورت اوسے | پردے اوٹھتے دیدۂ تصویر سے
میرے گھر کی راہ میں جلدی یہ کی | پھر گئے پہلے مری تقدیر سے

غزل ۱۲۴ | اونکو جب پایا نہ ماہر اسطرح
کلک لپٹی دامن تصویر سے | شعر ۲۴

مرغ تصویر چمن سے نہیں گرساز مجھے | رنگ اوڑتا ہوا کیوں ہے پر پرواز مجھے
کہتے تھے مثل ہدف کل تو نظر باز مجھے | آج کیوں تاک رہے ہیں قدر انداز مجھے

مثلِ اسپند بھی دی دل نی نہ آواز مجھے
ایسے جلنے پہ اولش ضبط پہ ہی ناز مجھے

لن ترانی سے کھلا ناز کا بھی راز مجھے
پردا ہوتا تو سناتی نہ وہ آواز مجھے

مرضِ موت ہوا دہر مین آغاز مجھے
مین تو کہتا تھا ہوا ہیا نکلی ہمناساز مجھے

تیر کیطرح سی جاتا ہون جدہر وحشت مین
ہر در بند بھی ہوتا ہے در باز مجھے

بخت نے میکدۂ دہر مین مثلِ شیشہ
سرنگون گاہ کیا گاہ سرافراز مجھے

مرغِ تصویر ہون پوچھو مری حسرت کو
پر تو ہین بھی مگر آتی نہین پرواز مجھے

تیر ہی مثلِ ہدف اوسنے لگایا مجھپر
کر لیا جسنے جہان مین نظر انداز مجھے

مجکو اپنے دلِ مضطر کی چمک یاد آئی
آئی بجلی کے کڑکنے کی جب آواز مجھے

چپکے چپکے شبِ فرقت مین کیونکر رو ون
تیرگی ہوگئی ہی سرمہ آواز مجھے

مجکو عشاق سی نفرت ہے تو معشوق سی عشق
سوز پروانون سی ہے شمع سی ہے ساز مجھے

توڑنا وک سی نگہ کا نہ فزون گر ہوتا
تیر انداز نکرتے نظر انداز مجھے

خفتِ بدنامی معشوق ہی الفت مین ضرور
داغِ دل کیون ہنو اب مہر سرِ راز مجھی

کان یہ شورِ اسیری سی بھرے ہین میرے
اپنے اوڑنیکی بھی آتی نہین آواز مجھی

سوزِ الفت کے مزے کو جو کبھی مین بھولا
آئی پروانونکے جلنے کی کچھ آواز مجھی

دلِ وابستۂ گیسو سے مجھے یاد آتا ہے
آتی ہے رات کو جب دور کی آواز مجھی

آہ نی رعد کی سنوائی کبھی جبکو صدا
برق سے گرنیکی آئی کبھی آواز مجھی

غیر پستی جو نہ دیکھی تھی لحد مین کوئی شی
خاک اوڑا کر مری کرتے ہین سرافراز مجھی

دیکھتے دل سی جو گئے باغ مین مین نے نالے
آئی منہ بند کلی سی بھی کچھ آواز مجھی

ایک نالے نے فنا مجکو کیا مثلِ سپند
ڈھونڈھتی کیون نہ نکلکر مری آواز مجھی

مثلِ چقماق کہان جا کے سر اپنے دے پٹکون
سنگ ملتا ہی تو وہ بھی شرر انداز مجھی

طائرِ بو کی طرح غیر سی بازو ہین قفس ہی
جنبشِ موجِ ہوا ہے پر پرواز مجھی

نزع مین پاؤن نہ پھیلا دین رگین کیون ماہر

غزل ۱۲۵	یاد آتا ہے کسی نیند کا انداز مجھے	شعر ٣٣

گھٹ گھٹ کے دل لحد مین بھی بیقرار ہے
دی ہی ہین نے سانس شکستہ مزار ہے

تن ضعف سے جو اک تنق گرد نار ہے
ناوک تو کیا ہوا ابھی کلیجے کے پار ہے

تن خاک ہی تو زیست کا کیا اعتبار ہے
جو عضو ہے غبار کا نقش و نگار ہے

ناخن سے وحشیون کا بدن سب فگار ہے
زخمون کے گل کھلے ہین جنون کی بہار ہے

شکل اونکی سنگ آ منہ مین انگار ہے
کیا حسن ہی کہ ایسے کلیجے کے پار ہے

کہتے ہین ٹھکے وہ کہ یہ کسکا مزار ہے
تھمتا نہین ہے پاؤن یہ دل بیقرار ہے

جوہر سے آ منون کا کلیجہ فگار ہے
پتھر مین کس نظر کا نشان آشکار ہے

حال بتا اپنی خاک ہی سے آشکار ہے
ظاہر ہے جی جگہ سے کلیجہ فگار ہے

نقش و نگار خاک سے صورت نما ہون مین
آ لے ہوا فنا کو ترا انتظار ہے

ماہی کیا ہے مجکو گھلا کر جو عشق نے
جو استخوان تن مین ہین مرے وہ خار ہے

گردش مین عکس چشم ہے خطِ عذار پر
پامال آہوون سی عجب سبزہ زار ہے

آنکھون سے دل سی مین نے تجاوز کی اونچ نیچ
اب وہ عمل کرین نہ کرین اختیار ہے

جھک جھک کے مل رہا ہون گلے اپنے آپ مین
تصویر تیرے قد کی جو میرا غبار ہے

ظاہر مین ڈھونڈھکر صفتِ شمع چھپ گئے
دیکھا نہ یہ کہ پاؤنکے نیچے مزار ہے

دم بھر کو بھی نہ کوئی ٹکا آکے قبر پر
ثابت قدم جو کچھ ہی تو شمعِ مزار ہے

عشاق پاس آکے یہ اونکی بلا سُنے
ہے ہے ہی دل لگی ہای جگر کی پکار ہے

حیران ہین غزال نکالے ہوئے زبان
سرمہ یہ کس کی آنکھہ مین دنبالہ دار ہے

عکس جبین کی کب سبزہ و چشم پر ہے دھوپ
گوشہ نشین غزال تہِ شاخسار ہے

آتی نہین ہی کان تک پڑی عدل کی صدا
اے دوست تیرے رحم کی ایسی پکار ہے

وہ خود بھی دیکھتے ہین عجب اک نگاہ سے
قد کی مرے شبیہ جو میرا غبار ہے

یارب مین کوئی شیشۂ عینک بھی تو نہین
پھر کیون نظر کسیکی کلیجے کے پار ہے

حد اپنی بعد مرگ بھی بھولا نہین جبین
قد بھر بلند خاک سے میرا غبار ہے

کس کس کا حفظ اب مین کرون صورت غبار
موج ہوا بھی تیغ سری کا وار ہے

ہر استخوان منھ کو نکالے ہے قبر سے
یارب مرا مزار بھی کیا تنگ تار ہے

رحمت سے دور رہون تو کرون ترک معصیت
یون بھی تو مشکل ابھی مرے پروردگار ہے

کیا اونکی آنچلون سے اوڑی ہی ہماری خاک
پھر کیا ہے کس ہوا پہ ہمارا غبار ہے

دوزخ جو تیرے پاس ہو راضی ہون اوس مین
اے دوست تیرا بعد غضب ناگوار ہے

پست و بلند دہر ہے راہ عدم مین بھی
تابوت کا چڑہاو لحد کا اوتار ہے

سینہ سے ہاتھ اونکا یہ کہتے ہین طعن سے
تھمتا نہین ہے ہاتھ یہ دل بیقرار ہے

اے دوست اب مجھے اذن تو مین باریاب ہون
وہ تیری بارگاہ یہ میرا غبار ہے

صد شکر عکس آئینہ بھی سبزہ رنگ ہے
اونکے لیے بھی اونکی نظر زہردار ہے

جانا جہان تھا حشر سے مجھکو وہ جا چکے
اب مجھکو حکم کیا مرے پروردگار ہے

غزل ۱۲۶	رحمت کے اعتماد پہ ماہر کیے گناہ اب عفو وہ کرے نہ کرے اختیار ہے	شعر

چلیے وہاں نہ قدم کے جہاں نشان ہوے — عجیب سخت جگہ اپنے امتحان ہوے

دہان دہر نزاکت مین پھول پان ہوے — بڑھے یہ حسن کہ آخر خدا کی شان ہوے

اوسی پہ بین خم زلف کی کمان ہوے — ہمارے دل کی جو گرمی سے کچھ نشان ہوے

بس اے فنا کے جہان سبکو تری دہیان ہوے — کھلین حبابونکی آنکھین گلونگو کان ہوے

جہان کے حسن فنا کے ہو اونکی جان ہوے — جوانی چھپین کے لوگونکی وہ جوان ہوے

جہانہ بیٹھ گئے گرد غم زمین بنی — اوڑے جو ہوش سے مر سر آسمان ہوے

غزل ۱۲۷	بیانتلک تو تواضع پہ جان دی ماہر کہ حضرت ملک الموت میہمان ہوے	شعر ۶۰

دل وہان پاؤن سے نقش کف پا ہوتا ہے — آرزو دیکھ نکلکر کہ یہ کیا ہوتا ہے

دل بغل مین ہو تو باتونکا مزا ہوتا ہے — دل کا بس دل ہی پہ کچھ خوب گلا ہوتا ہے

پھر کیون تارک طاعات خدا ہوتا ہے — دم آخر تو سر شمع جھکا ہوتا ہے

دنکو ہوتا ہے تو پھر راتکو کیا ہوتا ہے — مجھسے سایہ بھی تو ہر پھر کے جدا ہوتا ہے

حشر مین ہوتا ہے جو کچھ وہ بجا ہوتا ہے — آپ آجائین تو پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے

شمعسان پست جو ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے — سر مع جسم نشان کف پا ہوتا ہے

کیا بشر نزع مین بھی محو خطا ہوتا ہے — سر پہ جو تیغ کی جا ناخن پا ہوتا ہے

ہے یہ کچھ اور جو پامال ادا ہوتا ہے — دل تو سنتے تھے کلیجہ بھی لگا ہوتا ہے

دل مرا راہ بتان مین جو فنا ہوتا ہے — سبب ہمت مردان خدا ہوتا ہے

ایک کوچے مین تو خوش تیرا گدا ہوتا ہے — خیر کر خیر سے دنیا مین بھلا ہوتا ہے

لڑنے وہ آتے ہین دل مجھسے خفا ہوتا ہے — چھوٹ اپس کی ہی ہان دیکھئے کیا ہوتا ہے

ہم تو ہم وصل مین وصلی کے یہ کیا ہوتا ہے — وہی کاغذ ہے جو چھپ چھپکی جدا ہوتا ہے

ای اجل پاس مرے رکھے یہ کیا ہوتا ہے | دم وہ لیتا ہے مسافر جو تھکا ہوتا ہے

سب کے ہاتھم کا کمان رسم ادا ہوتا ہے | ایک دل ہی ہے کہ مرتا ہے تو کیا ہوتا ہے

کہدو اونسے جو دم مرگ اونرا ہین روا | مجھسے پردیکین محبت کے یہ کیا ہوتا ہے

حسن او عشق مین جب معرکہ پڑتا ہی کوئی | نبت اودہر ہوتے ہین اس سمت خدا ہوتا ہے

سرہی ہوتا ہون سبکدوش الٰہی شکر | تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہوتا ہے

مہربان چین جبین کو مری رہنے دیجیے | کہین مٹتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آئے کیون رونیکی آواز نہ پہلو سی مجھے | دل مریجان کلیجے سے جدا ہوتا ہے

واہ رے سن دم نزع یہ فرماتے ہین | آج کیا درد کلیجے مین سوا ہوتا ہے

ہر گلی سی نکل آئی ہی تڑپکر نکہت | کہین قیدی قفس کو بھی رہا ہوتا ہے

مرتے دم سر یہ ردا ڈالتے ہو سر کو بھی | نزع والے کا کہین منہہ بھی ڈہپا ہوتا ہے

پاؤن کیا میری ہی بیٹھے رہین وقت آخر | قدم شمع بھی کچھہ حد سے بڑھا ہوتا ہے

شرر و برق کو رکھے نہ کوئی پارے کو
میرے دم بھر کے تڑپ لینے مین کیا ہوتا ہے

چوم لیتا ہون جو سوتے مین کفِ نازک کو
اوسی بوسے کا نشان دُزدِ حنا ہوتا ہے

سب اسیرانِ قفس دیکھکے رہجاتے ہین
ساتھ والون سی اگر کوئی رہا ہوتا ہے

اب نکلتا ہے رُکا دم کوئی تھامے مجکو
تیر اٹکا ہوا سینے سے جدا ہوتا ہے

شمع تھوڑی ہون کہ اک شب مین گھلکر رہجاؤن
دشمنِ جان مرے سر پہ ہے تو کیا ہوتا ہے

مین بھی نادان ہون کہ بیدرد سے نکلے آگر روؤن
رات بھر شمع جو روتی ہی تو کیا ہوتا ہے

کی ہی جرات تو کہا شوکت شاہی کو بھی در
تاج دیتا ہے تو کشکول گدا ہوتا ہے

خون ناحق کی حسینونکو بھی ملتی ہی سزا
ہاتھ مہندی ہی کے حیلے سے بندھا ہوتا ہے

کوئی آزردہ ہے شمع سے نہ شبنم سے تو تنگ
اک مرے رونے مین کیا جانیے کیا ہوتا ہے

ادھر طرف غیظ و غضب مین تو ادھر صبر و رضا
معرکہ قہر کا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

غیر ممکن ہے کہ یون جائے مرا سوزِ الم
شمع کو شعلہ فنا کرکے فنا ہوتا ہے

ہوہی جاتی ہین مری اوسکی دکھونکی باتین
گو کہ منھ زخم کا ٹانکون ہی سے سیا ہوتا ہے

باندھی جاتی ہی ہوا بس کے پسینے مین وہان
سچ ہے ڈر عطر کی چوری ہین سوا ہوتا ہے

ہاتھ اونکی مری منھ پر ہین ہٹاتا ہو نہین
وصل مین یون ہی کبھی اونسے گلا ہوتا ہے

جیت لیتا ہو نہین بازی اجل مر مر کے
دم نکلجاتا ہے مشکل مین تو کیا ہوتا ہے

پہلے کچھ اور تھا دل اب ہے تڑپنے مین کچھ اور
اسکو الٹ پھیر مرا للہ یہ کیا ہوتا ہے

تو بجھتے پھرتے ہین یا وقف رسم ماتم
کوئی ارمان جو مر جائے تو کیا ہوتا ہے

اونگلیان ٹیک کے کیونکر نہون وہ فاتحہ خوان
ایک حضیرہ قبر شہدا ہوتا ہے

منھ مین زخمونکے بھی پانی سا بھر آتا ہے
درد مین کیا مرے اللہ مزا ہوتا ہے

دم نکلتے ہوئی دیکھا تو یہ بولے ڈر کے
ارے مجھسے بھی تو کہدے کہ یہ کیا ہوتا ہے

نالے منھ کر کے سوئے باغ کئے کیون مین نے
اتنی سی بات پہ صیاد خفا ہوتا ہے

کیون تشنج سی گونگی نہون وہ ہر دم مرگ
تار کھنچتے ہین جو مسطر کے تو کیا ہوتا ہے

قافلہ نالۂ بلبل کا وہین جاتا ہے
نکہتِ گل کا جہان شہر بسا ہوتا ہے

سبزہ رنگونکی محبت مین یہان زرد ہوئے
رنگ مسموم کا سنتے تہے ہرا ہوتا ہے

صبر پڑنے سے حسینونکے معلوم ہوا
بت جدہر ہوتے ہین اوسمت خدا ہوتا ہے

عطر کے چور کی تو فکر ہوا کرتی ہے
کونی پوچہے کہ عرق جسم کا کیا ہوتا ہے

دم بخود کیون نہ رہون بحر مین مانند حباب
سانس لیتا ہون تو ہمدم تن سی فنا ہوتا ہے

اک مرا قتل تہا جسکا ہوا پرسان کوئی
ہاتہہ بندہے ہین جب خونِ حنا ہوتا ہے

بعد شاہی کے شہنشاہ بہی ہوجاتا ہے
چتر مین بہی اثر ظلِ ہما ہوتا ہے

انقلابونمین بدلجاتی ہی شکلِ شاہی
تاج اولٹا ہے تو اک جامِ گدا ہوتا ہے

حبس قفس مین جو مین رہتا ہون تو دم گہٹتا ہے
نالے کرتا ہون تو صیاد خفا ہوتا ہے

خود بخود آج ہے بیچین جگر سینہ مین
کون یا رب مرے پہلو سے جدا ہوتا ہے

واہ رے بخت کے وہ سیر کو جاتے ہین تو کب
دم جدا ہونکا جب آنکہونمین رکا ہوتا ہے

شامیانہ ہو کہ تصویر ہو یا عطر و گلاب
جو مری قبر پہ آتا ہے کھنچا ہوتا ہے

بہہ ہی جائیگا اگر آئینہ ہے غم سی پانی
لاکھ پتھر کا کلیجہ ہو تو کیا ہوتا ہے

چار تلواریں وہ ابرو و مژہ خود بینی ہیں
دیکھیں اب آئینہ کی جان کا کیا ہوتا ہے

غزل ١٢٨

دیکھیں پھر بھی کبھی آتا ہے یہ دن ای ماہر
قیس لیلی سی گلے ملکے جدا ہوتا ہے

شعر ٣٨

تمہاری بات تو کلول سنکے کیوں ہنسا نکرے
زبان تو نکی کسی پر کھلے خدا نکرے

حنا اگر کف نازک میں اونکی جا نکرے
تو چلوؤں مرا خون جگر گھٹا نکرے

رضا کی ہو جو منافی وہ التجا نکرے
طلب سے ہاتھ اوٹھائے مگر دعا نکرے

نشان پا یہ کوئی ہی کہ جو جبا نکرے
زمین کا کوئی پیوند ہو خدا نکرے

زمین پہ گرکے یہ کہتا ہے پیر کا سایہ
ضعیف ہو تو عصا کا بھی آسرا نکرے

وہ ضعف اور وہ تڑپکر مرا اگھڑے ہونا
بٹھا دے درد دیکو تو پھر اوٹھا نکرے

نکل کے سن سی یہ کہتی ہی خاک مجنونکی — بشر جہان مین سب کچھ کرے وفا نکرے

پسینے پر جو گرا یا کرین تم خون عاشق — تو اونکا ایک لہو پانی پھر ہوا نکرے

میان چشم نہین تل نشان پا کیونکر — ہماری آنکھو نمین وہ کل گر پھرا نکرے

وہ میری نزع مین حیران ہو گئی تو کہیدو — اجل بھی تم ہو کہ وعدے پہ جو وفا نکرے

شفق کے نام سی گردونکا رنگ کیون نکلے — گر آنکھ سی مری خون جگر بہا نکرے

ادھر کو قیس تڑپتا ہے اوسطرف لیلی — خدا ملای جو دو دل تو پھر جدا نکرے

نہ ہم ہی خاک کے تودو نمین پا دل ڈہونڈین — ہمارے سامنے گر یون اگر جلا نکرے

خیال دل مجھے یاد شن بخیر آتا ہے — چراغ جل کے مری سامنے بجھا نکرے

مثال دانہ بارود بر دئے آتش ہون — نہ ہوش اوڑین جو چمک درد کی بڑا نکرے

مثال دست دعا گر کبھی نظر آجائے — کسیکے در پہ توجہ تیر اگدا نکرے

بنا ہون ضعف سے اسپند مجمر آتش — اوٹھو نہین خاک اگر درد دل اوٹھا نکرے

نہ کہدین لٹکی ہوئی گر بھوین اشارے سے
یہ پیش قدمیان مجھپر کبھی عصا نکرے

جو تھوڑی دیر نہ ہاتھونکو دھوئین وہ اپنے
کرے وہ کام مرا خون جو حنا نکرے

چھپاؤ دلمین جو باتین وہ منھہ پہ آجائین
کسیکا رنگ اب اتنا کھلے خدا نکرے

نظر لگی ہی ہمین گر تو چشم جوہر کی
کسیکا اتنا ہو ہلکا لہو خدا نکرے

وہ روئین نزع مین میری تو کوئی یہ کہدے
قضا یہ فرض جو ہو کسطرح ادا نکرے

حسین ہو نہ تری طرح گر تری آواز
حجاب گوشمین پھر اسطرح چھپا نکرے

پڑا ہون دور مین اتنا کہ گر پڑی تھک کے
اجل جو راہ مین دم جا بجا لیا نکرے

ہماری دکھتی ہوئی دل لیے گر نہ پاؤن پڑے
قدم زمین سی ہر گام پر اوٹھا نکرے

غضب تو یہ ہوا رونے لگے وہ گھبرا کر
جگر مین درد ہمارے تو اب اوٹھا نکرے

اگر کے چپکے سی چلنی پہ تو یہ پوچھو لی
خبر کسیکو مری دل لگی ہو خدا نکرے

لہو کے اشکون سی کسطرح روئی تیغ تری
وہان زخم سی بسمل اگر گلا نکرے

ہنسا مین روُنے پہ اپنے تو یہ وہ کہنے لگے
کسیکی آنکھہ کا پانی ڈہلے خدا نکرے

صدا جو سنتا ہے منھ پھیر کر وہ رد ہے
کسی کا حال اسیر قفس کہا نکرے

اگر کے کہتے ہین سینہ پہ ہاتھ شمع کی بعد
انہین گلے سے لگاتے تو پھر جدا نکرے

عدم کی راہ دم شمع سی نہ ملی ہوا گر
ہر ایک رگ سر پاؤنکی یون کھنچا نکرے

نہ بوہی پھوٹے کسی پہ کھلے نہ راز کوئی
گلی صبا سے اگر حال دل کہا نکرے

کچل کے پاؤنکے نیچے دل نے دی آواز
کہ چلے تمہاری طرح بھی کوئی خدا نکرے

مٹے ہوؤنکی ہوا مین یہ خاک کہتی ہے
وفا بتون سی کوئی بندہ خدا نکرے

مین دلکو روکے کلیجہ نہ تھام لون کیونکر
کسیکے مال پہ پانی پھری خدا نکرے

جتاے جاتے ہین احسان جو نیند اوڑ نیکے
گراہنا مرے دل کا کوئی سنا نکرے

غزل ۱۲۹

عدوی جان سی کوئی تو یہ کہدی ای ماہر
قضا سی کہہ دو وہ لے جو تری ادا نکرے

شعر ۱

آجتک تو نہ کبھی حشر کی نوبت آئی
صور نے پھونک دیا کیا کہ قیامت آئی

کچھہ تو منعم کو بھی غیرت تہِ تربت آئی
جب دفینہ کے سر کتی ہوئی دولت آئی

ضعف کیسا تھا اٹھنی جنکی نہ نوبت آئی
غش سے چونکا نہ گیا اک زلف کی نکہت آئی

دل دکھونکو صفتِ آبلہ رقّت آئی
زیرِ پا نقش قدم کی بھی جو تربت آئی

حسن کے رعب کی آخر کو یہ نوبت آئی
اور تو اور ابھی تک نہ قیامت آئی

ساتھ پردونمین بھی چھپتی نہین اچھی صورت
کھل گیا صاف آنکھونمین مروّت آئی

فرقتِ گل مین غش آئی جو لگا بلبل کو
صحنِ گلشن سی تڑپتی ہوئی نکہت آئی

قبر مین ہجر کے جاگونکو ہوا یہ معلوم
آنکھہ سے لگنے بھی نہ پائی کہ قیامت آئی

ہمتو واقف بھی نہ تھے حشر سے اس سر کی قسم
آپ آئے تو یہ سمجھے کہ قیامت آئی

شعر ۳۱	اپنی تسکین کرے کیون نہ اسی سے ماہر دل گیا جب تو یہ سمجھا کہ طبیعت آئی	غزل ۱۳۰

بوسہ دیتے تو دیا منھ کی رو دکھائی نہ گئی
صلح ہونے پہ بھی وہ اونکی لڑائی نہ گئی

گر تلون تھا تو کیون منھ کی دکھائی نہ گئی
سست بازی ہی گئی ورنہ کج ادائی نہ گئی

ہر طرح کی یوہین بات اونسے چھپائی نہ گئی
جیسے آئینہ کے دیدہ کی صفائی نہ گئی

جنبش ابرو کی کبھی تم سے دکھائی نہ گئی
کیسے جلاد جو تلوار لگائی نہ گئی

جان اجل سے مری پردے مین چھپائی نہ گئی
اک ادا بھی کوئی شوخی تھی کہ ڈہرائی نہ گئی

دور پر چھائین ہی پاس بلائی نہ گئی
وصل کیونکر ہوا جب اصل جدائی نہ گئی

حکم دوری رہا پر چھائین بلائی نہ گئی
وصل جتنا ہوا اتنی ہی جدائی نہ گئی

نسبت تربت کی جگہ بھی چھپائی نہ گئی
خاک ہوتے تو ہوئی دل کی صفائی نہ گئی

دل وہ تھی جس سے جلائی نہ گئی شمع کبھی
اور جو بھولے سے جلائی تو بجھائی نہ گئی

سرخ ہوا شفق شام کو اپنے ہاتھون
مہندی کیون آج کف پا مین لگائی نہ گئی

نہ کھلی بال بنا بر لحد پہ ما نا
مسکرا دینی سے بجلی بھی گرائی نہ گئی

سنے بلائے ہوئے آپکا ہوا یہ انجام ‎— آج تک موت کسی گھر مین بلائی نہ گئی

پہنچی نظر دنکو بہانا تو وہان خوب ملا ‎— حالت صلح جو تہی آنکھ لڑائی نہ گئی

جذبۂ دل نی اثر اتنا تو دکہایا تہہ قبر ‎— جب سواری ادہر آئی تو بڑہائی نہ گئی

جنبش ابرو کی بھلا مجہکو دکہا سکتے ہو کیا ‎— پوری تلوار کی اک ضربت لگائی نہ گئی

مٹی دیکر مجہے جاتے ہین عجب چال سے وہ ‎— شمع سی قبر پہ پہلو کی بنائی نہ گئی

وہ تو وہ ہی ہین وہ بیٹھین سوکے تو بہم ہونگے یون ‎— باس پہولونکی کبہی ہان کچھ ادائی نگئی

سچ تو ہے آتش پی دفن اوٹھاتی کیونکر ‎— اوج پیچ اونکو زمانیکی بتائی نہ گئی

میرا مرنا ہوا دنیا مین دوبارا مشہور ‎— جب زمین دل کی تڑپنی سی ہلائی نہ گئی

سر مرا لو دھڑ ہو تو کہین لوگ یہ کیون ‎— زہر مین حسن کی تلوار بجہائی نہ گئی

جنبش ابرو کی وہ آئینہ مین خود دیکہتی ہین ‎— ہمسے دشمن کو بھی تلوار لگائی نہ گئی

ایک مین ہون کہ اوٹہایا کیا ناز اونکو مدام ‎— ایک وہ ہین کہ مری لاش اوٹہائی نہ گئی

مرتے جیتے جو ہین دنیا مین ہین اور بہی لوگ
جان ہم مین تو کسی وز نہ آئی نہ گئی

خاک جسطرح جلا کر کیے دل لوگون نے
ہمسے تو شمع بھی اسطرح جلائی نہ گئی

تم بھی اک نام کو تھی اصل تما سب دیپہ بوجہہ
لاش کینچن تمسی مریجان اوٹھائی نہ گئی

نیچی نظرون سے ہمسین بھیکگئی دیکھین مریجان
زہر مین آج جو تلوار بجھائی نہ گئی

سبکو تو چھیڑتے تھے ہمین بچانی کیا تہا
موت عاشق کی جو آئی تو ستائی نہ گئی

جان وہ مانگتی اور اونسی نہین ہم کرتے
موت آئی تو یہان آنکھ چرائی نہ گئی

کاندھے جو دیگئے ہین اونسے یہ کوئی کہتا
تم نہ آئے تو یہان لاش اوٹھائی نہ گئی

کہکے یہ روزن تربت سے مین سر کا آخر
اسطرف سے وہ سواری تو نہ آئی نہ گئی

غزل ۱۳۱	کسکے مرنیکو سوائی دل ما ہر نہ سنا اک یہی تھی خبر ایسی کہ سنائی نہ گئی	شعر ۱۳

ہمین پیری مین یون چھوڑا ہماری زندگانی نے
کہ منہ ڈہانپا نقابون مین حسینونکی جوانی سے

تجلی مین دکھایا اپنا پر تو یار جانی نے ‎ ‎ کیا کچھ اور سنایا کچھ صدائے لن ترانی نے

فنا مجھکو کیا یونہین مری رنگین بیانی نے ‎ ‎ کھلایا شمع کے جسطرح تن کو گلفشانی نے

پھرین آنکھین نہ سوئین ہم بھی لیں ہو سیدھی کبھی ‎ ‎ یونہین سونا سکھایا تھا انھین خواب جوانی نے

جھکین گردن الٹی آنکھین دیکھلو سینہ کی بھی چھاتین ‎ ‎ خبر لو سر اوٹھایا ہی بہت اوٹھتی جوانی نے

قدم اونکی بھی ٹھہری چال چلتی آگے ترتیب پر ‎ ‎ نشان کیسا مٹایا تھا ہماری بے نشانی نے

کھلین آنکھین نہ سوئین ہم بھی اونسی جو نہین پوری ‎ ‎ بھری تھی نیند ایسی اونکی آنکھوں مین جوانی نے

یہ حالت تھی کہ منہ بیٹھے ہو دیکھا کیے ہم بھی ‎ ‎ کلیجا رکھدیا ہاتھوں سے ملکر ناتوانی نے

وہی تھی سوکھے اوٹھنی ہین جو نکلی اشک تن بنکے ‎ ‎ بکھرے تھی کہ نکلکر موتی آنکھوں سے جوانی نے

عصا کی بھی کمر دوہری ہوئی جاتی ہی لنگر سی ‎ ‎ یہ ہم پر بوجھ ڈالا ہے ہماری ناتوانی نے

قبا مسکی پسینہ آگیا گرمی سی کی اُف اُف ‎ ‎ لگایا جب گلے اچھی طرح اونکو جوانی نے

ردا سرکی ہی سر کی ہی خبر کچھ بھی نہ تھی سوتے نہین ‎ ‎ انھین بہو بیٹیوں سے سر اوٹھایا جوانی نے

غزل ١٤٢

شعر ٩

کم ہو گئی تھامنا کلیجہ اپنا ماہر نے
کیا کچھ اسطرح رخصت اسے زور جوانی نے

دم مین ہین قالب جگر پاؤن تلے آنے والے
تیکھی نظروں ہی کے کچھ دیکھلے چلنے والے

پھینک دیتا ہو چمن دیکھا ہوا جب دل اپنا
روک لیتی ہین قدم راہ کے چلنے والے

جیسی جلتا ہے اگر پردۂ خاکستر مین
چھپکے چھپکے یون ہی جاتے ہین جلنے والے

تمنے بھی دیکھ لیا آپکے پیچھے ہو تجھے
ادھری قبر سی کترا کے نکلنے والے

ہنسکے روئی سی ہنسی دل مرا بہجاتا ہے
پاؤن جب جاتی کہ دیتی ہین پتا چلنے والے

بو ابھی دور کے دیگئی ہے مجکو خبر
عطر ملتے ہین کلیجہ ترا ملنے والے

دلکو بھی لیلین نہ کیون سبکی بچاکر وہ نظر
کچھ پڑا پاکے اوٹھا لیتی ہین چلنے والے

جگر و دل مرے مرتے ہین مٹو نزع مین ہون
ساتھ اکدم کے کئی دم ہین نکلنے والے

لینے آئی نہ اونھیں سے تو چمن کیون ماہر

شعر ۱۲	آج ہیں سیر کو وہ گھر سی نکلنے والے	غزل ۱۳۲۳

تمہارے حسن کا رشک آشکار ہو جائے
مژہ بلائین جو بی دل نثار ہو جائے

نہ خال ہی جو وہ خط مہر دار ہو جائے
تو فردِ حسن کبھی بی اعتبار ہو جائے

اولجھ کے صورتِ زنجیر ہر نفس ٹوٹے
جنون مین دل جو کبھی بیقرار ہو جائے

گر آہِ سرد کی تاثیر آبرو بخشے
ہر اشک چشم دُرِ ابدار ہو جائے

وہ ہون جو روشنیِ شمعِ پردہ فانوس
تو کیون نہ حسن کلیجے کے پار ہو جائے

وہ دل جلا ہون لحد سی اگر نکل آئے
ہر استخوان مرا شمعِ مزار ہو جائے

یہ دن چڑھے سے ہی ہر روز کی مراد فلک
شعاعِ مہر یونہین سبکو دار ہو جائے

مین مثلِ بارشِ باران جو بند کرون
تو آب آب کی ہر سو پکار ہو جائے

مثال کلک مصور چلو ادا سی اگر
قدم کے نقش مین نقش و نگار ہو جائے

دکھاؤن خاک کو پڑ دیکھین مین غشِ عشق
دھوان جگر کا زمین کا بخار ہو جائے

ابھی نہ رُوئی مجھی کوئی گو ہوا ہون تمام | زمین کا پہلے کلیجہ فگار ہو جائے

غزل ۱۳۴

ہماری خاک کی اوٹھ بیٹھ کہتی ہے ماہر
نثار او سپہ پشت غبار ہو جائے

شعر ۷۵

حسین فقط اسی تحریک سے سفر مین رہے | بدن سے بو بھی جو نکلی تو یہ سفر مین رہے

کسی کو یاد کیا خود سے گئے گھر مین رہے | اونہین بھی دیکھ لو جو حسرت نظر مین رہے

تمام عمر تو ہین چاک بھی جگر مین رہے | کہ جیسے تیغ کسو کی کمر مین رہے

رہے بھی گر تو وہ کن شیخیون سے گھر مین رہے | کہ آنکھ مین کبھی دل مین کبھی جگر مین رہے

کشش ہی کیا ہوا ہر طرح میر گھر مین رہے | نکلکے بھی صفت بوئے عطر بر مین رہے

نشان الفت پر و نہ کیون جگر مین رہے | وہی ہے تیغ سپاہی کی جو کمر مین رہے

بصورت گل بازی ادھر ادھر مین رہے | ہمین تھے وہ نہ سفر مین رہے نہ گھر مین رہے

مثال آئنہ صورت نما جگر مین رہے | حضور سے بھی بیٹھی تو میر بر مین رہے

چراغ خانہ جو ہو کسطرح سفر مین رہے
بڑھی بھی ہم تو کچھ اسطرح سی کہ گھر مین رہے

مثال شیشۂ تصویر دل جگر مین رہے
کھنچے ہزار مگر ہر طرح وہ بر مین رہے

شفق کے نام سی چشم فلک مین خون آوے
لہو کی بوند جو میری دل و جگر مین رہے

خوشی یہی ہی تو بہتر ہے ہتکڑی ہی سہی
مگر وہ ہاتھ ہین شیشیکو جو کمر مین رہے

اسیطرح سی گھٹ بیٹھے دل جلاتے ہین
کہ جسطرح سی نکلکر دھوان اگر مین رہے

نکل چلی جو وہ دل تو یہی دل سمجھی پتا
سفر مین گھر بھی ہا وہ اگر سفر مین رہے

یہ بات سوچ کے پر قینچ مجکو کر صیاد
چمن چھٹا تو کلی بھی نہ میرے پر مین رہے

قیامت آتی ہوئی نصف راہ سے کتجا گے
اوسی ادا سے اگر تیغ اس کمر مین رہے

مثال بحر روان عمر کی سکون گذری
کھلا نہ یہ کہ رہے گھر مین یا سفر مین رہے

کسی کے بالونکے سنبل کو پیچ کیا ملتے
بچے جو زلف سے کچھ بل وہی کمر مین رہے

لحد مین گر دل سودا زدہ کو ہوا الجھن
نفس کیطرح سے گھٹ گھٹکی بو اگر مین رہے

یہ اڑ یو نہ پہ اشارے سے مڑ کے کتنے ہین بال
نہ جسکی حد ہو وہ سودا کے زلف سر مین رہے

قفس مین لیکی نہ کیون آرزو ٹوٹتی کلیان
نشان باغ کا کچھ کچھ تو بال و پر مین رہے

کھو یہ چاندنی سی یون نہ آسکیگی کبھی
مثالِ بدرِ شش جہت ہو تو میری گھر مین رہے

جھپک جھپک کے بلائین نہ لے مژہ کیونکر
وہ نیند ہے جو تری چشمِ بد نظر مین رہے

مجال تھی کہ سوا اسکے کوئی چھو سکتا
وہ دستِ زلف تھی جو بال سی کمر مین رہے

دکھا کے آنکھونکو جلوہ نہ کسطرح چھپ جائے
شرارت اونکی نہ دم بھر کو گر شرر مین رہے

شبِ شباب کٹی خوفِ روزِ پیری مین
تمام رات ہم اندیشۂ سحر مین رہے

بنا دے قطرۂ آبِ روان جو بخت مجھے
روان وطن مین ہون اور سکون سفر مین رہے

یہ حال نازکیون سی ابھی ونکا ہو چکا ہے
چلے جو دل سی ٹہلتی ہوئی جگر مین رہے

نہین نظارۂ چشمِ سیہ سی جائی عجب
مثالِ میل جو سرمہ مری نظر مین رہے

ہماری سوزِ جگر سے اگر نہو خجلت
چھپا کے منھ کو نہ آتش کبھی اگر مین رہے

دبا دبا کے یہ سر کو لحد مین کہتا ہون
چلین نہ وہ نہ دھمک اسطرح جنکی سر مین رہے

شب وصال اگر جاکے صبح فرقت ہو
تمام عمر چمک سی مری جگر مین رہے

بقا اوسی تو انسانکی ہی مثال حباب
ہوا جہانکی نہ کسطرح میرے سر مین رہے

حضور اور ونکی رونے پہ اتنا کہتا ہون
یہ میری سوکھی ہوئی آنکھ بھی نظر مین رہے

مثال آبلہ ادنی کے دکھ سی دکھ ہو مجھے
دبے جو پاؤن سی کانٹا کھٹک سی جی مین رہے

تڑپ کے جان دی شعلہ بھی گر مرے آگے
شرر کیطرح چمک سی مرے جگر مین رہے

حیا نے وصل کی حسرت نہونے دی پوری
وہ آدھے رہ گئے جب آ کے میری گھر مین رہے

مین رکھکے دل کو تہ فرش جب چلا آیا
تمام رات وہ زانو بدلتے گھر مین رہے

عزیز و دوست پہ کیا یہ بھی تفرقہ دکھا
سفر مین جائین مسافر تو جان گھر مین رہے

دکھا کے شمع یہ کہتا ہون رہنے والون سے
یوہین جو دل کو جلائے وہ میرے گھر مین رہے

نہ ترک ہو رہ مقصد مین بہی ادب مجھسے
صدا اکیطرح پس و پیش رہگذر مین رہے

فقط تھی جان ہی سے قدر اس جلے دل کی
جو یون ہی شرر بھی نکلجائے خاک اگر مین ہے

ملا ہے دل سی اگر دلی تو ہو کبھی یہ بھی
کہین نہ آنکھون مین آنکھین نظر نظر مین ہے

ہماری ہاتھ بہت بڑھ گئے تھے ہجر کی شب
نشان چاک گریبان نکیون سحر مین ہے

نکل چلے کبھی بیہوش ہو کے گر ادہر نہین لینے
خبر وہ پائی کہ یہان در کے پاؤن پر ہے

وہ کیا چراغ مرے دل کو جب بنکے بہلائے
جو خون بنکے ٹپکے تو ہے سحر نظر مین ہے

نہ خواب ناز مین کیون نیم باز رہجائے
جہانکی نیند جو اوس چشم نیم نظر مین ہے

یہ سر کو کھینچ کے کہتی ہے دشت مین وحشت
جو پاؤن توڑ کے نکلے تو خار سر مین ہے

نہ تاب آئی بدن سی نکل کھڑی ہوئی جان
تڑپ تڑپ کے جب آن مر جگر مین ہے

ہراس فوج سی افسر کو کیون ہراس نہو
قدم نفس کا جو اوکھڑے نہ دم جگر مین ہے

ہزارون منزل مقصد پہ سیکڑون پہونچے
تمام عمر ہمین سے کہ رہگذر مین ہے

اوٹھائے شہ کو تو جاتے ہین قافلے والے
تھکے ہوونکی بھی حالت ذرا نظر مین ہے

مثالِ خانۂ تصویر جائی کیدھر نہین
خودی کو چھوڑ کے آئے تو بیخبر گھر مین رہے

حضور حسن محبت بھی ہی طلسم کوئی
کھلین تو دانت ہنسی مین چاک جگر مین رہے

نزاکتو نمین یہ تحریک ہو گئی آفت
دہن سے بات جو نکلی تو وہ نہ گھر مین رہے

چھٹر کے قید سے لائی تو ہے مجھے طاقت
مگر جو پر تھے اوکھڑ کے قفس کے در مین رہے

قدم سے آئنہ خانہ غریب خانہ ہے
وہ ایک بھی ہون تو بستی تمام گھر مین رہے

تمہاری حسن نی ہرجائی کر دیا تمکو
ادہر تو گود مین بیٹھے ادہر جگر مین رہے

نجانین گھر سے وہ کیونکر نکل کھڑے ہین آج
چلے پھر سے اٹھین ایسی جگہ مین رہے

نہ جان نے بھی جگہ قبر تنگ مین پائی
ہما مین تھی وہ کہ قیامت تک ایسی گھر مین رہے

کہین نہ راہ مین نیچی قدم کے آجائے
گرہ مین جو ہے اس آنچل کے وہ نظر مین رہے

جو عکس آئنہ کیطرح آتے جاتے ہین
اب اونکے واسطے کس نے کی وہ گھر مین رہے

کتاب کھینچی شکنجے مین کہتی ہی سب سے
گذر پر آئے تو اسطرح جیسے بھی گھر مین رہے

بچا نہ دل نہ رہی جان نہ جگر چھوڑا
اُجاڑ کر کے مجھے آباد اپنے گھر میں رہے

ہوں مرغِ قبلہ نما کون ہو مرا مہمان
مری طرح سے جو تڑپے وہ میرے گھر میں رہے

وہ عکس آئینہ بنکر مرے ہوئے مہمان
چھٹے حباب ہی سے خود بھی تو گھیر گھر میں رہے

مثال تار کھنچے جنتر میں کیا سرکش
کشیدہ قد ہوا اتنا کہ پھر نہ گھر میں رہے

سلامتی ہی ہے طبیعت پسند ایسے آپ
رہے نہ گھر میں کبھی راہ رو تو رہ میں رہے

حضور آئینہ میں دیکھیے کہیں اور بھی تو
وہ آپ ہیں کہ جو بیٹھ کے بھی جگر میں رہے

مثالِ ساکنِ کشتی مجھے یہ حیرت ہے
قدم جو گھر میں ہیں کہہ دوں تو گھر سفر میں رہے

یہ سر میں توڑ کے کہتا ہے خارِ خانۂ جنون
قدم کا خار قدم میں تو سر کا سر میں رہے

دمِ حباب نجانے کہ کیا کا ہو گیا کیا
یہاں یہ حشر ہوا آپ اُدھر اِدھر میں رہے

نفس کے سینہ ویراں سے جب قدم اُکھڑے
کہا یہ دل نے ہمیں تھے کہ ایسے گھر میں رہے

بھرا ہوا ہی یوں ہیں مجھ سے خانۂ ویران
کہ جیسے ایک اداسی تمام گھر میں رہے

شعر ۹	کچھہ اسطرح سے بجھا ہے دل اندرون ماہر مجال کیا ہے کہ جلتا چراغ گھر مین رہے	غزل ۱۳۵

کیونکر رہے رگون مین لہو جوش مار کے
نشتر پڑین جو موج ہوائی بہار کے

گر ہین یہی عروج جنونِ بہار کے
اک دن شفق بنین گے لہو جوش مار کے

ساقی کرم یہ دیکھہ لے ابر بہار کے
پانی دیا زمین کو تو پھیرا او تار کے

تابوت سے نشیب مین آئے مزار کے
قصے ہوئی تمام چڑھاؤ اوتار کے

ہمسر مرے بنے ہین سر او نیز او تار کے
پردے گرینگے پایۂ سی کیون اعتبار کے

شمعین نہین مزار پہ مجھہ بیقرار کے
یہ مغزِ استخوان ہین زمان فشار کے

جب گُل کیے چراغ ہماری مزار کے
خلعت دیئے ہوا کو زمین نے غبار کے

چھپتے ہین اشک کچھہ مژۂ اشکبار کے
تارے جو ٹوٹتے ہین شبِ انتظار کے

عریان تنی مین لطف نہ گر ہون بہار کے
پھینکے ہوا نہ گرد کا جامہ اوتار کے

اسنے تو کوئی کی تیغ نگہ بہی ہی فشار
کیون میرے آڑے آگئے تختے مزار کے

کھلواؤ منہ نہ قوتِ بازو کو رہنے دو
کاٹی نہ رات ہجر کی تلوارین مار کے

گر یاد عادتین ہون تو شانہ ہلا دو تم
کچھ سو رہے ہین چلین یہی تھامزار کے

سبزے کو ہے بساط بھر اپنی مرا خیال
رہنے دین گریہ دور زمانے والے مزار کے

دہان حسن سبز ہو گیا یہان نیلگون ہو گئین
پھیلی جو زہر شعر مئہ و نبالہ وار کے

پیچ و خمِ غبار کی سلسلے سی ہو اخیر
ڈہانچے نہون کہین یہ مرے جسمِ زار کے

اتنا تھا بس وجود و عدم مین ہمارے فرق
پتلے تھے پہلے خاک کے اب ہین غبار کے

تم میری نبض دیکھکے چپکے ہی ہو رہے
یہ کچھ اشارے ہین طلبِ احتضار کے

پھوٹی کلی نہ منہ سی کوئی باغ مین کبھی
بہت تھک گیا قفس مین گلو کو پکار کے

اتنا بھی میرا ساتھ کسی نے نہین دیا
جتنا کہ ساتھ دے گئے تختے مزار کے

بھولے کو لات مار کے ادھر اداسے وہ
جب پتنگ یاد آئے دلِ بیقرار کے

کم ملی یہ بھی مجھے آنیکی ہو امید ‏ — گر کھل کے کچھ کہین کبھی تجھسے مزار کے

ملتی جہانہین چین کو جا کسطرح کہین — پھیلے ہوئے تھے درد دل بیقرار کے

اب ٹوٹے بازوؤنکی مین تدبیر کیا کرون — توڑا قفس کے در کو تو پر مار مار کے

کھنچ کھنچ کے جان آئے تشنج ہو نزع ہو — ٹوٹین نہ ہاتھ پاؤن کسی بادہ خوار کے

اے شب مین ایک چارہ تدبیر نہین کیا کرون — دل بھی بجھا چراغ بھی تیرے مزار کے

ناآشنائی غم او نہین بھی نجوم چرخ — پھول اڑ گئے ہوا جو میرے مزار کے

گستاخی ملائکہ پر مین نے یہ کہا — یہ تو نہ حکم تھے مرے پروردگار کے

دیوانگان عشق پہ بارش مین وہ کھلو — نشتر بھری تھی دل مین جو ابر بہار کے

وحشت مین دل اٹھا چکا ہے لحد کا سنگ — اٹھجائین لوگ پاس سے میرے مزار کے

وہ مست ہو گیا نہو جو مینا نہین کبھی — خود جوش بادہ لا ہین شیشہ اتار کے

اے آبرو نکلی تو بھی دیکھ ہے یہ کون — باتین ڈھیس سی کرتے ہین تجھسے مزار کے

کیون خود ہی سبزہ رنگ نہون مثل آئینہ — پلٹے ہین کچھ اثر نظر زہر دار سے

ہمراہ بوئی غنچہ کرو تم بھی سیر باغ — سب قفل کہلگئی ہین طلسم بہار کے

مین نی عجب نگاہ سے دیکھا نشیب قبر — نزدیک لوگ لائی جو تابوت اوتار کے

برباد اس خطا پہ ہوئی ہی ہماری خاک — کیون دل مین گھر کیا تہا زمین مزار کے

دشمن یہی ہین تمہارے سب اعضا ہون تو سہی — بازو تو بھر گئے مجھے تلوارین مار کے

لین شمع نی بلائین جو بیکس کی قبر کی — رخصت ہوے چراغ بھی سر کو اوتار کے

خود بھی نگاہ خلق سی پنہان ہوئی ہوا — نقشے بگاڑے اور ہمارے غبار کے

مجرم ہون جو زشت عمل سی خود اونگلیان — پھندی پڑگئی مین تیغ مضراب تار کے

آنکھین مریطر سے پھیرین آئینہ سی بھی — بیٹھے سامنے ہی جو زلفین سنوار کے

سینہ پہ اونکا ہاتھ جب آیا قرار رہتا — یہ بھی ہین طرفہ درد دل بیقرار کے

کیونکر رود غنا کا نہ مطرب ادب کرین — مضراب سے سر جاتی ہی جاوے پہ تار کے

آئی نہ میری شکل کی چھاؤں بھی ایک میں
نقشے ہوا نے لاکھ بنائے غبار کے

سرنج فشار اوٹھا کے جو سنبھلا نہیں ہے دل
چھاتی پہ ہاتھ رکھے ہیں تختے مزار کے

اکرے نشان پاے کسی وضع کو پسند
نقشے زمین دکھاتی ہے تجکو مزار کے

میری عدم کی شکل کے مشتاق ہیں جو لوگ
پردے اولٹ دیے ہیں ہوا نے غبار کے

کیونکر بچیں نہ عقرب ابرو و مار زلف
آفت ہیں نیش سرمہ و دنبالہ دار کے

اللہ ری پاس خاطر دل مردگان خاک
پانی پیا زمین نے تو مدفن پہ وار کے

یہ اپنا اپنا بخت پسینہ پہ رشک کیا
دھوئی وہ پاؤں سرمہ و دنبالہ دار کے

طول امل کی بات ہوئی کچھ جو گوش زد
زخمہ ہٹ آئے چوم کے قدمونکو تار کے

صیاد قید زیست سے بھی میں تو چھٹ گیا
اب کیا تو دیکھتا ہے قفس کو اوتار کے

اہل غنا مریں تو سمجھ یہ بھی مکر ہے
دم ہے سقوط نبض ہے بھی تن میں تار کے

آیا ہوں طی ارض جہان کرکے تا لحد
کتنے ہیں پیچ و خم مری سرنوشت غبار کے

کیون آفتاب حشر سی مانگین نہ سب پناہ
پھنکا تھا مین نے زخم سے پھاہا اوتار کے

ہمتو ہین پی نصیب جنہین پیار کرے
دھو دھو کے پاؤن سرمۂ دنبالہ دار کے

آفت ہی کر رہے ہین اشارون مین انگلیان
گھر کر لیا ہے دل مین جو مضراب تار کے

بیدرد جیتے ہین او نہین موئے بدن کہین
گر کھائے نشتر انکو اوگلدون بہار کے

ذی ہمتو فشار مین اب جی نہ ہارنا
کُھلتے ہین گو یہ دم مین شکنجے مزار کے

اس چین ہی تو درد بھی تہمتہا ہجر کا
کیا کر دیا یہ دل کو لحد پر پکار کے

یون چھوڑ کر گیا ہے فشار لحد مجھے
سر پائینتی ہی پاؤن سرہانے مزار کے

آنسو زمین پی گئے مجھے دے رہی ہی نذر
یہ کون رو رہا ہے سرہانے مزار کے

سب مل کے دفن خاک کے پتلونکا دیکھ لین
خشکی مین ڈوبتے ہین سفینے غبار کے

مجرم ہم بحر بحیر تو مرسل یہ بول اوٹھے
ہم بھی گناہگار ہین پروردگار کے

ناجنس بھی قریب ہین مین ہی ہن مستعد
تم ہی سدہار و لوگ بھی جائین مزار کے

غزل ۱۳۶	ماہر کو صور حشر کی بھی کچھ خبر نہو سوتے دین گر یہ دوڑتے والے مزار کے	شعر ۱۰

تصویر نیم رخ کی طرح ناتوان رہے
ہے کون کم نصیب جو یون نیمجان رہے

صیاد کچھ تو اہل قفس کا نشان رہے
ہم ہون نہون چمن مین مگر آشیان رہے

لو کیون ہلی نہ شمع جو محو بیان رہے
دل مین لگی ہو آگ تو کیونکر زبان رہے

گھر مین بسے کسی کے تو دلمین بہان رہے
دیکھو خدا کی شان کہان تہی کہان رہے

دیدین بہی سمجھکے مری دل کو دلربا
پہیرین گر تو در وہمارا کہان رہے

جاتا ہون باغبان سے پکڑ کر قفس مین بیٹ
تنکا یہان بہی تو مرا آشیان رہے

اتنا بھی تو کھلا نہ ہمین قبر تار مین
پروردگار آئے کہان سے کہان رہے

ہو کین ہوا سے منتشر خانہ حباب
گر مین نہون کمین تو بقدر دم بھر مکان رہے

امی قبر کس طرح سے لگا یا تہا یہ گلے
نہ مغز ہی رہا نہ مری استخوان رہے

پیسا تھا بگلناہ ستایا تھا جنگلا — سر پر نہ آسمان کے بھی کیون آسمان رہے

کچھ ہمسے مرنیوالا ہے زندہ تجھی سی نام — تا حشر اے لحد تیرا نام ونشان رہے

انکار میرے گھر سے فقط اس کا ہے سبب — دل مین اگر رہے تو مری جان کہان رہے

کہتا ہے اوٹھکے زور مین یہ درد دل مرا — یا مین رہون زمین پہ یا آسمان رہے

آتی ہی یہ مٹے ہوؤنکی قبر سے صدا — دنیا مین ہم نہون مگر اپنا نشان رہے

کیا یونہی مر گئے تھے جوانان عشق باز — دم توڑنیکے خاک پہ برسون نشان رہے

ہم اپنی راہ آئے تھے جاتے ہین اپنی راہ — دنیا رہے زمین رہے آسمان رہے

غزل ۱۳۷ — دود جگر سے آج ہے ماہر مقابلہ / پشتی پہ آسمانکی نہ کیون آسمان رہے — شعر ۴۳

چھلکا کے جام پاس سے ساقی جو ہٹ گئے — مستونکے قلب صورت انگور پھٹ گئے

اتنا ہوا حضور کے رتبے نہ گھٹ گئے — دل دل سے ملگیا جو گلے سے لپٹ گئے

بیرنگ طبع ہوگئی بستر سے ہٹ گئے
گل جب ہنسی ہنسی مین بہ نیے لپٹ گئے

سیج ہے مقام رنج ہی دلمین وہ کٹ گئے
پھولون سے پھول نغز شبہ اونکی لپٹ گئے

وہ اک ادا سکھا کے صبا کو جو ہٹ گئے
غنچے نکے دل گلو نکے کلیجے الٹ گئے

نام اونکا پنکھڑی ہوا رتبے بھی گھٹ گئے
گل اونکا حسن دیکھ کے دل مین پہٹ گئے

یہ کیسی پیارے ہاتھ لگا کر وہ ہٹ گئے
پھاہون سے زخم زخم سی پھاہے لپٹ گئے

جوبن جو دیدنی تھا جوانان باغ کا
گل کی جلسرا کے بھی پردے ہی ولٹ گئے

تنگی خانہ باغ جہان تجھپہ کھلگئی
بوکے بھی پاؤن پیلی ہوئی جب سمٹ گئے

ممنون انقلاب ہون تیرا فلک مین کیون
ادے ہوئے نصیب ہیدن الٹ گئے

دفتر گنہ کا دیکھکے کی وہ لحد مین آہ
مثل ورق زمین کے طبقے الٹ گئے

پھوٹے پھپھولے کب مرکیف شرا مین
تابش مین آفتاب کی انگور پھٹ گئے

پہچھ بھی ہو اعتبار تمہارے مزاج کا
آئے تو بے بلائے بلایا تو ہٹ گئے

پیچ ہے تقاضا سن کا بھی آفت ہی قہر ہے — جو کیطرح سے جبسی نہ ملے وہ لپٹ گئے

ہنگامِ نزع آگئی جب یاد قبر تنگ — پھیلے ہوئے ہو جو پاؤن مرے تھے سمٹ گئے

کیسی بہار سب یہ یا صفت کے رنگ ہین — قینچی جو باغبانکی چلی پھول کٹ گئے

دشمن کی دشمنی سی یہ ہین تخت ہے تو — جیسے اوٹھا کے زخم تبر نخل چھٹ گئے

اہل ریاض سی نہ لڑا انکو سہل جان — دہقانکے پاؤن کھیت کے کس زور ہٹ گئے

حتیا وایک نوع کی پرواز یہ بھی تھی — تنکے اوڑے قفس کے مرے پر جو کٹ گئے

دل دیکے بوسہ پاؤن تو کیونکر نہ خوش ہوئین — سودا بکا تو دام بھی بایع کی بٹ گئے

کیا شی یہ قت بد ہے کہ سمجھا وسی بھی لطف — شعلے سقر کے مجھسے جو بڑھکر لپٹ گئے

مجرم وہ تھا ہوئی جو مری حشر مین پکار — ہمجرم حقیقی تھی مری پہلو سی ہٹ گئے

کیون سخت جان بھی درِ فلک مین نہ زار ہون — جب چرخ پر چڑھے تو نگینہ بھی گھٹ گئے

دنیا کی نفرتون سی بڑھی درد اور بھی — دل پٹ گیا تو زخم کے انگور پھٹ گئے

تلوار رہزنوں نے اٹھائی او نپہ کسطرح
رستے ہی سی غریب مسافر جو کٹ گئے

سوتی ہین اک نہ اک کی ہم آغوش وہ رہے
اوتری قبا تو پھول بدن سے لپٹ گئے

جو نیک تھے نہ حشر کے مجمع مین دو رکے
اہل گنہ کو جسنے ہٹایا یہ ہٹ گئے

ناحق کی چھیڑ مین لا ئینگی رنگ اکدن جنون
غنچون کے دل نسیم سی آخر کو پھٹ گئے

بوس و کنار بلبل و گل دیکھتے ہو کیا
تم تھوڑی ہو کے جو لگایا تو ہٹ گئے

لیجاؤ نار مین جسے سنا غل جو حشر مین
سر کو جھکا کے آپ گنہگار ہٹ گئے

کہتے تھے بلبلو نسی کہ نالے کرو نہ یون
پردے گلون کے گوش کے آخر کو پھٹ گئے

غنچون نے سوز بانو نپہ بدلی نہ اپنی بات
اک آپ ہین کہ بات کہی و پلٹ گئے

کیونکر مری وہ کھوانے دکھائی جہانکی دال
اللہ میری دردو نالے پہ ہٹ گئے

دیکھا جو نے کیا گل و بلبل مین جب دم
طائر تک اپنی اپنی نشیمن مین ہٹ گئے

سینے پہ پوتتو لطف اسے دیکھیے ضد مین
مشتاق دل پہ ہاتھ جب آیا تو ہٹ گئے

یہان نصف رات اک گرہ سخت ہوگئی
سوتین وہان جو بال کمر سی لپٹ گئے

سچ ہے پناہ مانگیے تر سی نگاہ سے
پردے سے جو ادھر ہوئے بیٹھے تھے ہٹ گئے

ای عیب پوش حشر مجہی بہی ہو کوئی حکم
اب کیا ہے ڈھونڈنے ہامین کہ بہی لوگ ہٹ گئے

اوسوقت میری خاک پریشان نے رو دیا
جام گلی سی جب لب نازک لپٹ گئے

شاید ہون میرے قلب کے ٹکڑون سے ہم عدد
لشکر ہزار ہا انہی حسرت مین کٹ گئے

طالب ہم اونکے وصل کے ہین اوہر نصیب
پرچھائین کو جو دیکھکے پروین ہٹ گئے

جب رنگ عفو حشر مین چہرہ پہ آگیا
بیجرم مجرمون کی کمر سے لپٹ گئے

غزل ۱۳۸

ماہر غزل نہ کہئے یہ سنتا ہر اک سی کون
خامے سے بہی یہ کم تھے جو میدان ہٹ گئے

شعر ۳

دلونکا ورد نہ کسطرح ہو بیانکے لیئے
زبان مرے لیئے ہی مزا زبان کے لیئے

فروغ شمع نکیون ہو مرے بیان کے لیئے
کھلا ہون سر سے قدم تا نقط زبان کے لیئے

جہان کے عیش نہ کیون غم ہون اک جہان کے لیے | کہ دور دور ہے گردش ہو آسمان کے لیے

یہ حد تھی میرے پھڑکنے کی بوستان کے لیے | قفس کی تیلیان لایا ہون آشیان کے لیے

یہ کم تھی بات پتنگون کی سوز جان کے لیے | زبان شمع ہو گلگیر کے دہان کے لیے

پھڑک پھڑک کی ہائے میں بوستان کے لیے | کہ منہ قفس کا بھی کھلنے لگا فغان کے لیے

نصیب سوختہ وہ ہون کہ وہ بھی برق بنی | جو لاؤن خشکی بھی تنکا آشیان کے لیے

فلک نے برق کی گردش کی رمز کو سمجھا | تلاش تھی مجھی جگنو کی آشیان کے لیے

سبب ہے کیف فلک کا مری عرق ریزی | یہی شراب تھی مینا آسمان کے لیے

اوسیکو ڈھونڈھتے میں دیکھا اوجڑتی آنکھون سے | جہان میں تنکا چنتی تھی جس آشیان کے لیے

چھپاؤ لاکھ یہ کہتی ہے نقل باتون کی | زبان بنی تھی تمہاری مری دہان کے لیے

خدا کی شان کہ ہون میرے عکس داغ نجوم | مجھے جو دے وہی ہون رنج آسمان کے لیے

مین سب فنا ہی تو ہونگا ابتدا میں اور فنا | نشان کیون مٹے جاتے ہین نشان کے لیے

ہے ایک تو کہ عمل باغ بھر مین ہے جسکا — ہم ایک تھے کہ ملی جا نہ آشیان کے لیے

ستمگر و ستم ایجادیان چلی جائین — نہ اوٹھ رہے کوئی بیداد آسمان کے لیے

دکھا جو قلب تو صیاد نے کہا کمبخت — اوٹھا رکھا تھا یہ درد آج کی فغان کے لیے

جگہ نچھوڑ نکلنے دے نام کو اپنے — سکون مفر نہین جلتی ہوئی دوکان کے لیے

اونہین مین جمع جوانی ہوئی ہی عالم کی — شباب چھوڑ گیا سبکو اک جوان کے لیے

اوسی نے نام ستمگر ہوا ہی گردون کا — جفا جو چھوڑ دی تھی تمنا آسمان کے لیے

لکھا ہوا مری قسمت کا صاف کہتا ہے — جبین بنی تھی تری سنگ آستان کے لیے

نہ ساتھ دین مرا صیاد گر تو کیا ہوگا — ہزار اسیر قفس بیٹھی ہین فغان کے لیے

دنی سی بعد سے بہتر ہے گو عروج ہو خاک — زمین پست ہوئی فرق آسمان کے لیے

نہین مجھی کو تلاش مسافران عدم — ہوا بھی خاک اوڑاتی ہے کاروان کے لیے

اوسی سی کھلگیا حال تفرقہ سارا — پر و نہین تیلیان اونکی تھین چمنستان کے لیے

ہماری سایہ فگنی بھی رخ پہ سلطنت کا کیا
ہما زمین پہ گرے چند استخوان کے لیے

زبان بغیر جو خوش ہیں وہ کون ہیں اے موج
زبان پا کے تڑپتا ہو جیسے زبان کے لیے

شب فراق میں ہو نگا کہکشان کی طرح
کمر کسی ہے جو گردون نے امتحان کے لیے

قفس میں ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں کہ ہی صیاد
پھڑک رہا ہوں میں کس طرح بوستان کے لیے

چمن چھٹا بھی تو کب چھوٹ سکے گی حسرت دل
کھلا تھا منہ بھی نہ پورا ابھی فغان کے لیے

غزل ۱۳۹ — قلم کو کیون نہ مین ہمدرد سمجھون اے آماہر
نگار دل ہو مرا بھی نہ ہین زبان کے لیے — شعر ۳۶

صاحب جمال بھی تو گرسنہ یوہین رہے
خاتم کے کیون شکم پہ نہ سنگ نگین رہے

چند مین خاک ہو گئے نہ زیر زمین رہے
پروردگار ہم نہ ہمین نا دہین رہے

نامی بھی نام ہونگے مقابل جو ہین رہے
جیسی نگین ہی کلہ بہ کلہ نگین رہے

ترتیب ہم کہین ہین ہم عصا کہین رہے
پیمانے تو بھیل پچ کے زیر زمین رہے

ہم کیا عجب جو غیر کے غم مین حزین رہے
دکھتا ہے دل ہی درد بدن مین کہین رہے

جو جسجگہ ہو چیز تو اوسکی وہین رہے
مین ہون کہین کہین ہو اور دل کہین رہے

گر بندگی نہ عادت اہل کمال ہو
کاغذ پہ کیون نگین کا نشان جبین رہے

پامالیونکا غل ہے ہوا بر خلاف ہے
کیونکر غبار جسم کے جا نشین کہین رہے

اونچی فقیر اوسکے ہین یہ ہمارا حال
شہر و نشین گہ پھر کے ابھی صحرا نشین رہے

زخم جگر اوٹھا کے جو پیدا کیا تھا نام
خاتم کے سر کا تاج جہان مین نگین رہے

اہل جہاز سی تو سنا حال بحر سب
وہ کیا کہے جو موج کا کشتی نشین رہے

مانند شمع ہے وہ کلائی ضیا فگن
روشن نہ کیون کنول کیطرح آستین رہے

نازک گلی مین یون نظر آتا ہے رنگ خون
شیشے مین جسطرح کہ مئے آتشین رہے

حکم بہار ابکی یہ آیا ہے باغ مین
ہو گل کی رگ سی نرم جو کانٹا کہین رہے

کیا نامیونکی قدر ہے اے اہل بزم واہ
بیرون حد حلقہ خاتم نگین رہے

اے دوست تیری دید کی حسرت ہے اسطرح
مین بھی وہ ہون جو بیچ مین پردہ گزین رہے

آخر زمین پہ لائی ڈبوکر ہوائی دل
کیون اتنا شوق مجھ مین سفینہ نشین رہے

تحقیق مکان مین وضع کو چھوڑین نہ اہل نام
تنگی اوٹھائے گھر کے نہ باہر نگین رہے

گم گشتہ اہل نام رہے یوہین دہر مین
گردش نصیب ہاتھ مین جیسے نگین رہے

گذرا ہے دل مین کسطرح سی خیال زلف
کیونکر نہ کوچہ رگ جان عنبرین رہے

شیشہ حیا سے بن تو جلے دل مری طرح
آنکھون مین آب ہو تو جگر آتشین رہے

چھوڑین مکان تنگ نہ اصحاب نام
تنگ کیا یہ حال کہ تختہ نگین رہے

پھونکا تھا کچھ ہوانے حبابون کے کان مین
دریا بھی کیون نہ موج سے چین بر جبین رہے

اوس دل کے ڈوبنے کو نہ پوچھو کہ اہل بحر
جو موج دود آہ کا کشتی نشین رہے

ہم بیکسون کی ناؤ ڈبونے سے کیا ملا
خود بھی تباہ موجہ دریا چین رہے

اک تھی ہوا کہ خاک اڑا کر چلی گئی
اک مین کہ ہون طپان تو نہ باقی زمین رہے

غزل ۱۴۰ — شعر ۱۰

ہیر کو قدر رہے دہن اشک بھی عزیز
تارا صدف کی آنکھ کا در ثمین رہے

تا ہی ہوں اختیار مین تیری محال ہے / اتنا مجھے لے ہاتھ کے باہر نگین رہے

ہم سے فقیر گھر کا نشان کیا کسیکو دین / سایہ کیطرح گاہ کہین گہہ کہین رہے

بے گھر کے خاک وڑا رہے ہین جیسیان قبر / یا ہم تڑپ تڑپ کے رہین یا زمین رہے

کیون پھیر تنے نہ سب کرین صاحبان نام / شاہون سے بھی تو منہ کو پھیرا نگین رہے

نہ ہونکا شاہت ہو بد مزاج نام / چھواؤ کیون نہ تم نہ چڑھی آستین رہے

کہتے تھے … وہ تو کو زیبا نہین غرور / لو خوش ہو تم بھی بات کے قابل نہین رہے

قاتل سمجھ کے ہاتھ کو کوئی نہ تھام لے / دیکھو مری لہو سی الگ آستین رہے

ای عشق کے ضرر سے جگر اس طرح سے کھا / دل مین جو درد وہ وہین کا وہین رہے

نکلے یا شر زرق اگر آخر غیور بھی / اللہ کے فقیر جہان تھی وہین رہے

تمہاری بروی پر مُو سا ہی نشتر بھی | یہ وہ ہے تیغ کہ خنجر ہین جسکی جوہر بھی

روان ہی عمر کے ہمراہ قلب مضطر بھی | سفر مین ہی ہی سفینہ پڑے لنگر بھی

خوشا مرض کہ عیادت کو آئے دلبر بھی | پھرا یہ سر کہ مرا پھر گیا مقدر بھی

دکھا یہ جذب تو ای حلق خشک و تر بھی | سمٹ کے بوند ہو پانی کی آب خنجر بھی

جفا جفا پہ ہو ٹھہرے نہ ہاتھ دم بھر بھی | تمہارا نام ہے سفاک بھی ستمگر بھی

بڑھاپے مین نہ بشر کا ہو کیون زوال بصر | سحر کو ہوتی ہے نور چشم اختر بھی

جواب دون تجھی ای عیب بین بھیڑ مین کیا | کہ نہ کیطرح سی گھیرے ہین اہل محشر بھی

جنون کا خون بھی فصاد کیا ڈرانا تھا | کہ مین بھی غش مین ہون بیدم نشتر بھی

لگی تھی جان مری جسطرح سے خنجر مین | گرا نہ پیاس مین پانی پہ یون کبوتر بھی

لفافہ کرکے مین قاصد کو خط نہ دون کیونکر | کہ ہے نظر مین گرد بازی کبوتر بھی

ہماری خون بہی لتی تو اد نہین جان ٹرپی | کہ مثل پتلا ورٹر ہین نشترونکے جوہر بھی

نہ کم سنی میں اونہیں کسطرح غش آجاتا — لہو کو دیکھ کے اولٹا پڑا ہی نشتر بھی

نہ بعد ذبح مری ہوگا اک ونہیں کو ملال — کریگا ایک لہو پانی اپنا خنجر بھی

جنون نکیون ہو مجھی انتظار قاصد مین — جو خط کو لکھو مین تو تنکی چنین کبوتر بھی

علاوہ اونکی ادا کے مجھے یہ رونا ہے — کریگا ذبح مجھی منہ پھیر کے خنجر بھی

مری نہ ہو نہ سکے اونکی حد کو پہنچین گے — زمین سی اوٹھکی فلک بند ہون کبوتر بھی

وہ مجھسے کہ جو کہین عیب پشیمان تیری — کھڑا ہو نہین بھی تیرے آگے اہل محشر بھی

کسیکی نیند کا کیا ہے فتنہ جگر کو خیال — ٹھہر ٹھہر کے تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

جنون نہین کیون مرض اد سکے نہ ہوش اوڑتے — رگون کو دیکھ کے کچھ پھر گیا ہے نشتر بھی

تمہاری گیسو نہین جادل بلا مین پھنسا — نہ کھائی ٹھوکرین ظلمت کی آب سکندر بھی

سبب یہہ تھا کہ لہو دوڑ کر جگر لایا — جگر بھی ڈھونڈتا تھا تمکو قلب مضطر بھی

ہوا ایک حال تو آنسو وہ پونچھین دامن سے — ہمارے اشک تو قطرہ بھی ہین سمندر بھی

اوسیکے بخت سے ہستی کا مرا دل جو ای نصیب
لپٹ گیا لب نازک سی جسکے ساغر بھی

یہ کیا مری غزل نو نے بچہ نے کہا یا رب
کہ ہٹ کھڑی ہوئی ہو کر غزل بھی اہل ہنر بھی

تمہاری بوئے بدن ہے نہ کیون ہو مین بیخود
لپٹ گیا ہے خود اپنے سے آپ بستر بھی

چلو نہ تمنے لیا ہوگا کھوئی دل کو مرے
یوہین تھا نام فقط دلربا بھی دلبر بھی

قریب تھا تری رحمت اگر نہ کام آئے
پگھلتے [illegible] ہون شفیعان محشر بھی

مری حساب مین تھی جو پیش آئی ہے
کھڑے ہین سر کو جھکائی سب اہل محشر بھی

یہ کس کا حال ہی کہتے ہین نیند مین شب وصل
لے یہ کیا کہ جھپکتی ہی چشم اختر بھی

یوہین رہینگی دھلکتی رگین گر ای فصاد
تڑپ کی طرح الگ جا پڑیگا نشتر بھی

یہ کیا وہ ہاتھ کو رکھکر چلے گئے تھی جہان
اوسی جگہ پہ تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

فساد کرکے الگ ہوگئی جو اونکی مژہ
کھٹک گئی مری بگڑی لہو سی نشتر بھی

ہماری ہجر کی سانسو نکا ہے اثر سارا
کرے شرارت کو کیون نہ بائین صرصر بھی

نگرگ دیکھکے شاکی ہون آسمانکا مین کیا
زمین پہ آکے تو پانی ہوے ہین پتھر بھی

ہمارے قتل کی اک بحث قاتلون مین نہین
اولجھ رہے ہین بہم خنجرونکی جوہر بھی

پکارون کھوئی ہوئی دل کو کس لقب سے مین
لہو کی بوند بھی کہتی تھے قلب مضطر بھی

ہماری سوز درون سے دم سخن ہے یہ حال
لہو بھی آگ ہے لوٹ رہا ہے نشتر بھی

جواب کس نے دیا دم پرسش گنہ پوچھون
کہ دم بخود ہین شفیعان روز محشر بھی

ردا کو روک کے کرتے ہین جیسی بات وہ جب
جگر کی آڑ مین روتا ہے قلب مضطر بھی

غزل ۱۴۱

فساد خون ہی مرے کچھ عجب نہین تا ہم
رگونکا منہ بھی کھلا اور زبان نشتر بھی

۵۴ شعر

یہ حال اشک دل حزین ہی شمول ہی جوش بحر چین ہے
جہاز بھی گر کوئی کہین ہے صدف کی مانند تہہ نشین ہے
جگر جلا مجھسا بھی کہین ہے دھوان غبار لحد نشین ہے

کسیکو یہ سوزِ دل کہین ہی کہ ساری پگھلی ہوئی زمین سے ہے

تجھے جو سوزِ دلِ حزین ہے تو حاجتِ شمع بھی نہین سے

یہ جلوہ داغِ آتشین سے ہے چراغ گھر کا جو خوشنگین سے ہے

ملال مین خوش کوئی کہین کہ ہی سنگ بھی دم بخود یہین سے ہے

جگر خراشی سی یہ حزین ہے جبین پہ [illegible] شکن نگین سے ہے

عبث جہان میرا عیب بین ہے جو دستِ ہی زینت نگین سے ہے

ستانا آسان مرا نہین ہے کہ نام عیسیٰ جبین سے ہے

فلک کا رگ رگ مین ہر کہین ہی جو داغ ہے نیلمی نگین سے ہے

ہماری ہمت کو آفرین ہے ہزار ہین مار اک آستین سے ہے

فراق کی تاب ہی نہین ہی ملال اس حسن کا کہین سے ہے

مرا جو لختِ دلِ حزین ہی وہ ایک ترشا ہوا نگین سے ہے

مثالِ انسان ہوس نہین ہی کہ کثرتِ رخت پر حزین ہے

ہزار رفعی کو آفرین ہے وہی ہی جامہ جو آستین ہے

فلک کے ہاتھون کہان مکین ہے ہزار نامی کو آفرین ہے

یہ تنگی خانہ نگین ہے کہ جسمین ہلنے کی جا نہین ہے

عجیب حیف دلِ حزین ہی بتاؤن کیونکر کھٹک یہین ہے

اسیقدر بس مجھے یقین ہے تمام سینے مین ہان کہین ہے

طلب مین دنیا کی کیون حزین ہے ارے بڑی شی کوئی نہین ہے

سمجھلے اتنی یہ سب زمین ہی کہ خسروون کے تہہ نگین ہے

کہون یہ مین کیون کہی نہین ہی سمجھلو تم خود اگر کہین ہے

یہی نشان دلِ حزین ہی تجھے جہان ہاتھ دل وہین ہے

نہ جانین کیون گم دلِ حزین ہی کوئی تو یہان غیر بھی نہین ہے

لیا ہے جسنے مجھے یقین ہے ابھی گیا ہے یہین نگین سے

اوسیکے ہین عیب بھی ہویدا کرے جو دنیا مین نام پیدا

اوسی پہ ہین جوہری بھی شیدا جہان مین جو سادہ رو نگین ہے

محیط عالم ہی قعر دنیا نہ کھول تو ناسیون کا پردا

پئے گدائی جو تو نے پایا وہی [illegible] مین نگین ہے

بہت ہو نام کا تو خواہان کہ جسقدر ہو ہی ہے ایان

خیال اصلاح اوسے نادان جو خط پیشانی نگین ہے

عجب طریقے جہان مین پاسے کہ نام کے ذکر پہ نہ آئے

ہے کہ خاتم نہ سر چڑہائے وہ دل سی اوترا ہوا نگین ہے

جو تو ہو کسب ہنر پہ شیدا کمال تجھ مین بھی ہون ہویدا

کیا ہے اسطرح نام پیدا کہ خون غم سی دل نگین ہے

نہ جانیں کیسی ہی بس عالم وہ کم ہے جسکے ہیں قیل روان کم
بٹھائے جسکو بسر پہ خاتم گرا ہوا دل ہی وہ نگین ہے

وہ دل امیدوں کا تھا جو مسکن وہی ہے اب حسرتوں کا مدفن
کبھی تھا مثل لعل روشن وہی دل اب ترہتی نگین ہے

فلک نے اتنے تو غم دکھائے کہ حال ذاتی ہیں حرف سے آگے
جو چاہے باتیں بھی اب سنا کے دلکو پتھر سے نگین ہے

ہماری مردہ دلی کی بس صدا ہے ناامیدوں کو ہر دم
کوئی تو ہے دفن قبر خاتم کہ جسکا سنگ لحد نگین ہے

عجب ہیں بیدرد اہل عالم جنہیں نہیں ناامیدوں کا بھی غم
جسے سمجھتے ہیں ظرف خاتم وہ حوض خون دل نگین ہے

وہ دل جو زندہ ہی لاش [illegible] سمجھ کچھ باتیں [illegible] ہے

اوسیکی مجکو تلاش ہی ہی کبھی جو تھا اور اب نہین ہے

عبث ہے ذکر اب کسی حسین کا کہ پیری آئی شباب گذرا

علاقہ ناز و ادا سے اب کیا وہ مین نہین ہون وہ دل نہین ہے

جب اپنے پہلو مین ہی نپایا ہر ایک کوچے مین جا کے ڈھونڈا

کہین پتا اوس دلِ حزین کا تمہارے سر کی قسم نہین ہے

نہ اب ہے فکرِ وصال دل مین نہ اب ہی کوئی خیال دل مین

یہ ہے ہجوم ملال دل مین کہ درد کی بھی جگہہ نہین ہے

کہان یہ سوز و گداز دنیا کہان وہ اک رات بھر کا جلوا

ہی شمعین پر تو ہماری دل کا چراغ وہ بجھتا ہی نہین ہے

ہماری میت جو یون رکھی نہین فلک سے جگہہ گلے کی

نہ جسے چھتین دبا چکی ہون مٹی لحد کی حاجت اوسی نہین ہے

جہان مین کیون ہون نہ مین خطر مین کہ ہی دوات و قلم نظر مین

قدم تو رکھا ہے مین نے گھر مین سفر کا ہنگام بھی قرین ہے

ستا کسی کو نہ پا کے نے بس دبے نہ کیونکر غریب بیکس

سمجھتو اُو منعم سخن ہے بس کہ ڈر سے سمٹی خود آستین ہے

یہ میر سے زور دست تنگ غم ستے ہین کہ کوہ آگے سے ٹل رہی ہین

بتون وہ ہات لپٹے اژدہے ہین کہ غار جنکا قود آستین ہے

کیا تھا جب مین نے دلکو رخصت کچھ ایسی ہی سینہ کی تھی حالت

جدا ہوئے گو ہوئی ہے مدت نشان مگر کچھ کہین کہین ہے

وہ دل کہ جسکے غضب تھے لپکے جگر مین وہ رہگیا ہے ہانپ ہانپ ہانپکے

جو توڑے پہلو تڑپ تڑپ کے وہی دل اب سینہ مین کہین ہے

خبر ملی ہی ابھی جگر سے مرا مسافر پھرا سفر سے

نکل کھڑا ہوں نہ کیوں میں گھر سے سُنا ہے دل راہ میں کہیں ہے

لحد میں ساکن بنا ہیں کون نسّے لوا کے پیش منعم ہی تو بھی رو لے

اندھیرا پھرتا ہے سر کو کھولے مکان جو چھوڑی ہو کے مکین ہے

سنوں نہیں ہیں جو سہنے والے چھپتیں تو بیٹھی ہیں دل سنبھالے

فلک سے کے دو نے جو ہیں نرالے مکان اپنا ہی خود مکین ہے

سلے نہ جب جین سر ہی ڈھنکے تو کیوں نہ رہجاؤں سلی سنکے

سُنا یہ پہنا جو رخت سے پنکے چڑھی ہوئی کہ یہ آستین سے ہے

یہ کہتی ہے جلد دستِ منعم دبانا اور دن کا جیب ہی لازم

چڑھا اوسے بھی کبھی تو ظالم جو رختِ اصلی کی آستین سے ہے

نہ سوز دل کی وہ سوزشیں ہیں نہ خارِ غم کی وہ کاوشیں ہیں

نہ اب گریباں کی خواہشیں ہیں نہ فکر دامان و آستین سے ہے

عروقِ پیری مین جو عیان ہین اونہین مین ڈینا کے سحر نہان ہین

کہان یہ ہاتھونکی جھُریان ہین ہزار ہین مار آستین ہے

جنون نے رسوائی اسقدر کی نہ آبرو بھی کہین کی رکھی

بندھی جو ہے بعد قصد پٹی سمجھ وہی مار آستین ہے

ارے غضب کپ آرہا ہے مجھکو کسکو ستا رہا ہے

جو تو دبے کو دبا رہا ہے چڑہائے تیوری خود آستین ہے

حباب سے دل جو ہون وہ ٹوٹین یہ تاب ہمکو کہان جو دیکھین

کرین حبابونپہ ظلم موجین ہماری آنکھونپہ آستین ہے

نئی جو دورانِ مہر و مہ ہون گئے ہون صد ملال گہہ ہون

کدورتین کیون نہ تہہ بہ تہہ ہون زمین بہی تو تہہِ زمین ہے

عبث سب ارمان بہی نکالے عبث بیابان بہی چھان ڈالے

پڑا ہون منھ جس بغل مین ڈالے اور سیہ قلبِ دلِ حزین ہے

فشار یون مجکو ہو چکا ہے نکل کے گلگیر یہ دم رکا ہے

کہین ہی سنگ لحد جھکا ہے کہین سے اوبھری ہوئی زمین ہے

نہ دیکھے کیون مر کے اوجھلی بتاؤ مین بیت الا کے پہ انتظار کی راہین

کبھی جو نکلی تھین ترچھی آہین لحد سی تا خانہ شق زمین ہے

گھروندے مین جب جاکے ہم پکارے کہا خموشی نے سب سدھارے

جُھکے ستون نے کیے اشارے کہ مکین ہمارا تہِ زمین ہے

فشار کیا یون مین سہ گیا ہون نجانے کیا منہ سے کہگیا ہون

تڑپ تڑپ کر جو رہ گیا ہون تمام بکھری ہوئی زمین ہے

وہ دل ہی شعلہ نکل رہا ہی لحد کا پتھر پگھل رہا ہے

اگر چہ بنے آگ جل رہا ہے تمام تڑتی ہوئی زمین ہے

یہ کون ہاتھوں سے مل رہا ہے جگر کا تو دم نکل رہا ہے

چراغ کی طرح جل رہا ہے بجھے ہوئے دل کو آفرین ہے

جنود عصیاں ہیں مجکو گھیرے کریم رحمت تو منھ نہ پھیرے

لحد میں اک پسینے کو میرے بہا کی پھٹی ہوئی زمین ہے

اثر جو الفت کے ہیں نرالے لحد پہ کہتے ہیں دل سنبھالے

کوئی نہ یہاں ہمسری بولے چالے کہ تربت ماہر حزین ہے

قطعہ تاریخ جناب مولوی سید علی صاحب قبلہ متخلص بہ کامل ظلہ

حضرت ماہر ہے چشمۂ فیض دریائی کرم
آپ ہیں سرحلقۂ اہل سخن قیل و قال

آپکی تعریف میں ہم ناقصوں کا ذکر کیا
عقل کل کا نطق اس مشق و مہارت پر ہے لال

کون لکھ سکتا ہے اس دیوان عالی کی ثنا
بند کرنا بحر کا کوزہ میں ہے امر محال

وہ صفا ہے شعر میں جس پر آپ گوہر شہسوار
شوخیاں مضمون کی وہ جنسے خجل چشم غزال